عباداللہ الصالحین

مجموعۂ مضامین

......از......

حضرت ابوالفتح سید جلال الدین یداللہیؒ

کمپیوٹر کتابت

SAN کمپیوٹر سنٹر

نئی سڑک چنچل گوڑہ۔حیدرآباد۔

Cell:9959912642

۞۞۞۞۞

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

فہرست مضامین

سلسلہ	اسمائے گرامی	صفحہ نمبر
2	پیش لفظ	6
3	حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ	9
4	حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ	10
5	حضرت بندگی میاں شاہ نعمت مقراضِ بدعتؓ	11
6	حضرت بندگی میاں شاہ نظام دریائے وحدت آشامؓ	18
7	حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ مقبول مہدیؑ	24
8	حضرت بندگی میاں ملک برہان الدینؓ	28
9	حضرت بندگی میاں ملک گوہرؓ	31
10	حضرت بندگی ملک جی شہزادہ لاہوتؓ	35
11	حضرت بندگی میاں عبدالمجید نورنوشؓ	37
12	حضرت بندگی میاں امین محمدؓ	40
13	حضرت بندگی میاں ملک معروفؓ	45
14	حضرت بندگی میاں یوسفؓ	49
15	حضرت بندگی میاں بھائی مہاجرؓ	52
16	حضرت بندگی میاں الہداد حمیدؓ	54
17	حضرت بندگیمیاں سید سلام اللہؓ	60
18	حضرت میراں سید ابراہیم فرزند مہدی موعود علیہ السلام	64
19	حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؓ	68

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

72	حضرت میراں سید علی پسر امام علیہ السلام	20
76	حضرت میاں شیخ مبارک ناگوریؒ	21
82	حضرت بندگی میاں عبدالملک سجاوندیؒ	22
87	حضرت بندگی میاں سید عبدالکریم نوریؒ	23
91	حضرت بندگی میاں لاڑ شاہؒ	24
97	حضرت بندگی میاں ملک الہداد خلیفہ گروہؒ	25
101	حضرت ولی بن یوسفؒ	26
104	حضرت بندگیمیاں شیخ بھیک مہاجرؒ	27
108	حضرت ملک برخوردارؒ	28
112	حضرت بندگیمیراں سید عبدالحئی روشن منورؒ	29
117	حضرت بندگی میراں سید یعقوبؒ بن میراں سید محمودؒ	30
121	حضرت بندگی میاں سید شہاب الدینؒ بن بندگی میاں سید خوندمیرؒ	31
126	حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجیؒ بن بندگی میاں سید خوندمیرؒ	32
131	حضرت بندگی قاضی قادنؒ	33
136	حضرت بندگی میاں صدرالدینؒ	34
139	حضرت میر ذوالنون صوبہ دار فرح	35
143	سلطان غیاث الدین خلجی	36
147	میاں ملک جی مہریؒ	37
152	سپہ سالار سندھ میاں دریا خاںؒ	38
156	زائرمہرولایت حضرت شیخ مومن توکلیؒ	39
160	ابوالغازی سلطان حسین مرزاؒ	40

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

41	بندگی قاضی علاء الدین بیدریؒ	164
42	عاشق صادق میاں قاضی ضیاء الدین بیدریؒ	167
43	حضرت بندگی میاں عبدالغفور سجاوندیؒ	170
44	حضرت بندگی میاں سید الہدادؒ و حضرت بندگی میاں سید ابوبکرؒ	174
45	میر سید محمد یوسف رضویؒ	182
46	حضرت میراں سید عالم فانی فی اللہ باقی باللہؒ	184
47	بندگی ملک شرف الدینؒ	187
48	میاں ابوالفتح بدرالدینؒ	190
49	حضرت بندگی میاں سید علی ستون دینؒ	194
50	حضرت بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؒ	196
51	صاحب شواہد الولایت حضرت شاہ برہان الدینؒ	201
52	حضرت بندگی میاں سید شریف اللہؒ	205
53	حضرت بندگی میاں سید سعد اللہؒ	209

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

انتساب

ان طالبانِ حق کے نام جنہوں نے راہِ حق
کے طئے کرنے میں کبھی تھکن محسوس نہیں کی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

قائد ملت محمد بہادر یار جنگ نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا ''افسوس ہوتا ہے ان کی زندگی پر جن کا خون جسم میں ہی خشک ہوجائے اور ملک وملت کے کام نہ آئے'' حضرت ابوالفتح سید جلال الدین یداللّٰہی کا شمار قوم کے اُن افراد میں ہوتا ہے جو خدمت قومی میں اپنی زندگی کا بیشتر وقت گزارے۔ گزشتہ چار دہوں سے میں اُن کے ساتھ رہا اور ان کے ساتھ کام کیا۔ اس دوران انہیں ایک بہترین استاد، رہبر اور بہترین انسان پایا۔ قومی زندگی میں کئی ایک موقعہ پر نشیب و فراز آئے۔ ہر موقعہ پر میں نے انہیں عجز وانکساری کا، عفوودرگزر کا اور صبر وتحمل کا پیکر پایا۔ بعض موقعوں پر انہیں الجھایا بھی گیا لیکن اپنے مزاج کے لحاظ سے اُلجھے نہیں اور افراتفری کا ماحول پیدا ہونے نہیں دیا انہوں نے اپنی زندگی کے کسی بھی حصہ میں کسی کی کردار کشی نہیں کی۔ یہ ان کے کردار کی بڑی خوبی تھی۔ حضرت ابوالفتح سید جلال الدین دیکھنے میں دبلے پتلے اور کمزور دکھائی دیتے تھے مگر وہ دماغی طور پر بہت مضبوط، کردار کے پختے اور اُصول پسند انسان تھے۔

گروہ مہدویہ کے ایک دیندار گھرانے میں ابوالفتح سید جلال الدین یداللّٰہی 24 / مارچ 1931 کو پیدا ہوئے۔ بڑی محنت وجستجو سے تعلیم حاصل کی۔ ٹیوشن پڑھا کر اپنے تعلیمی اخراجات برداشت کئے۔ چنچل گوڑہ میں کئی لوگ آپ کے شاگرد ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض امریکہ میں مقیم ہیں۔ جب یہ شاگرد حیدرآباد آتے نہایت ادب سے آپ سے ملاقات کرتے تھے۔ ساؤتھ سنٹرل ریلوے سے وابستہ ہوئے اور ترقی کرتے ہوئے پی۔آر۔او کے عہدہ پر سبکدوش ہوئے۔ نہایت ایمانداری سے اپنے محکمہ کے فرائض انجام دیئے۔ ریلوے کی سخت سرویس میں کام کرتے ہوئے بھی اپنے آپ کو قومی اور مذہبی کاموں میں برابر شریک رکھا۔ محکمہ میں عزت سے ان کا نام لیا جاتا ہے۔

سلطان الواعظین حضرت مولانا سید مرتضٰی صاحب قبلہؒ کے گھرانے سے وابستہ ہونے کی وجہ سے خدمت قومی کا جذبہ آپ میں نوجوانی سے تھا۔ نواب سلیم خان صاحب کے دورِ صدارت میں انجمن سے وابستہ ہوئے، الحاج محمد قادر خان صاحب کے دورِ صدارت کے میقات 68-1963 اور 72-1970 میں معتمد عمومی کے فرائض بخوبی انجام دیئے۔ انجمن مہدویہ کے بہترین معتمدین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ مطالعہ کے شوقین تھے اور وسیع مطالعہ تھا۔ اس کے ساتھ ہی بہترین مضمون نگار

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بھی تھے ۔مذہبی معلومات بہت زیادہ تھیں تحریر نہایت سلیس، سادہ مذہبی اور قومی تفصیلات سے پُر رہتی ۔ایک عرصہ دراز تک ماہنامہ ''نورحیات'' کو اپنی ادارت میں شائع کیا۔بحیثیت شریک مدیرومدیراعلیٰ نورحیات آپ نے جوقلمی خدمت انجام دی وہ ناقابل فراموش ہے۔آپ کے مضامین قوم کے لئے ایک قیمتی اثاثہ ہیں۔ادارہ حیات وممات مہدویہ میں کئی ایک حیثیتوں سے منسلک رہے ۔ پایونیر ایجوکیشن سوسائٹی سے وابستہ ہوکر ماڈرن ہائی اسکول کی ترقی میں نہایت خوش اسلوبی سے اپنے فرائض انجام دیئے۔فراہ کمیٹی امارات کی جانب سے غریب طلباء کی اعانت کی جاتی ہے،حضرت ابوالفتح سید جلال الدین صاحب دیانتداری سے ان طلباء میں وظائف تقسیم کیا کرتے تھے۔ایک عرصہ تک دارالارقم مہدویہ کے لئے خدمت انجام دی۔غرض آپ نے ہرقومی ادارہ سے تعاون کیا۔ان کا یہ کردار ایک مثالی کردار ہے۔

حیدرآبادی تہذیب وتمدن کے ایک بہترین نمونہ تھے۔آخردم تک اس تہذیب پر قائم رہے۔گفتگو میں مٹھاس تھی اورٹھہر ٹھہر کرآہستہ گفتگو کرتے تھے۔کسی سے بھی بلندآواز سے گفتگو نہیں فرمائی۔گفتگو جوبھی ہوتی وہ دائرہ ادب میں ہوتی تھی۔ادب سے کافی لگاؤ تھا اس کا اثر گفتگو میں نظرآتا تھا۔ اقطاع ہند کی مہدویہ آبادیوں میں آپ کی شخصیت جانی پہچانی تھی۔آپ نے تقریباً تمام مہدویہ آبادیوں کا دورہ کیا۔

آپ بزرگوں کی سیرت اورقومی تاریخ سے کماحقہ واقف تھے جس کی بناپر بہترین انداز سے بزرگوں کی سیرت وتعلیمات اورقومی تاریخ کوکئی ایک مضامین میں پیش کیا۔نورحیات ونورولایت میں یہ مضامین شائع ہوکرمقبول عام ہوئے ہیں۔بالخصوص عباداللہ الصالحین کےعنوان کے تحت بزرگوں کی سیرت کے مضامین شائع کیا کرتے تھے جس کا یہ مجموعہ ہے۔جہاں تک آپ کی تحریر کا انداز ہے نہایت سادہ اورعام فہم ہے۔اُردو کا ایک عام قاری بھی آسانی سے اس سے استفادہ کرسکتا ہے۔ماہنامہ نور ولایت میں آپ کے 58 مضامین سیرت ، تعلیمات اور عصر حاضر کے مختلف عنوانات پر شائع ہوئے ۔ ان مضامین میں 32 مضامین مہدویت پر ہیں۔ان مضامین میں دائرہ کے نظام کوموجودہ دور کے حالات سے تقابل کرتے ہوئے نہ صرف سوئے ہوؤں کوجھنجھوڑا ہے بلکہ خواب غفلت سے جگایا بھی ہے۔ہرمضمون اپنی جگہ جامع اورمعلومات آفرین ہے۔آپ کے قلم میں قاری کودینی ومذہبی معلومات پہونچانے کی قوت تھی۔حضرت سیدعلی برترؔ صاحب نے آپ کی قلمی خدمات کوخراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے''ابوالفتح سید جلال الدین صاحب نہایت اچھی زبان تحریر میں استعمال کرتے تھے۔اس لئے ان کو اردوزبان کا بہترین ادیب کہنا کچھ غلط نہ ہوگا''۔

اس دنیا میں لوگ آتے اور جاتے ہیں ۔ان آنے جانے والوں میں خوش نصیب وہ بندے ہوتے ہیں جو اپنی نجی ضروریات کو پوری کرتے ہوئے قومی خدمت انجام دیتے ہیں ان خوش نصیبوں میں ایک ابوالفتح سید جلال الدین صاحب ہیں

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ زندگی کی کامیابی نیک عمل پر منحصر ہے۔ زندگی خدا کی ایک نعمت ہے جو ایک مقررہ مدت تک رہتی ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب تک لوگ پانچ باتوں کا جواب نہیں دیں گے آگے قدم بڑھا نہیں سکیں گے۔ ایک یہ کہ اپنی عمر کس کام میں بسر کی۔ دوسرے جوانی کس کام میں صرف کی، تیسرے مال کس ذریعہ سے کمایا اور چوتھے کس راہ میں خرچ کیا اور پانچویں یہ کہ جو کچھ سیکھا اس پر کتنا عمل کیا۔ حضرت ابوالفتح سید جلال الدین صاحب کی حیات کی نصف سے زیادہ زندگی ہمارے سامنے رہی۔ الحمدللہ ہم کہہ سکتے ہیں ایک مردمومن کی طرح آپ نے زندگی بسر کی۔ جس طرح عکس یعنی سایہ کسی کو تکلیف نہیں پہونچاتا اس طرح آپ نے اس دنیا میں زندگی گزاری۔ یہ منکسر المزاج' پابند صوم و صلواۃ کے ساتھ ساتھ پابند ذکر و فکر بھی تھے۔ ترک دنیا کے فریضہ کو انجام دینے کے بعد اپنے دائرہ کے اہم کاموں میں بحیثیت خلیفۂ مرشد بہت کام کیا۔ مختصر سی علالت کے باعث 20 / ذی الحجہ 1430ھ م 8 / ڈسمبر 2009ء کو بعد مغرب اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ تدفین 21 / ذی الحجہ م 9 / ڈسمبر 2009ء کو حظیرہ شہیداں، چنچل گوڑہ میں ہوئی۔

قومی زندگی میں کچھ کردار ایسے ہوتے ہیں جو نوجوان نسل کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوتے ہیں ان میں ایک کردار حضرت ابوالفتح سید جلال الدین صاحب کا بھی ہے۔

ماہنامہ ''نور حیات'' میں آپ کے کئی ایک مضامین شائع ہوئے جو اپنی جگہ نہایت مفید اور معلوماتی ہیں۔ ان مضامین میں علمی و تحقیقی اور غور و فکر کا پہلو نمایاں ہے۔ آپ طبیعت کے لحاظ سے خوش خلق' جذبۂ خدمت دینی و قومی سے سرشار تھے۔ اس کا عکس آپ کے مضامین میں پایا جاتا ہے۔ ''عباداللہ الصالحین'' کے عنوان پر بزرگانِ دین پر لکھے گئے مضامین آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔ بڑی محنت و کدوکاوش سے یہ مضامین آپ نے تحریر کئے ہیں۔ فرزندان و دختران ابوالفتح سید جلال الدین صاحب قابل مبارکباد ہیں کہ وہ ان مضامین کو ایک کتابی شکل میں اسی عنوان کے نام سے شائع کئے ہیں جو آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ حضرت کی حیات ہی میں یہ مضامین شائع ہو جاتے تو مزید اس میں اضافہ ہوسکتا تھا۔

فرزندانِ حضرت ابوالفتح سید جلال الدین صاحب کا ارادہ ہے کہ تمام مضامین کو ترتیب دے کر شائع کریں۔ یہ مضامین کا پہلا حصہ ہے انشاءاللہ تمام مضامین شائع کئے جائیں گے۔ ان مضامین میں اگر کہیں غلطی وغیرہ نظر آجائے تو براہِ کرم اس کو کتابت کی سہو تسلیم کریں۔ اور ان کے فرزندان کو مطلع کریں تاکہ انشاءاللہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کردی جائے گی۔

آخر میں ان مضامین کی اشاعت پر خاندان کے تمام افراد کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم پر فضل فرمائے اور اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتوں سے نوازے۔ اور ختمینؒ اور اصحاب ختمینؒ کے صدقہ اپنے دیدار سے مشرف کرے۔

۲۵/ مارچ ۲۰۱۱ء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مقصود علی خاں

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؑ

میراں سید محمود جن کو عام طور پر ''ثانی مہدی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام کے سب سے بڑے فرزند ہیں۔ ہماری سیرت کی کتابوں میں کہیں بھی میراں سید محمود کی پیدائش کس سال کس مہینہ کس تاریخ کو ہوئی درج نہیں ہے۔ البتہ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام کی عمر ۱۹ سال کی ہوئی تو آپ کی شادی آپ کے چچا میاں سید جلال الدین کی صاحبزادی بی بی الہدادی سے ہوئی۔ شادی کے تیسرے سال آپ کو ایک لڑکا تولد ہوا جس کا نام سید محمودؓ رکھا گیا اس اعتبار سے آپ کا سن پیدائش ۸۶۹ھ یا ۱۴۶۵ء قرار پاتا ہے آپ کا ابتدائی زمانہ جونپور میں گذرا یہیں آپ کی تعلیم وتربیت ہوئی اور ۸۸۷ھ تک جب حضرت مہدیؑ جونپور سے ہجرت پر روانہ ہوئے تو میراں سید محمودؓ بھی آپ کے ساتھ جونپور سے نکل کھڑے ہوئے اس وقت آپ کی عمر ۱۸ سال تھی۔

اللہ والوں کے اس قافلے کی پہلے منزل جہاں حضرت مہدی اور آپ کے صحابہ نے قیام کیا وہ داناپور شہر تھا جو جونپور سے مشرق میں ۱۶۷ میل پر واقع تھا۔ اسی شہر داناپور میں میراں سید محمود کی والدہ بی بی الہدادی نے ایک معاملہ (خواب) دیکھا کہ جس میں اللہ کی طرف سے بی بی کو معلوم ہوا کہ تمہارے شوہر سید محمد مہدی موعودؑ ہیں بی بی نے اس کا ذکر حضرت مہدی سے کیا۔ امامنؑا نے فرمایا بی بی تم نے جو دیکھا اور سنا وہ سچ ہے۔ مگر ابھی اعلان کا وقت نہیں آیا۔ بی بی نے اسی وقت تصدیق کی۔ جب یہ بات میراں سید محمود نے سنی تو آپ نے بھی اپنے بزرگ اور محترم باپ کے ہاتھ پر تصدیق کی۔ بیوی اور بیٹے کے تصدیق کرنے کے بعد تیسرے شخص جنہوں نے اس مقام پر امام علیہ السلام کی مہدیت کی تصدیق کی وہ بندگی میاں شاہ دلاور ہیں جو حضرت مہدیؑ کے پانچویں خلیفہ ہیں۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے ہجرت کے ۲۳ سال میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کی ہے کہ آپ نے جونپور چھوڑنے کے بعد پھر جونپور جانے کا رخ نہیں کیا اور آگے ہی بڑھتے رہے جہاں جاتے واعظ وبیان سے لوگوں کے دل موہ لیتے آپ کے بیان قرآن کی ساری دنیا میں دھوم مچ گئی تھی۔ اس دور کے سب ہی مورخین، اولیاء، صوفیاء نے خصوصیت کے ساتھ حضرت مہدیؑ کے بیان قرآن کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ جہاں جاتے وہاں آپؑ کا وعظ سننے کے لئے لاکھوں افراد جمع ہوجاتے۔ ان میں امیر، فقیر، عالم، جاہل، وزیر اور سپاہی سب ہی برابر کے شریک رہتے تھے۔ حضرت سید محمود ثانی مہدی اس پورے سفر کے بڑے حصہ میں امامنا علیہ السلام کے ساتھ رہے۔ سفر میں حضر میں خلوت میں جلوت میں اکتساب فیض کیا اور اس درجہ کیا کہ ایک

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

موقع پرحضرت مہدیؑ نے ارشادفرمایا جولوگ آپ کی صحبت میں درجہ کمال کونہیں پہنچے وہ بھائی سید محمود کے حضور میں کمال کو پہنچیں گے۔مگر جب امامنا علیہ السلام ہجرت کرتے ہوئے مختلف مقامات سے ہوکر شہر احمد آباد وعلاقہ گجرات کے مقام پٹن ۹۰۳ھ میں پہنچے تو وہاں میراں سید محمود نے مہدی علیہ السلام سے عرض کیا کہ میراں جی ایک شخص وہ ہے جونوکری کرتا ہے تجارت کرتا ہے کسب کرتا ہے پیسہ کماتا ہےاور پھر ترک دنیا کرتا ہے۔ایک وہ شخص ہے بغیر کسب کئے ترک دنیا کرتا ہے کیاان دونوں کے ترکِ دنیامیں کوئی فرق ہے۔حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بہت فرق ہے جوجس قدر مال چھوڑے گااسی قدر اجر (ثواب) پائے گا۔یہ جواب سن کرمیراں سید محمود نے درخواست کی کہ ان کوکسب کی اجازت دی جائے۔امام علیہ السلام نے اجازت دی اورکہا جہاں رہواللہ کی یاد میں رہو۔پھر آپ پٹن سے چاپانیر گئے اوروہاں ایک بڑے عہدہ پرآپ کا تقرر ہوا۔اپنی نوکری کے زمانہ میں دیانت، فراست، تدبراور صاف گوئی سے ترقی کرتے ہوئے اونچے عہدہ پرفائز ہوئے۔یہیں آپ کی شادی پٹن کے صوبہ دار ملک عثمان کی لڑکی بی بی کدبانو سے ہوئی۔دونوں میں حد درجہ محبت رہی کچھ مدت تک ملازمت کرنے کے بعد میراں سید محمود شہرت، منصب اور عہدہ سب کو چھوڑ کرحضرت مہدیؑ کی خدمت میں حاضری کے لئے خراسان کے لئے نکل کھڑے ہوئے راستہ میں بندگی میاں سیدخوندمیر اور بندگی میاں شاہ نعمت بھی مل گئے جو کچھ دن پہلے وطن گجرات جاکر آنے کے لئے نکلے تھے۔اس طرح مل کر یہ سب لوگ مہدی علیہ السلام سے جوفراہ میں ان دنوں دائرہ باندھے ہوئے تھے آملے۔ان کے آنے سے حضرت مہدی علیہ السلام کوبے حد خوشی ہوئی۔لوگوں نے خوشی کی وجہ پوچھی تو فرمایا آنے والے اصحاب میں دوایسے لوگ ہیں جن کی صحبت سے کئی لوگ ہدایت پائیں گے۔

میراں سید محمود کےفراہ آنے کے چھ ماہ بعد حضرت مہدی علیہ السلام کی رحلت ہوگئی۔تو آپ ہی نے حضرت مہدیؑ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔اورمشتِ خاک دی اوراسی موقع پر بندگی میاں سیدخوندمیر نے میراں سید محمودؓ کو "ثانی مہدی" کہکر پکارا تب ہی سے آپ کا لقب ثانی مہدی ہوگیا۔حضرت مہدی کی رحلت کے بعد حضرت میراں سید محمود تمام اصحاب کوساتھ لے کر گجرات واپس لوٹے اوراپنا دائرہ بھیلوٹ میں جورادھن پور کےقریب ایک گاؤں ہے باندھا تمام اصحاب بھی آپ کے ساتھ یہیں رہنے لگے۔

بھیلوٹ میں تمام اصحاب مہدی کورہتے ہوئے جب کچھ مدت گذرگئی تو میراں سید محمود نے تمام اصحاب کوالگ الگ دائرہ بناکررہنے کی ہدایت کی۔گوصحابہ کومیراں سید محمود سے بے حدانس ومحبت تھی اورکوئی بھی آپ سے علیحدہ ہوکررہنے آمادہ نہیں تھاپرآپ نے اس دین مہدی کا واسطہ دے کرفرمایا کہ ہمارامقصد دینِ مہدی کی تبلیغ اورمہدی کے پیام کوگھر گھر پہنچانا ہے اور یہ مقصد سب کے ایک جگہ جمع ہوکررہنے سے حاصل نہیں ہوتا۔اوراسی لئے ہمارامختلف جگہوں پرپھیل جانا ضروری ہےاس پر تمام صحابہ نے اپنے علیحدہ علیحدہ دائرے بناکردین مہدی کی تبلیغ واشاعت میں مصروف ہوگئے۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

دین کی تبلیغ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جولوگ اس کام کے لئے نکلتے ہیں ان کو اپنی جان ہتھیلی پر لے کر نکلنا ہوتا ہے یہی کچھ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔اور امام مہدی کے پیغام کو پھیلانے والوں پر بھی یہی کچھ ہوا ہے۔ میراں سید محمود کو قید کی سختی اٹھانی پڑی نہ صرف قید کیے گئے بلکہ پاؤں میں وزنی بیڑیاں ڈال دی گئیں جب اس کی اطلاع بندگی میاں سید خوندمیر کو ملی تو آپ ملنے کے لئے قید خانہ گئے عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں لڑ کر آپ کو یہاں سے رہائی دلاتا ہوں۔

میراں سید محمودؓ نے فرمایا'' بھائی خوندمیر ہمارا کام اللہ کی مرضی پر راضی رہنا ہے اللہ کو جومنظور ہے وہی ہو کر رہے گا۔تم جہاں ہو وہیں رہو اور اپنے کام یعنی دین مہدی کی اشاعت کو جاری رکھو''

۴۰ دن کی قید کے بعد جب میراں سید محمودؓ کو رہا گیا گیا تو آپ کے پیروں میں ناسور پیدا ہو گیا تھا۔صحابہ نے پوچھا درد کا کیا حال ہے۔ثانی مہدیؓ نے فرمایا'' مت پوچھو اگر میں کہوں درد نہیں ہے تو جھوٹ ہوگا اور اگر کہوں درد ہے تو مالک حقیقی یعنی اللہ کی شکایت ہوگی''

رہائی کے تین ماہ بعد میراں سید محمود کا ۴/ رمضان المبارک ۹۱۹ھ کو بمقام بھیلوٹ وصال ہو گیا۔انگریزی تاریخ کے اعتبار سے ۳/نومبر ۱۵۱۳ھ اور وہیں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔آج بھی بے شمار لوگ آپ کی زیارت کے لئے روضہ پر حاضری دیتے ہیں۔

میراں سید محمود کے دائرہ میں شرع کی سختی سے پابندی کی جاتی تھی خود آپ میں حد درجہ کی عجز وانکساری اور نیستی (خود کو دوسروں سے کم سمجھنے کا جذبہ) تھی آپ کی عادت تھی کہ ہر جمعہ کو تمام صحابہ کو جمع کرتے اور پوچھتے بھائیو بتاؤ کہ ہمارے پاس کہیں تم نے حضرت مہدیؑ کے بتائے ہوئے راستہ سے انحراف یا ٹہلیو ادیکھا ہے اگر ایسا ہے تو بتاؤ کہ ہم توبہ کر کے سیدھے راستہ پر آجائیں صحابہ عرض کرتے ہم نے آپ کو مہدی کے بتائے ہوئے راستہ پر پاتے ہیں۔

آپ دائرہ میں رہنے والوں کو نماز اور ذکر میں غفلت کرنے نہیں دیتے تھے ذکر کے وقت میں اگر کوئی حجرہ سے باہر آتا تو اس کو جھڑک کر حجرہ میں واپس کر دیتے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک جاگیردار نے بعض صحابہ کو رات کے کھانے کی دعوت دی انہوں نے عذر کیا کہ اگر عشاء کی نماز میں نہ رہیں گے تو میراں سید محمود فضیحت کر دیں گے اس نے کہا کہ گھوڑا گاڑی بھیجتا ہوں آپ لوگ مغرب کے ساتھ ہی آجائیں تو عشاء کی نماز سے پہلے واپس ہو سکتے ہیں جاگیردار کے اس طرح یقین دلانے پر دائرے کے بعض اصحاب بلا اجازت حضرت ثانی مہدی دعوت میں چلے گئے اور جب واپس ہوئے تو نمازِ عشاء کی پہلی رکعت ہو چکی تھی۔ جب میراں سید محمود کو معلوم ہوا تو ان کو بہت برا بھلا کہا اور کہا اگر آئندہ ایسا ہوگا تو دائرے سے باہر کر دیئے جاؤ گے۔

یہ تھا حضرت ثانی مہدیؓ کا انداز تربیت

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایتؓ

بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت خلیفۃ اللہ میراں سید محمد جونپوری امام مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے خلیفہ اور داماد ہیں۔آپ کے والد بزرگوار کا نام میاں سید موسیٰ تھا اور شجاع الملک کے خطاب سے جو بول چال میں بگڑ کر ملک چھجو ہوگیا تھا مشہور تھے آپ کا شمار گجرات کے بادشاہ سلطان محمود بیگڑا کے اُمراء و منصب داروں میں ہوتا تھا۔ یہ بھی حضرت مہدی علیہ السلام کی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہ کی اولاد میں سے ہیں۔ میاں سید خوندمیر اونچا قد اور چوڑا سینہ رکھتے تھے۔فنون سپاہ گری سے کافی شغف تھا۔امیر ہونے کے باوجود آپ نہایت متقی' پرہیزگار' خدا ترس اور شرع کے پابند تھے۔ میاں سید موسیٰ کو پٹن کے صوبہ دار ملک یعقوب کی پوتری بی بی بوا تاج سے اللہ نے دو فرزند دئے۔ پہلے میاں سید خوندمیر ہیں جن کی پیدائش ۸۸۶ھ م ۱۴۸۱ء بتائی جاتی ہے۔اس کے سات سال بعد میاں سید عطا اللہ ۸۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔میاں سید موسیٰ کے انتقال کے بعد حسبِ رواج باپ کا منصب بیٹے پر منتقل کیا جارہا تھا تو بندگی میاں سید خوندمیر جو بچپن ہی سے دنیا کے لہو لعب اور عیش و عشرت سے بیزار اور خدا کے طلب میں منہمک تھے یہ منصب قبول کرنے سے انکار فرمایا۔

چونکہ آپ کے افراد خاندان احمد آباد کے ایک نامی گرامی بزرگ شیخ احمد کھٹو سے عقیدت و ارادت رکھتے تھے اس لئے آپکو بھی اسی سلسلے کے بزرگوں سے علاقہ لگانے پر زور دیا گیا۔ جسے آپ نے قبول نہیں کیا ان ہی دنوں حضرت مہدی علیہ السلام ہجرت کرتے ہوئے مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے پٹن تشریف لائے تو یہاں آپ کی ملاقات میاں سید خوندمیر سے ہوئی پہلی ہی ملاقات میں میاں سید خوندمیر نے مہدی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور میراں علیہ السلام نے ذکر خفی اور پاس انفاس کی تلقین کی اور فرمایا بھائی سید خوندمیر کے چراغ روشن کرنے کے لئے چراغ دان' فتیلہ اور تیل سب کچھ موجود تھا صرف چراغ سلگانا باقی تھا۔سو یہ چراغ ولایت کی روشنی سے سُلگ گیا۔ جب مہدی علیہ السلام پٹن اور بڑلی میں قیام کے بعد آگے کی طرف روانہ ہوئے تو میاں سید خوندمیر بھی آپ کے ساتھ ہوگئے۔جیسلمیر' جالور' کاہا اور سندھ کے پرخطر سفر میں میاں سید خوندمیر حضرت امامنا مہدی علیہ السلام کے ساتھ ساتھ رہے دورانِ سفر جب امام علیہ السلام کا قیام جالور میں تھا تو آپ حسب عادت بیان قرآن فرمارہے تھے۔اثنائے بیان جب آیت والذین ھاجرو واثرو من دیارھم واوذو فی سبیلی قاتلوا وقتلوا پر پہنچے تو امامنؑا نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت کی چاروں باتیں اخراج' ہجرت' قتل کرنا اور قتل ہونا یہ چاروں میرے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

گروہ کی صفات ہیں پھر ایک دوسرے موقع پر حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ اخراج اور ہجرت دونوں چیزیں ظاہر ہو چکی ہیں البتہ قتل کرنے اور قتل کئے جانے کی بات ابھی نہیں ہوئی اور بھائی سید خوندمیر سے یہ پوری ہوگی اور ان صفات کی بزرگی اور عظمت بیان فرمائی اور اسی سلسلہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ولایت محمدی کا بار اُٹھانے والے کا سر جدا ہوگا تن جدا ہوگا اور پوست جدا ہوگا۔ تمام مخلوق تمہاری دشمن ہو جائے گی اور اس روز تم تنہا ہوگے اور انشاءاللہ دشمن کو شکست ہوگی اور تم فتح یاب ہوگے البتہ دوسرے روز تمہاری شہادت ہوگی۔ اور یہ بات بندے کی مہدویت کی نشانی ہے۔

جن دنوں حضرت مہدی علیہ السلام کا قیام کاہا' ٹھٹھہ میں تھا تو وہاں بندگی میاں شاہ نعمتؓ اور بعض دوسرے صحابہ نے امام سے گجرات جا کر اپنے اہل وعیال کو واپس لانے کی اجازت طلب کی۔ حضرت مہدیؑ نے ان اصحاب کو اجازت دیتے حضرت بندگی میاں سید خوندمیر کو گجرات ہوآنے کا حکم دیا۔ میاں سید خوندمیر حضرت مہدیؑ کی صحبت سے دور رہنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ اسوقت امام نے فرمایا کہ بھائی سید خوندمیر تم گجرات جا کر آؤ اس میں اللہ کی مرضی ہے۔ حضرت مہدیؑ سے یہ حکم پا کر آپؓ دوسرے صحابہ کے ساتھ چاپانیر اور پٹن واپس آئے اور پھر اپنے چھوٹے بھائی میاں سید عطا اللہ جن کا بعض کتابوں میں نام سید عطن آیا ہے' کی شادی میں شریک رہ کر واپس خراسان چلے گئے۔ خراسان پہنچنے کے چھ ماہ بعد حضرت مہدی علیہ السلام کی رحلت واقع ہوئی۔ اس کے ایک ہفتہ بعد میاں سید خوندمیر گجرات لوٹے۔ خراسان سے واپسی کے بعد بندگی میاں سید خوندمیر کوئی ۲۰ سال زندہ رہے آپؓ نے کوئی ۲۰ مقامات پر دائرہ باندھا۔ آپ کا پہلا دائرہ جالور میں رہا وہاں سے آپ نے پٹن میں اپنا دائرہ باندھا۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۴ سال تھی اس وقت آپ نے اپنی خالہ زاد بہن بی بی عائشہؓ سے نکاح کیا ان سے آپ کو چھ لڑکے میاں سید جلال' میاں سید شہاب الدین' میاں سید قادن' میاں سید شریف' میاں سید احمد' میاں سید خدا بخش پیدا ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے حضرت مہدی علیہ السلام کی دختر بی بی خونزا فاطمہ سے نکاح کیا ان کے بطن سے دو فرزند میاں سید محمود اور میاں سید اشرف پیدا ہوئے۔ میاں سید اشرف بچپن ہی میں رحلت کر گئے۔ میاں سید محمود جو بعد میں خاتم المرشدین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ پٹن سے نکل کر آپ نے جیول بندر میں دائرہ باندھا۔ یہاں دائرہ والوں پر بڑا سخت وقت گذرا۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جن دنوں آپ کا دائرہ جیول بندر میں تھا کوئی چار سو طالبانِ خدا نے شہادت پائی۔ مگر یہ اللہ والے اللہ کے نام کو بلند کرنے سے پیچھے نہیں ہٹے۔ بھوکے رہے سردی اور گرمی کی مصیبت برداشت کی ہر طرح کی ایذا سہی اور اُف نہ کیا ان کو دنیا کی کسی چیز سے محبت تھی نہ وہ دنیا کی کسی قوت سے ڈرتے تھے۔ دنیا دار علماء سے یہ نہیں دیکھا گیا انہوں نے بادشاہ کو ان کے خلاف بھڑکایا چونکہ بادشاہ ہمیشہ سے ان دنیا دار علماء سے ڈرتے رہے ہیں۔ اس لئے علماء کے کہنے میں آ کر انہیں ایک مقام پر رہنے نہیں دیتے تھے۔ ہر جگہ سے آپ کو اخراج کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن ان علماء کو اس سے تسکین نہیں ہوئی اس

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کے برخلاف وہ یہ دیکھتے تھے کہ عوام اب بھی ان ہی دائروں کا رخ کرتے ہیں اور ان سے محبت وعقیدت میں کمی ہوگئی ہے تو آخر میں انہوں نے ایک نیا حربہ شروع کیا۔ جب بھی کوئی مہدوی ہونے کا اقرار اور اعلان کرتا تو اس کی پیشانی پر داغ لگایا جاتا۔ جب حالات بد سے بدتر ہو گئے تو دائرہ والوں کا صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو گیا۔ بندگی میاں جہاد کی تیاری شروع کی ان دنوں میاں کا دائرہ کھانبیل میں تھا اور گجرات پر محمود بیگڑہ کا بیٹا مظفر شاہ کی حکومت تھی۔ مظفر نے اپنے سپاہ سالار عین الملک کی نگرانی میں ایک بڑی فوج کو مہدویوں کے خاتمہ کے لئے روانہ کیا عین الملک نے ۱۲/ شوال ۹۳۰ھ م ۱۴/ اگسٹ ۱۵۲۳ء گھمسان کی لڑائی ہوئی صبح سے شام ہوگئی لیکن مہدویوں کو ختم نہیں کیا جاسکا حالانکہ دشمن کی فوج سولہ ہزار گھوڑا سوار، چوبیس ہزار سپاہی، اٹھارہ ہاتھی اور بے حساب گولہ بارود اور جنگی سامان تھا۔ جب کہ میاں سید خوندمیر کے ساتھ صرف ساٹھ سوار اور چالیس سپاہی تھے۔ پہلی شکست سے متاثر ہو کر ۱۴/ شوال کو تازہ دم فوج نے دوبارہ حملہ کیا۔ اس مقابلے میں حق کے پاسبان شہید ہو گئے ان شہید ہونے والوں میں بندگی میاں سید خوندمیر اور دوسرے شہداء شامل ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۴ سال تھی۔

بندگی میاں کی شہادت اپنی آپ نظیر ہے۔ ایک طرف تو حضرت مہدی علیہ السلام کی پیشین گوئی کہ پہلے دن تمہاری فتح اور دوسرے دن تمہاری شہادت ہوگی، پوری ہوئی۔ دوسری طرف آپ کا مبارک جسم سدراسن میں، سر کی ہڈیاں پٹن میں اور پوست چاپانیر میں سپرد خاک ہوئے۔ الغرض بندگی میاںؓ کی شہادت آج بھی ہم کمزوروں کے دلوں کو تقویت بخشتی ہے۔ ولولہ ایمان کو اُبھارتی اور حق کے راستہ میں سرفروشی کی دعوت دیتی ہے۔ حق کبھی مغلوب نہیں ہوتا وہ سربلند ہے اور سربلند رہے گا۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے پیام کو عام کرنے میں بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے نہ صرف اپنے سر کی قربانی دی بلکہ آنے والی پود کو اپنی کتابوں کا بھی لازوال تحفہ دیا ہے جس کو پڑھ کر ہم جیسے لوگ ایمان کو تازہ کر لیتے ہیں۔

آپؓ کی لکھی ہوئی کتابوں میں عقیدہ شریفہ، ام الرسالہ، مقصد اول، مقصد ثانی اور شہر ملتان (جواب پاکستان میں چلا گیا) کے علماء کو حضرت مہدی علیہ السلام کی پیدائش اور تعلیمات پر لکھے ہوئے خطوط ہیں۔ ان خطوط کو پڑھ کر ۱۸ علماء نے مہدویت قبول کی تھی۔ اس کے علاوہ دو اور رسالے ''بعض الایات اور ختم الولایت بھی ہیں۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں شاہ نعمت مقراضِ بدعتؒ

بندگی میاں شاہ نعمت حضرت مہدی علیہ السلام کے ایک بزرگ صحابی اور تیسرے خلیفہ ہیں آپ کی ولادت ۸۷۴ھ م ۱۴۲۷ء میں بمقام احمد آباد ہوئی۔ آپ کا تعلق گجرات میں بسنے والے ایک قبیلے بنیانی سے ہے اور آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے والد ملک بڑے گجرات کے حکمران محمود بیگڑہ کے امراء اور مصاحبین میں سے تھے۔ وہ لوگ جو بادشاہ کے دربار میں رہتے تھے مصاحبین کہلاتے ہیں۔

بندگی میاں شاہ نعمتؓ ابھی نوجوان ہی تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اور سرکاری رسم ورواج کے مطابق باپ کے انتقال کے بعد ان کا منصب اور عہدہ میاں شاہ نعمتؓ پر منتقل ہوگیا۔ لیکن بادشاہوں کے دربار میں عام طور پر ایک دوسرے کے خلاف جو سازشیں ہوا کرتی ہیں ویسی ایک سازش میاں شاہ نعمتؓ کے ساتھ بھی ہوئی۔ اور اس کے نتیجہ میں آپ کا درجہ اور رتبہ گھٹا دیا گیا۔ مگر یہ بات شاہ نعمتؓ کو جن کی طبیعت اور مزاج میں سختی اور غصہ تھا پسند نہیں آئی آپ نے دربار کی نوکری کو ٹھوکر ماردی اور علیحدہ ہوگئے اور موقع کی تاک میں رہے کہ اپنی توہین کا بدلہ لیں ایک موقع پر بادشاہ محمود بیگڑہ کے سات امراء سے جن کے متعلق قیاس تھا کہ ان کے خلاف سازش میں شریک تھے بھیڑ ہوگئی اس کے نتیجے میں بندگی میاں شاہ نعمت کے ہاتھوں وہ سب سازشی مارے گئے جب یہ اطلاع محمود بیگڑہ کو ملی تو اس نے پانچسو سواروں کی ایک فوجی جمعیت شاہ نعمتؓ کو گرفتار کرنے روانہ کی۔ میاں نعمتؓ بھی اپنے بیس ساتھیوں کے ساتھ احمد آباد کو چھوڑ کر نکل گئے۔ یہ لوگ جب احمد آباد سے نکلے تو راستے میں ایک مقام سولہ سانتیج کے جنگل سے گزر رہے تھے تو ناگاہ ان کے کانوں میں اذان کی آواز سنائی دی۔ تو اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھئے وہ کس طرح لوگوں کے دل ان کے ارادے ان کے خیالات اچانک بدل دیتا ہے۔ میاں نعمت اذان کی آواز پر بے قرار ہوجاتے ہیں۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہتے ہیں چلو نماز پڑھ لیں گے ساتھی کہتے ہیں چلو پہلے کوئی چھپنے کی جگہ ڈھونڈ لیں پھر دوسرا کام، میاں نہ مانے تو ساتھی میاں کو چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ میاں نے ایک چرواہے کو پکڑا اور پوچھا بھائی یہ اذان کی آواز کہاں سے آئی اس نے بتایا یہاں قریب میں میراں سید محمد مہدی موعودؑ کی ایک جماعت جو احمد آباد سے پٹن کی طرف جارہی ہے ٹھیری ہے اور ان ہی لوگوں نے اذان دی تھی۔ شاہ نعمتؓ دائرہ کے قریب پہنچے ایک درخت سے اپنے گھوڑے کو باندھا اور صاحب دائرہ کے سامنے جاکر کھڑے ہوگئے۔ اس وقت حضرت مہدیؑ نماز کے لئے وضو بنا رہے تھے میاں نعمت پر نظر پڑی تو

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

فرمایا ''میاں نعمت آ ؤتم نعمت سے بھر پور ہو۔ اس کے بعد میاں شاہ نعمت نے وضو کیا نماز پڑھی اور پھر بیان قر آن سننے بیٹھ گئے۔ اس دوران شاہی سپاہ جو میاں نعمت کی تلاش میں نکلے تھے گھوڑے کو دیکھ کر دائرہ کی طرف آئے جب دائرہ کے رہنے والوں کو اللہ کی یاد میں غرق اور بیان سننے میں محو پایا تو ان کو خیال گزرا میاں نعمت اور ان کے ساتھیوں کو نماز اور وعظ و بیان سے کیا تعلق ہوسکتا ہے۔ وہ تو ۲۰، ۲۵ تھے یہاں تو صرف ایک گھوڑا ہے ہوسکتا ہے کوئی راستہ کا مسافر بھٹک کر نماز کے لئے آ گیا ہو۔ نعمت اور ان کے ساتھی آگے نکل گئے ہوں گے چلو ہمیں تو ان کو ڈھونڈنا ہے یہ کہکر وہ آگے بڑھ گئے۔

اِدھر جب بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے امامؑ کی مقدس زبان سے قر آن کا بیان سنا تو اپنے گریبان میں نظر ڈالی تو سراسر گناہوں کا بوجھ نظر آیا۔ اللہ کا ڈر، آخرت کا خوف اور اپنے گناہوں کی پوٹلی سے اس طرح تڑپ گئے جس طرح ایک مچھلی پانی سے باہر آ کر تڑپ جاتی ہے۔ حضرت مہدیؑ کے سامنے اپنے گناہوں کا علاج پوچھا۔ امام علیہ السلام نے میاں نعمت کو ذکر کی تلقین کی۔ تصدیق کا کلمہ پڑھایا اور فرمایا بھائی نعمت گناہ دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جن کا تعلق اللہ سے ہوتا ہے۔ جیسے نماز، روزہ، حج اور زکواۃ کی ادئی میں کوتاہی اللہ غفور الرحیم ہے وہ بخشنے والا ہے تم توبہ کرو وہ تمہاری توبہ قبول کرے گا۔ دوسری قسم کے گناہ وہ ہیں جن کا تعلق اللہ کے بندوں سے ہوتا ہے اگر تم نے کسی کو ستایا ہے، کسی کو مارا ہے کسی کو تکلیف دی ہے وہ تو تم کو ان ہی سے معاف کروانا ہوگا جن کو تم سے تکلیف پہنچی ہے۔ ہم مہدوی حضور مہدی علیہ السلام کے اسی فرمان کی روشنی اور بعض احادیث کی تعمیل میں ہر سال دسویں محرم عاشورہ کے روز بولا چالا معاف کرواتے ہیں۔ الغرض یہاں سے حضرت شاہ نعمت احمد آباد واپس گئے اور ان تمام لوگوں سے جن کو آپ نے ستایا تھا یا تکلیف دی تھی مل کر ان سب سے یہی کہا کہ بندہ نعمت اب تمہارے سامنے حاضر ہے اپنے کئے پر نادم اور شرم سار ہے اب یہ بات تم پر چھوڑتا ہے تو تم اگر چاہتے ہو مجھ سے بدلہ لو یا پھر معاف کردو۔ جب لوگوں نے میاں کو اس طرح شرمندہ اور پریشان حال دیکھا تو کہا میاں نعمت ہم نے تمہیں دل سے معاف کیا مگر ایک شرط یہ ہوگی کہ ہم کو بھی اس مقدس شخصیت کا پتہ دو جس کے وعظ نے تمہاری قسمت بدل دی اس کے بعد پھر میاں شاہ نعمتؓ حضور مہدی علیہ السلام کا پتہ پوچھتے ہوئے شہر پٹن میں ۹۰۳ھ جو اس وقت انہلواڑہ کہلاتا تھا آ کر ملے اور صحبت اختیار کی۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۹ سال تھی۔

پٹن میں حضور امامنا علیہ السلام کا قیام ۱۴ مہینہ رہا وہاں سے آپ نے دائرہ بڑلی میں جو پٹن سے پانچ میل پر ہے، باندھا جہاں چار ماہ آپ کا قیام رہا۔ اور اسی مقام پر ۹۰۵ھ میں جب امامنا کی عمر ۵۸ سال تھی تو آپ نے مہدی موعودؑ ہونے کا دعویٰ موکد فرمایا پھر جالور، ناگور، جیسلمیر، ٹھٹھہ ہوتے ہوئے کاہا پہنچے اس پورے سفر میں بندگی میاں شاہ نعمتؓ آپ کے ساتھ رہے۔ اور اسی مقام پر حضرت امام نے میاں نعمت، میاں عبدالمجید، میاں یوسف اور میاں شیخ کبیر کو گجرات جانے اور اپنے خاندان کے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

دوسرے افراد کو ساتھ لانے کی اجازت دی۔ اور یہ لوگ پھر فراہ میں امام سے آ کر ملے ان لوگوں کے آنے کے چھ مہینے کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کی رحلت ہوئی۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب امام علیہ السلام کا آخری وقت آ پہنچا تو صحابہ انتہائی رنجیدہ تھے ایک وقت تو شاہ نعمت کے منہ سے بے اختیار آہ نکل گئی۔ اس وقت حضور مہدی علیہ السلام نے فرمایا بھائی نعمت رونے کا وقت تو وہ ہے جب تم سے اللہ کی یاد جاتی رہے۔ اور تم دنیا اور حیات دنیا کی طرف مائل ہو جاؤ۔ اس کے ساتھ ہی شاہ نعمت کے سر پر اپنی ٹوپی پہنائی جو آپ کے سر پر تھی۔ سات سال کی یہ رفاقت ۹۱۰ء میں حضور کی رحلت کے ساتھ ختم ہوئی تو آپ حضرت ثانی مہدیؑ کے ساتھ فراہ سے لوٹے اور کچھ عرصہ میراں سید محمودؓ کی صحبت میں رہے اور پھر رادھن پور کے قریب موضع اکاسی میں اپنا پہلا دائرہ باندھا بعد میں پٹن' جالور' احمد آباد' احمد نگر اور خاندیس میں دائرہ رہا اور آخری دائرہ لوگڑھ میں رہا جہاں ۶۱ سال کی عمر میں ۲۲ شعبان ۹۳۵ھ کو آپؓ شہید ہوئے۔

حضرت بندگی میاں شاہ نعمت کو حضور امامنا علیہ السلام نے کئی بشارتیں دی ہیں۔ ان میں سے ایک ایمان کی بشارت ہے۔ ایک دوسرے موقع پر ارشاد ہوا تھا بھائی نعمت مرد میدان اور مردِ قلاش ہیں۔ مردِ قلاش سے مراد وہ شخص ہے جو خواہش اور طلب سے آزاد ہو۔

بندگی میاں شاہ نعمت کو ایک بیٹی غیر شادی شدہ تھی۔ رشتہ داروں نے عرض کیا کہ آپ اپنی بیٹی فلاں کو دیں تو جواب میں فرمایا میں اپنی لڑکی اس شخص کو دوں گا جس کے کپڑوں پر تین پیوند ہوں۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں شاہ نظام
دریائے وحدت آشامؓ

آج کی یہ تحریر عبارت پاری ہے اس ذات قدسی صفات کے احوال سے جس کے تعلق سے صاحب تاریخ سلیمانی کے مصنف نے لکھا ہے کہ ایک موقعہ پر میراں سید محمود ثانی مہدیؓ نے بیان قرآن کی خواہش کا اظہار ان الفاظ سے کیا تھا:

آپ بیان کیجیے آپ حافظ ہیں اور قرآن آپ کی میراث ہے آپ کے فیض سے مخلوق استفادہ کرے گی سیدنا مہدی موعود علیہ الصلواۃ والسلام کی سیرت طیبہ سے تھوڑی بہت واقفیت رکھنے والا نوجوان بھی ان الفاظ کو سن کر کہہ دیگا کہ یہاں مخاطب بندگی میاں شاہ نظام ہیں جو سیدناؑ کے چوتھے خلیفہ شمار ہوتے ہیں۔ میاں ملک سلیمان نے اپنی کتاب کے گلشن ہفتم کے چمن دوم کو شاہ کے شمایل وفضایل سے آراستہ کرتے ہوئے ممدوح کی شان میں ''العزوالاحترام'' برگزیدہ ملک العلام۔ مبشر ومنظور امام علیہ السلام واصحاب اکرام حافظ کلام شاہد رویت تمام جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں اور ان میں کا ہر لفظ ببانگ دہل شاہ کی مدح سرائی میں منفرد ومختص ہے۔ اور بات بھی ایسی ہی ہے کہ خود سیدنا علیہ السلام نے آپ کی برگزیدگی پر صاد کرنے والی کئی ایک بشارتیں دیں جو سیرت وتعلیمات مہدویہ کی اکثر وبیشتر کتابوں میں موجود ہیں۔

اگر آپ کو کبھی اتر پردیش کے شہر لکھنو اور پھر وہاں سے وارانا سی (بنارس) جانے کا اتفاق ہوا ہے تو آپ دیکھیں ہونگے کہ اس راستہ پر ریلوے کا ایک اہم جنکشن رائے بریلی ملتا ہے۔ اس جنکشن سے ۲۰ کلومیٹر پر ایک چھوٹا سا اسٹیشن جائس Jais آتا ہے۔ آج یہ مقام کسی خاص اہمیت کا حامل نہیں لیکن اردو/ھندی ادب کے حاشیہ بردار اس مقام کو ھندی/اردو کے مشہور شاعر ملک محمد جایسی کی وجہہ سے کافی اہمیت دیتے ہیں لیکن ہم مہدویوں کے لئے اس مقام کی اہمیت اس لحاظ سے ہے کہ یہاں سیدنا علیہ السلام کے خلیفہ چہارم آج سے پانچ سو سال قبل ۱۴۶۹ء میں تولد ہوئے تھے نومولود کے تعلق سے روایات بتاتی ہیں انگریزی محاورہ بارن ویتھ سلور اسپون Born with silver spoon صادق آتا ہے اسلئے کہ دنیوی جاہ وحشمت کا کیا کہنے کہ اس خانوادہ میں کابل کا فرمانروا فرخ شاہ شامل ہے جسے مورخین نے اپنے دور کا باجبروت بادشاہ لکھا ہے لیکن فلک کج رفتار نے سلطنت کو سکھیڑا تو وہ دو چار پشت پر ہی جایس کی حکمرانی تک محدود ہوگئی لیکن یہ خوش نصیبی ہی تھی کہ نومولود نے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

آنکھ کھولی تو جہاں دولت وثروت ہاتھ باندھے کھڑی تھی وہیں شاہی خانوادے کے افراد ختم الیل الا قلیلا پر کاربند تھے تو یہ بات قرآن سے صاف ہو جاتی ہے کہ مقام محمود ان کے لئے کھلا ہوا تھا۔ ایام طفولیت سے گزرے تو ہمارے ممدوح کے دل میں علم ظاہری کے ساتھ معرفت کی چنگاری اپنا اثر کر رہی تھی جو بالآخر لبوں کے تر نہ ہونے پر منتج ہوتی ہے۔ پھر ہوتا یہ ہے کہ جب اعیان سلطنت نے باپ کے انتقال کے بعد تخت سلطنت پر شاہ کو بٹھانا چاہا تو آپ نے شان استغنا کا مظاہرہ کرتے ہوئے سلطنت کو چھوٹے بھائی کے حوالہ کیا اور خود رویت اللہ کی تمنا دل میں بسائے حج بیت اللہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے تاریخ بین افراد اس حقیقت سے بھی واقف ہیں۔ اسی جالیس کے قرب ونواح میں مگدھ کے حکمران نے تلاش حق کی خاطر رات کے اندھیرے سے فایدہ اٹھایا اور جواں اور خوبصورت ملکہ، ہنستے کھیلتے مسکراتے بچوں بوڑھے ماں باپ سب کو اپنے پیچھے روتا چھوڑ کر رات کی تاریکی میں جنگل کی راہ لی تھی اور ایک ہمارا شہزادہ بھی تھا جس نے دن کی روشنی میں دولت، عزت، شہرت اور لہو لعب سے مزین حال اور مستقبل کو چھوٹے بھائی کے سپرد کرتے ہوئے بتادیا کہ

آب در کشتی ہلاک کشتی است

آب اندر زیر کشتی پستی است

یعنی تعیش بھری زندگی مثل پانی کے ہے اور قلب مثل کشتی کے ہے۔ پانی کشتی کیلئے معین ومددگار اس وقت تک رہے گا جب تک وہ کشتی کے باہر ہے یعنی قلب اس سے متاثر نہیں ہے اور جب یہی لغیشان (بہ معنی پانی) قلب یعنی کشتی میں داخل ہو جائے تو وہ کشتی کو ڈوبا دیتا ہے۔ غرض حاصل گفتگو یہ رہا کہ شاہ نظام وطن کو خیر باد کہکر حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کیا دیار نبوی پر حاضری دی اور اپنے دل کی مراد پانے کیلئے وہاں کے شیخ الاسلام سے ملے۔ شیخ صاحب حال وقال سے تھے انہوں نے شاہ کے دل کی بات بھانپ لی اور کہا ''نظام الدین تمہاری تشنگی کو یہاں کوئی رفع نہیں کرسکتا۔ صابروں کی روش پر چلو امید رکھو کہ اللہ دلوں کا بھید جانتا ہے وہی تمہاری آرزو کی تکمیل کے ساماں پیدا کرے گا۔'' شیخ کے ان الفاظ نے مرہم کا کام کیا۔ وہ حجاز، عراق، شام وایران ہوتے ہوئے ہندوستان لوٹے اور گھومتے ہوئے چاپانیر پہنچے اور سلیم خاں کی ایک منار والی مسجد میں قیام کیا ان ہی دنوں معصوم عن الخطا ومیراں مہدی موعود علیہ السلام بھی دانا پور' کالپی، چندیری ہوتے ہوئے چاپانیر تشریف لاتے ہیں اور جامع مسجد میں اوائل رمضان ۸۹۱ھ میں قیام فرماتے اور مجلس وعظ وبیان قران سے عاشقان الٰہی کو مستفید فرماتے ہیں بیان قرآن کی خبر جب سلیم خاں نے سنی تو ایک مجلس وعظ میں بذات خود شریک ہوئے اور اس درجہ متاثر ہوئے کہ اسی وقت امام علیہ السلام سے شرف تصدیق وبیعت حاصل کیا اور پھر شاہ نظام کے پاس جاکر کہا ''اے میاں نظام جیسے مرشد کی تمہیں تلاش تھی ویسی ہی ذات سید آل رسول جامع مسجد میں ٹھیری ہوئی ہے تم چاہو تو جاکر مل آؤ۔ یہ گناہ گار تو انحضرت کا طوق غلامی اپنی گردن

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

میں ڈال لیا ہے شاہ نظامؒ نے جوں ہی سلیم خاں کی بات سنی کشاں کشاں جامع مسجد کیلئے نکل کھڑے ہوئے ۔صاحب شواھد الولایت لکھتے ہیں کہ شاہ راستہ ہی میں تھے کہ امام علیہ السلام کو القا ہوا کہ سید محمد ہمارا بندہ آرہا ہے ۔اس کا ہاتھ پکڑ کر ہم تک پہنچائیں پس میراں علیہ السلام باہر تشریف لاتے ہیں۔طالب اور مطلوب کی نظریں ملتی ہیں اور امام کی زبان مبارک پر یہ شعر جاری ہوتا ہے۔

صورت زیبا سے ظاهر هیچ نیست
اے برادر سیرت زیبا بیار

(ترجمہ: صورت کی ظاہری زینت کوئی حیثیت نہیں رکھتی ۔اے بھائی آراستہ سیرت لے آؤ)

شاہ نظام کی قوت سامعہ اس نغمہ سرائی کو سنکر جواب میں عرض کرتی ہے۔

هر جا که روم در نگرم صورت دوست
آنکس که بیند گنه از جانب اوست

ترجمہ:۔جدھر ڈالتا ہے یہ بندہ نظر ادھر چہرہ دوست ہے جلوہ گر جس کو دیدہ ہے اسی کا ہے قصور جسے ہوئے دیدہ وہ دیکھے ضرور

روایات بتاتے ہیں کہ جب تصدیق و بیعت کا مرحلہ اول ختم ہوا تو امام عالی مقام نے شاہ سے فرمایا کہ بھائی نظام تم ذکر دوام شروع کردو۔عرض کیا ''فدوی اسی غرض سے حاضر ہوا ہے'' تب میرانؑ نے ناک سے ناک ملاکر انہیں ذکر خفی کی تلقین کی اسی کے ساتھ غلبہ طاری ہوگیا اور تین دن تک شاہ اسی حالت جذب میں رہے بعدازاں جب حضور مہدی علیہ السلام کے چاپانیر سے کوچ کا وقت آیا تو آپ اس حجرہ میں تشریف لائے جہاں شاہ پڑے ہوئے تھے اور ارشاد فرمایا'' بھائی نظام مردان خدا بے خبر نہیں ہوتے ۔مرد بنو''۔اس آواز کے ساتھ ہی آپ حالت جذب سے باہر آئے پھر کبھی مست و بے خود نہیں ہوئے ۔

اسی موقعہ پر روایات بتاتی ہیں کہ سیدنا علیہ السلام نے فرمایا: بھائی نظام روشنی کا سب سامان لائے تھے تیل، بتی (فتیلہ) اور چراغ سب کچھ تھا صرف بتی جلانا باقی تھا۔شمع ولایت مصطفیٰ سے بتی کو روشن کردیا گیا۔ **فرمود بھائی نظام شمع ولایت بود۔از ایشاں بسیار شمع ھا روشن خواھد شد۔** بھائی نظام ولایت کی شمع ہیں اور اس شمع سے کئی شمعیں روشن ہونگی۔الحاصل یہ کہ ۸۹۱ھ کی ملاقات اور اکتساب فیض کی یہ سعادت جس کا آغاز ذکر کی تلقین ہوا اس وقت تک برقرار رہی تا نکہ ذی قعدہ ۹۱۰ھ کو آفتاب ولایت افغانستان کے سیر فراہ میں غروب نہ ہوا سیرت نگاروں کو اس پر اختلاف ہے کہ شاہ کا کتنا عرصہ اکتساب فیض رہا۔جہاں بعض سیرت نگار امامنا کے چاپانیر کو ورود ۸۹۱ھ کا ہے یا بعد کا جو راقم

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

السطور کیلئے غیر اہم ہے وہ اس بحث میں نہ جاتے صرف یہ عرض کرنا چاہتا کہ اس امر میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ شاہ کی ذات بڑی عالی مرتبت، ہمت تھی کہ اسکی ضیا پاشیوں سے آج مہدویت روشنی پا رہی ہے آپ نے اپنے دائیرہ میں صحابہ کو خوے تسلیم اختیار کرنے، اپنی ذات خدا کے حوالے کردینے جو کچھ خدا دے اسی پر صبر و رضا اختیار کرنے کی تعلیم دی ۶۷ سالہ طویل عرصہ حیات پر نظر ڈالیں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ کہیں سے بھی کوئی انگشت نمائی کی جرأت نہ کرسکا۔

صاحب تذکرۃ الصالحین نے آپ کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ مرد صالح عالم دیندار، عامل پرہیزگار اور شرع کے پابند طالب خدا تھے۔ شرع کی پابندی میں اس حد تک سخت تھے کہ آپ کو کسی دائرہ کے فقیر کے ساتھ رعایت گوارا نہ تھی۔ ایک وقت کا ذکر ہے میاں خوند شیخ نماز کے لئے جماعت کھڑے ہونے کے بعد آ کر ملے۔ اس وقت تک جماعت کے دو رکعت ہوچکے تھے جسے انہوں نے جماعت کے بعد مکمل کرلئے لیکن شاہ کی گرفت سے وہ نہ بچ سکے۔ شاہ نے میاں خوند شیخ کو ٹوک دیا کہ تم میں صفت منافقی دیکھ رہا ہوں۔ خوند شیخ معذرت خواہ ہوئے کہ آپ ایسا کیوں کہتے ہیں۔ شاہ نے پوچھا تم جماعت میں دیر سے کیوں ملے۔ انہوں نے عرض کیا بندہ اذاں سننے کے بعد کھانا کھانے بیٹھا تھا شاہ نے فرمایا کیا تم نے میراں علیہ السلام کا ارشاد اور عمل بھلا دیا، حضور نے تو اذان کی آواز سننے کے بعد ہاتھ میں لیا ہوا نوالہ تک کھانے کے روادار نہیں تھے۔

اسی تذکرۃ الصالحین کی ایک اور روایت بتاتی ہے کہ شاہ نے سیدنا علیہ السلام سے عرض کیا اگر حضور کی رضاء ہو تو بندہ ایسی جگہ رہنا چاہتا ہے جہاں وہ بیوی بچوں کے شور وغل سے دور رہ کر یکسوئی کے ساتھ یاد خدا کرسکے۔ قربان جائیے اس ذات قدسی صفات کے جس نے فرمایا میاں نظام ایسی جگہ رہو جہاں کسی سے تم کچھ کہو اور کوئی کہے تو سن سکو۔ جنت میں تنہا نہ جاؤ بال بچوں کو ساتھ لیکر جاؤ۔

پچھلی سطور میں آپ دیکھ چکے ہیں شاہ نظام سیدنا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرچکے تھے پھر ۹۰۱ھ میں جب حضور میراں علیہ السلام فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ معظّمہ روانہ ہوئے تو شاہ بھی ہمرکاب تھے۔ روایت بتاتی ہے کہ کعبۃ اللہ میں جب حضور اصحاب کے ساتھ طواف میں تھے تو آپ نے شاہ سے فرمایا'' بھائی نظام تم کعبہ کو پہلی مرتبہ بھی دیکھ چکے ہو اور اب کیا دیکھتے ہو۔ شاہ نے عرض کیا میرانجی پہلے کعبہ کو بغیر صاحب کے دیکھا تھا اور اب کعبہ کو اس کے صاحب کے ساتھ دیکھتا ہوں۔ پھر انہوں نے عرض کیا میرانجی اب دیکھ رہا ہوں کہ کعبۃ اللہ آنحضرت کے گرد اگرد طواف کررہا ہے۔

شواہد الولایت میں آیا ہے جب سیدنا علیہ السلام نے طواف بیت اللہ سے فراغت پائی تو بحکم خداوند غلام خاص و عام کے مجمع میں رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان اپنی مہدیت کا دعویٰ من اتبعنی فھو مومن کے الفاظ سے کیا اس وقت بندگی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

میاں شاہ نظام بیدر کے قاضی علاءالدین دونوں دعویٰ مہدیت کی تصدیق کی اس اعتبار شاہ کو پہلا مصدق ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔

ذخیرہ روایات میں جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو خاتم سلیمانی میں مرقوم ہے جب کاروان مہدیت فرح میں پڑاوُ ڈالے ہوئے تھا تو یہ مسئلہ سامنے آیا کہ مصلی سے اگر دوران نماز ۱۳ افعال صادر ہوں تو کیا نماز خراب ہوگی یا نہیں۔ میاں عبدالمجید نوری کو اس پر اعتراض تھا لیکن شاہ نے فرمایا ایک فعل میں تین افعال چھپے ہوئے ہیں بند ہاتھ کا کھلنا، کھلے ہوئے ہاتھ سے انگلی کا اٹھانا اور اُٹھی ہوئی انگلی کا گرانا اس طرح تین فعل سرزد ہوں تو نماز کا خراب ہونا ناممکنات سے نہیں۔ پھر اس مسئلہ کو جب سیدنا علیہ السلام کے حضور پیش کیا گیا تو آپ نے شاہ نظام کی رائے سے اتفاق فرمایا۔

ایسا ہی ایک اور معاملہ جسم پر خون نظر آنے کا بھی ہے اور خون کے بہنے کا معاملہ ہے۔ ہر دو بزرگوں میں عدم اتفاق تھا اور سیدنا علیہ السلام نے شاہ نظام کی رائے سے اتفاق کیا۔

آپ کا حلم بے مثال تھا۔ روایت بتاتی ہے کہ کسی معاملہ میں آپ شاہ دلاورؓ کی رائے سے متفق نہیں ہوئے۔ جبکہ شاہ دلاورؓ بار بار اپنی رائے پر اصرار کرتے رہے۔ بات ایک نہیں دو نہیں تین بار پلٹ کر آپ کے پاس آئی تو تیسری بار آپ نے ہنس کر ٹال دیا اور بولا اختلاف کسی نزاع کے بغیر **لکم دینکم ولی الدین** کے حکم ربانی کے پس منظر میں ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی۔

پھر ایک اور واقعہ میاں احمد شاہ قدن سے متعلق بھی ہمارے سامنے آیا۔ ایسے موقعہ پر جب بعض گوشوں سے میاں احمد شاہ قدن کے تعلق سے سخت رویہ سامنے آیا تو آپ کا یہ ارشاد آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ بندگان خدا کسی کے نقصان کے روادار نہیں ہوتے۔ اسی سلسلہ میں بعض وقائع نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا بندہ ڈھول ڈھانپنا چاہتا ہے۔ مطلب یہ کسی کی برائی / کمزوری کو طشت بام کرنے کے بجائے اس کو وہیں کا وہیں رفع دفع کرنا چاہتا ہے یہاں یہ عرض کرنا مناسب نہیں کہ ایک دینی فروگذاشت پر آپ کے جداعلیٰ شیخ فریدالدین گنج شکر کے بارے میں ارباب قلم نے لکھا ہے کہ جب آپ کے عقیدت مند نے حضرت گنج شکر کو قینچی پیش کی تو آپ نے فرمایا بھائی بندہ کاٹنے توڑنے کے لئے نہیں ہے بندہ کا کام جوڑنا ہے سوئی دھاگہ دو تا کہ وہ جدا ہونے والوں کو ملا کر جوڑ دے۔ جلیل المرتبت دادا کی اولاد میں پیدا ہونے والے شاہ نظام نے جب کہا کہ بندہ جوڑنے آیا ہے توڑنے نہیں یا بندگان خدا کسی در پے آزاد نہیں اسی لئے اقبال کہتے ہیں باپ کا علم اگر بیٹے کو از بر نہ ہو تو وہ قابل میراث پدر کیسے ہوسکتا ہے۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے شاہ نظامؓ سیدنا علیہ السلام کی رحلت تک آپ کے ہمراہی کا شرف حاصل کئے اور حضرت

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

مہدی کے پردہ فرمالینے کے بعد آپ ثانی مہدی کے ہمراہ بھیلوٹ میں قیام کیا۔ جب ثانی مہدی نے صحابہ کو تبلیغ دین کی خاطر علیحدہ علیحدہ دائرہ بنا کر رہنے پر مصرر ہے تو آپ نے اپنا دائرہ رادھن پور میں قائم کیا اور یہ معمول رکھا کہ ہر جمعہ کو آپ بھیلوٹ تشریف لاتے اور ثانی مہدی کی صحبت میں رہتے۔ جب ثانی مہدی کی رحلت ہوئی تو آپ نے احمد آباد میں اپنا دائرہ قائم کیا۔ پھر بڑلی، پٹن، جالور، دیوی سنہ اور انودرہ میں دائرہ باندھا۔ ملک سلیمان لکھتے ہیں کہ آپ اپنی حیات میں دو ایک بار دھن بھی تشریف لے گئے ہیں لیکن مقامات کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے البتہ دیوی سنہ کے تعلق سے لکھا ہے کہ آپ کا دائرہ وہاں پانچ سال رہا اور پھر آپ کے مرید میاں منجو جو ایک جاگیردار تھے ان کے اصرار پر آپ انوندرہ تشریف لائے اور یہاں بھی آپ کا قیام ۵ سال رہا۔ اور یہیں آپ نے دارالفنا سے دارالبقا کی طرف ۸/ ذی قعدہ ۹۴۰ھ کو مراجعت فرمائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کی ۳ بیویاں بی بی عائشہ، بی بی مریم اور بی بی راجے فیروز تھیں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں اول، دوم، سوم کون ہیں اس لئے کہ ملک شرف الدین اور میاں سید روح اللہ دونوں کو اس بارے میں اختلاف ہے۔ اسی طرح چھ صاحبزادوں کے نام ملتے ہیں۔ میاں عبدالرحمٰن، میاں عبدالقادر، میاں عبداللطیف، میاں عبدالرزاق، میاں شاہ محمد، میاں صالح محمد۔ ان سب میں میاں عبدالرحمٰن کو اس کا اعزاز حاصل ہے کہ آپ کی ولادت کا شانہ مہدیت میں ہوئی اور سیدنا علیہ السلام کو جب نومولود کی ولادت کی اطلاع ملی تو بہ نفس نفیس آپ کے مکان پر تشریف لے جا کر اذان و اقامت فرمائی اور ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

مقبولِ مہدیؑ
حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ

حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ امام آخرالزماں علیہ السلام کے پانچویں صحابی ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی بلند مرتبت شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی شان ومنزلت کا اندازہ حاشیہ شریف' تذکرۃ الصالحین کی اس روایت سے کیا جاسکتا ہے کہ امامنا نے فرمایا''اگر بندہ کو حجرہ میں نہ پاؤ تو میاں دلاور سے اپنے معاملات حل کرلیا کرو''

ایک روایت میں آیا ہے کہ میراں علیہ السلام نے فرمایا بھائی دلاور میرے مقبول اور خدا کے مقبول ہیں۔ ان کے آگے علمائے ظاہر وباطن زانوئے ادب تہہ کریں گے۔

حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ راجہ دلپت راؤ والی گوڑ کے بھانجے تھے۔ جس زمانہ میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام سلطان حسین شرقی والی جونپور کے ساتھ بنگالہ کے راجہ سے میدان جنگ میں اپنے ماموں دلپت راؤ کے ساتھ موجود تھے جب راجہ بنگالہ کو حضرت امامنا علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا اور اسلام کو اللہ تعالیٰ نے فتح ونصرت عطا فرمائی۔ اس وقت حضرت شاہ دلاورؓ جن کی عمر بارہ سال تھی' مال غنیمت کے ساتھ سلطان جونپور کے ہاتھوں گرفتار ہوکر آئے۔

چونکہ سلطان کی بہن سلیمہ خاتون لاولد تھیں اس لئے سلطان نے شاہ دلاورؓ کو اپنی بہن کے حوالے کردیا۔ صاحب حاشیہ انصاف نامہ نے تحریر فرمایا ہے ابتداء میں حضرت شاہ دلاور کو جبکہ وہ تخت پر''محل شاہی'' میں آرام فرمارہے تھے ہاتف غیبی نے آواز دی۔

'' میاں دلاور بگو لا الہ الا اللہ یاں بر خیز ندوزاری کردند وذکر کردند یھدہ یا حضرت میراں علیہ السلام ملاقات کردند'' حاشیہ شریف صفحہ ۱۳۸

ترجمہ: اے میاں دلاور لا الہ الا اللہ کہو۔ میاں اٹھے زاری کی اور ذکر کیا۔ اس کے بعد حضرت مہدیؑ سے ملاقات کی۔
اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت شاہ دلاورؓ سلطان جونپور کی بہن کے پاس آتے ہی مسلمان ہوچکے تھے۔
(۱) آپ کا نام دلاور رکھا گیا۔ (۲) ہاتف غیبی نے ذکر لا الہ الا اللہ ''ہردم'' کرنے کی تاکید کی۔ (۳) اس کے بعد ہی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے ملاقات کی۔

اس واقعہ کے بعد ہی آپ کے مزاج میں تغیر پیدا ہوا صاحب تذکرۃ الصالحین نے لکھا ہے۔

جب سلطان اور اس کی بہن نے دیکھا کہ میاں دلاور اللہ کے عاشق اور طالب صادق ذات الٰہی کے ہیں تو ان لوگوں نے شاہ دلاور کو حضرت امام علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے آپ کو ذکر خفی کی تلقین فرمائی پھر اپنا دست مبارک ان کے ہاتھ پر رکھ کر ارشاد فرمایا "مرید اللہ ہو جاؤ" پھر ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں رکھ کر فرمایا "مراد اللہ رہو" (تذکرۃ الصالحین صفحہ ۲۲۴)

جب امامنا مہدی موعود علیہ السلام جونپور سے ہجرت فرما کر دانا پور میں قیام پذیر ہوئے وہیں ایک بار حضرت بی بی الہداتی ام المصدقین اور بندگی میراں سید محمودؓ نے آنحضرت کی مہدیت کے ثبوت میں جو معاملہ دیکھا تھا آنحضرت کے سامنے عرض کیا۔

اس مقام دانا پور میں جب بی بی الہداتیؓ اور میاں سید محمود مشرف بہ تصدیق ہوئے حضرت شاہ دلاور نے بھی اسی روز بعد نماز ظہر حضرت مہدی علیہ السلام کی مہدیت کی تصدیق کی اور مست و مجذوب ہو گئے ایسے کہ تین سال تک ایسا اشتغال بحق رہا کہ سنبھل نہ سکے جب حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے دانا پور سے ہجرت کی آپ کے پاؤں ٹھہر نہیں سکتے تھے۔ حضرت نے آپ کو وہیں میاں دراج کی مسجد میں چھوڑ دیا جو آپ کی دیکھ بھال کرتے رہے۔ جب بعد فراغ حج حضرت مہدی موعود علیہ السلام احمد آباد گجرات تشریف لائے اچانک آپ کو ہوش آ گیا۔ اٹھ بیٹھے کہنے لگے یہ بو کدھر سے آئی ہے۔ جس نے میرے مغز کو معطر کر دیا ہے۔ یہ بو میرے مولیٰ کی ہے۔ برسوں بیٹھے بیٹھے آپ کے پیر اکڑ گئے تھے۔ جب یہ نکہت آپ کو پہنچی فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ پیروں کی اکڑ دور ہو گئی آپ روانہ ہو گئے اور اسی بو کو اپنا راہبر بنایا میاں دراج بھی ساتھ ہو گئے۔

دن دیکھا نہ رات دیکھی تیزی سے قدم بڑھائے چلتے رہے۔ میاں دراج پیچھے پڑ گئے تو فرمایا تم میرے قدم کے نشان پر اپنا قدم رکھو گے تو پہنچ سکو گے۔ چنانچہ کئی ماہ کی راہ چند روز میں طئے کر کے احمد آباد حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں آ پہنچے۔ حضرت سے جدائی کو سولہ سال ہو چکے تھے اس کے بعد پھر ساتھ نہ چھوڑا اور خلفائے مہدی موعود علیہ السلام میں پانچویں گنے گئے اور بہت سی بشارتیں آپ کے حق میں صادر ہوئیں۔

خلفائے مہدی علیہ السلام اور دوسرے بزرگوں کے دائرے میں تعلیمات امامنا پر سختی سے پابندی فرماتے تھے ہر روز نماز فجر کے بعد تمام فقراء طلوع آفتاب تک پھر عصر سے عشاء تک ہی نہیں بلکہ آٹھوں پہر ذکر اللہ میں بیٹھے رہتے تھے۔ ایک روز بورکھیڑہ میں شاہ دلاورؓ نے نماز فجر ادا کرنے کے بعد جماعت خانہ کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ بی بی خونزا کو بلا کر فرمایا دیکھو صحابہ ذکر اللہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس جماعت کے لوگ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ میرے بھائی ہیں۔ اور وہ میرے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

درجہ میں ہیں وہ یہی لوگ ہیں۔لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج ہمیں یہ خوشی کے نظارے دیکھنے پر بھی نظر نہیں آ رہے ہیں۔آج ہم امامنا علیہ السلام کی تمام تعلیمات کو پس پشت ڈالے ہوئے ہیں اور اس پر دعوی کرتے ہیں کہ ہم غلامان مہدی ہیں۔حالانکہ امامنا علیہ السلام نے اس دنیائے فانی سے کوچ فرمانے سے قبل ارشاد فرمایا تھا کہ یہ وقت رونے کا نہیں بلکہ رونے کا وقت وہ ہوگا جب تم بندہ کی یاد کو دل سے بھلا دو گے یعنی بندہ کی تعلیمات کو چھوڑ بیٹھو گے۔اس عظیم المرتبت شخصیت کی سادگی اور اخلاق تو دیکھئے کہ جب میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کا وصال ہوگیا اور نماز ظہر کی ادائی کے بعد صفوں پر تمام صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے بلند آواز سے فرمایا کہ کوئی شخص میراں کا خلیفہ نہ ہوا' حضرت شاہ دلاور اس موقع پر فوراً اپنے سر مبارک کو اونچا کر کے فرمایا بندہ میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کا خلیفہ ہے اور اس بات کو آپ نے مسلسل تین دفعہ فرمایا۔

ایک مرتبہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ کی تصدیق کی علامت اپنے وجود کو فنا کر دینا ہے۔نابینا' بینا' نامرد' مرد' بخیل' سخی' ظالم' عادل' امّی' عالم اور بیمار' شفایاب۔اس کے بعد آپ نے فرمایا اے میاں دلاورؓ تمہارے پاس بھی لوگ اسی طرح ہوں گے۔اس فرمان مبارک سے حضرت شاہ دلاورؓ کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔جب ہی تو آپ نے ایک موقع پر فرمایا جس قدر کہ حضرت مہدیؑ کی ذات میں فنا حاصل ہوگی اور اسی قدر مغفرت۔

مرید میں مرشد کا رنگ آ جانا بڑی بات ہے۔یہ بات اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتی جب تک کہ مرید اپنی جان سے زیادہ مرشد کو عزیز نہ رکھے اور مرشد کا کام ہوتا ہے کہ وہ اپنے مرید کو کامل بنائے۔

حضرت شاہ دلاورؓ کے دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے اپنے صحابہ کرام کی ایسی تربیت فرمائی کہ آپ کے گذر جانے کے بعد آپ کا رنگ صحابہ کرام میں پایا گیا۔لوگ بے ساختہ پکار اٹھے کہ دیکھو شاہ دلاور آ رہے ہیں۔ایک دن میاں سید شہاب الدین نے میاں عبدالملک سجاوندیؒ کو دیکھا۔حضرت شاہ دلاورؓ کے خاص خلیفہ ہیں اور جن کو آپ نے علم الیقین کی بشارت دی تھی۔اور فرمائے کہ مانند میاں دلاورؓ کے آتے ہیں اور بندہ کس طرح بیٹھا رہے اس طرح آپ کے ایک اور خلیفہ میاں قاضی عبداللہ کو دیکھ کر میاں سید شہاب الدین کھڑے ہوگئے اور فرمایا سبحان اللہ بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے نشتر لگا کر اپنے جیسا بنا کر چھوڑ گئے ہیں۔

جن پانچ عظیم المرتبت شخصیتوں کو نفس حضور حاصل ہے ان میں ایک حضرت شاہ دلاورؓ بھی ہیں اس بات کا ثبوت ہمیں اس واقعہ سے ملتا ہے کہ ایک مرتبہ بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے حضرت مہدی موعودؑ سے عرض کیا کہ میرانجی حضرت رسالت پناہ کے حضور میں چار صحابہ کرام تھے۔حضرت مہدی کے حضور میں بھی ہونے چاہئے۔وہ کون ہیں؟ یہ سننے کے بعد آنحضرت علیہ السلام تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا کہ فرمان خدائے تعالیٰ ہوتا ہے میراں سید محمودؓ میراں سید خوندمیرؓ شاہ نعمتؓ شاہ نظامؓ اور

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

پانچواں سائل ہے۔ یہ سن کر حضرت شاہ دلاورؒ نے ادباً پیچھے ہوکر کہا کہ صحابہ کرام سے ہونا لازم ہے۔ یہ بندہ دلاور ہے اس کے بعد حضرت نے فرمایا اے میاں جہاں ایک ہو دوسرے تم ہو جہاں دو ہوں تیسرے تم ہو۔ جہاں تین ہے وہاں چوتھے تم ہو۔ جہاں چار ہیں وہاں پانچویں تم ہو۔

آپ کی تعلیم وصحبت کے اثر سے آپ کے یاروا صحاب بھی بڑے فضائل کے حامل ہوئے ہیں آپ فرماتے ہیں بندہ کے حضور علم الیقین اور حق الیقین رکھنے والے طالبان حق ہیں۔ ان میں میاں عبدالملک کو علم الیقین اور میاں عبدالکریم نوری کو عین الیقین اور میاں یوسف کو حق الیقین کے مرتبہ کی بشارت دی ہے۔ ایک دن آپ نے اپنی جماعت کو دیکھ کر جو مشغول بہ ذکر تھی فرمایا یہ لوگ حدیث نبوی ''ھم اخوانی و بمنزلتی کا مصداق ہیں۔

آپ فرماتے ہیں بھیلوٹ اور بوکھیڑہ کی زمین بندہ کی آرزو کرتی ہے۔ خدا جانے کس کی آرزو پوری ہو بالآخر ۸۲ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ۲/ ذیقعدہ کو بورکھیڑہ میں ہوا۔ روضہ مبارک یہیں ہے جو مرجع خاص وعام ہے۔ ہزاروں ہندو مسلمان آستانہ شریف پر حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے آپ کے متعلق فرمایا تھا۔

''تمہارا فیض قیامت تک جاری رہے گا''

یہی وجہ ہے کہ جو لوگ یہاں آتے ہیں ان میں کوئی ایسا نہیں جس کی دینی یا دنیوی مشکل حل نہ ہوئی ہو۔ اور جو بامراد وکامران واپس نہ ہوا ہو۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں ملک برہان الدینؒ

یوں تو سارے گجرات ہی کو مہدویہ تاریخ میں نہایت درجہ اہمیت حاصل ہے لیکن گجرات کے شہر احمد آباد کی حیثیت انگوٹھی کے نگینہ کی ہے کہ جو ایک نمایاں مقام کی حامل رہتی ہے۔۹۰۲ھ میں امامنا مہدی علیہ السلام فریضہ حج کی ادائی کے بعد احمد آباد تشریف لاتے ہیں اور شہر کی مشہور جامع مسجد جو مسجدِ تاج خاں سالار کے نام سے مشہور تھی، قیام کرتے ہیں۔ یہاں امامناؑ کا قیام کوئی ۱۸ مہینے یعنی دیڑھ سال تک رہتا ہے۔ بیانِ قرآن کی محفل منعقد فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں احمد آباد میں کوئی ۳۶۰ محلے قائم تھے اور یہاں موجود مسجدوں کی تعداد ایک ہزار بتائی جاتی ہے۔اس سے احمد آباد شہر کی وسعت اور اہمیت واضح ہوتی ہے۔ پھر یہ بات بھی سب ہی جانتے ہیں کہ اسی شہر احمد آباد میں جن لوگوں نے امامنا مہدی علیہ السلام کے دستِ حق پرست پر بیعت کی ان میں کئی عالم فاضل اصحاب کے ساتھ ساتھ حضرت میاں امین محمدؒ میاں عبدالمجید نوری کے علاوہ خود بندگی میاں شاہ دلاورؒ یوسف سہیتؒ احمد شاہ قدنؒ ملک گوہر جیسے نامی گرامی علماء وامراء کے ساتھ ساتھ آج کی اس تحریر کا محور جو ذاتِ عالی مقام ہے وہ بھی شامل ہے۔

بندگی میاں ملک برہان الدینؒ کی نسبت مورخ لکھتا ہے کہ آپ کا تعلق بنیانی قبیلہ سے تھا ہم سابق میں بتا چکے ہیں کہ بندگی میاں شاہ نعمتؒ بھی اسی بنیانی قبیلہ سے تھے۔کہا جاتا ہے کہ بنیان شہر ملک شام میں واقع ہے۔ایک زمانہ میں شام، عراق اور ترکی سب ہی ابتدائے اسلام میں اسلامی حکومت کا ایک حصہ تھے۔آپ کے والد ملک ابن یامین بن ملک یعقوب مبشر مہدی علیہ السلام ہیں۔سوانح مہدی موعودؑ میں لکھا ہے کہ آپ گجرات کی حکومت میں منصب دار، صاحب علم وفضل اور نامور شرفاء میں گنے جاتے تھے۔اور دس ہزار سوار کے سردار تھے۔حکومت کی طرف سے آپ کو ملک کا خطاب دیا گیا تھا۔جس وقت امام علیہ السلام مسجد تاج خاں میں بیان قرآن سناتے تو عاشقانِ حق پروانوں کی طرح شمع منور کے گرد اس طرح جمع ہوتے کہ وسیع وعریض مسجد کے صحن میں تل دھرنے کو جگہ نہیں رہتی تھی۔ روایتوں میں آیا ہے کہ جب صحنِ مسجد بھر جاتا تو لوگ دیواروں اور درختوں پر چڑھ جاتے اور بیان قرآن سے فیض حاصل کرتے تھے۔امام علیہ السلام کے بیان قرآن کا ایک ادنی معجزہ یہ بھی تھا کہ امام کی آواز دور اور نزدیک بیٹھنے والوں کو برابر یکساں سنائی دیتی تھی۔الغرض ایک ایسے وقت میں جب بیان قرآن کی محفل جاری تھی ملک برہان الدین کا گذر اس طرف ہوا۔وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔آپ نے ارادہ بدل دیا نہ جانے کہاں جانے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کے ارادے سے نکلے تھے گھوڑے سے اُترے اور وعظ کی محفل میں جا بیٹھے۔ امامنا مہدی موعود علیہ السلام اس وقت جب ملک برہان الدین مسجد میں وعظ کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کے لئے تشریف لائے حضور رسورہ آل عمران کی ۹۲ ویں آیت **لن تنالو البر حتیٰ تنفقو مما تحبون** کی تفسیر بیان فرمارہے تھے۔ عام طور پر مفسرین نے بِرّ سے مراد نیکی لیتے ہوئے اس آیت مبارکہ کی تشریح یوں کی کہ جب تک تم اپنے عزیز چیزوں کو اللہ کی راہ میں قربان نہیں کروگے نیکی کو نہیں پاسکتے۔ اس کے برخلاف امامنا علیہ السلام نے بِرّ سے مراد ذاتِ خدا کو قرار دیا اور ارشاد فرمایا کہ خدا کو پانے کے لئے ضروری ہے کہ تم اپنی سب سے زیادہ پسندیدہ چیز کو اللہ کی راہ میں قربان کردو۔ اس تفسیر سے ملک برہان الدین حد درجہ متاثر ہوئے اور بعد برخواست مجلس امام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور میری یہ تلوار اور میری یہ سواری کا گھوڑا مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے اور میں اسے اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں۔ سیدنا علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا'' اللہ تبارک وتعالیٰ بندے کو تلوار اور گھوڑا لینے کے لئے نہیں بھیجا۔ اور سوال کیا کہ '' اس گھوڑے اور تلوار کو تم کیوں عزیز رکھتے ہو'' ملک برہان الدین عرض کرتے ہیں '' بندہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے ان دونوں کو عزیز رکھتا ہے'' ارشاد ہوا '' اللہ کو حاصل کرنے کے لئے تلوار اور گھوڑے کی قربانی نہیں بلکہ تمہاری جان کی قربانی چاہئے'' امام علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے جب یہ سنا تو اپنے مال ومتاع کو اللہ کی راہ میں دیدیا اور فقیری اختیار کرتے ہوئے حضرت مہدی علیہ السلام کی صحبت میں داخل ہوگئے ۔ اور سفر' حضر میں ہمیشہ حضور میراں علیہ السلام کے سامنے رہے۔ ایک اور روایت میں آیا کہ آپ ہمیشہ نماز میں میراں علیہ السلام کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے۔ حضور سیدنا علیہ السلام راہِ خدا میں ملک برہان الدین کی اس کیفیت کو دیکھ کر بے حد خوشی کا اظہار کیا تھا' اور ارشاد فرمایا تھا'' ملک برہان الدین نے اپنی ذات خدا کو دے کر ذاتِ خدا کو خود حاصل کیا ہے۔ ایک اور موقع پر فرمایا ملک برہان الدین حق تعالیٰ کے طلب گار اور جان نثار ہیں۔

جب حضور احمد آباد سے ہجرت فرما کر پٹن جو بڑلی سے چھ میل پر واقع ہے تشریف لائے اور دائرہ باندھا اُس وقت امام علیہ السلام کی عمر شریف ۵۷ سال تھی یہ ۹۰۴ ہجری مطابق ۱۴۹۸ء کی بات ہے۔ اسی مقام پر میراں سید محمد مہدی علیہ السلام نے اپنی دوسری صاحبزادی بی بی فاطمہؓ کو ملک برہان کے عقد میں دیا۔

حاشیہ انصاف نامہ کی یہ روایت خاص طور پر یاد رکھنے کی ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ اس رات یعنی جس رات کو بی بی فاطمہ کا عقدِ مسعود ملک برہان الدین سے ہوا حضور مہدی علیہ السلام کے حجرے میں چراغ سلگایا گیا تھا۔ جب بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ نے حجرہ مبارک میں روشنی دیکھی تعجب کا اظہار کیا تب بعض صحابہ جن کو اس بات کا یعنی عقد کا علم تھا اطلاع دی کہ آج جگر گوشہ مہدی موعودؑ کا عقد ہورہا ہے۔ غور طلب بات یہاں یہ ہے کہ شہنشاہ ولایت کی نورِ نظر کا عقدِ مسعود کس سادگی سے انجام پایا کہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

دائرہ کے چند اصحاب کے سوا دوسروں کو اس بات کی اطلاع تک نہیں تھی۔ آج ہم معمولی معمولی مواقع پر مکانات کو جو بقعہ نور بنا لیتے ہیں ان کے لئے یہ واقعہ خود ایک لمحۂ فکر فراہم کرتا ہے۔ سادگی اگر کل برتی جاتی تھی تو آج اس کو نہ برتنے کا کوئی جواز نہیں۔ اسراف کل بھی بُرا تھا تو آج بھی بُرا ہے۔ ضرورت صرف سوچنے کے انداز میں تبدیلی لانے کی ہے۔ فکر صحیح سے محرومی کو کسی نے باد باراں کے طوفان سے زیادہ سخت عذاب سے تعبیر کیا ہے تو غلط نہیں کیا۔ آج ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ زندگی کی دوڑ میں ہر وقت بلا محل وموقع اسراف کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے ملک برہان الدین امامنا علیہ السلام کے دستِ حق پرست پر امامؑ کے دورانِ قیام احمد آباد کے موقع پر بیعت فرما کر دائرہ مہدویہ میں قدم رکھا۔ تو یہ ۹۰۳ھ م ڈسمبر ۱۴۹۷ء کی بات ہے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ تب سے لے کر ذی قعدہ ۹۱۰ھ م اپریل ۱۵۰۵ء تک امام کی حیاتِ مبارک کے کم وبیش سات یا آٹھ سال آپ ولایت مآب سے اکتساب فیض کرتے رہے اور حضور کے اس دنیا سے پردہ فرما لینے کے بعد دیگر صحابہؓ کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے اور احمد آباد سے تین میل کے فاصلے پر سابرمتی ندی کے کنارہ موضع چیڑ موتیرہ میں دائرہ باندھا اور اسی موضع میں ۲۵/ جمادی الآخر ۹۱۵ھ م سپٹمبر ۱۵۰۹ء کو راہی ملک بقا ہوئے۔

آپ کی اولاد میں ایک دختر بی بی خونزہؓ اور ایک فرزند میاں خلیل محمدؒ کا ذکر ملتا ہے۔

اربابِ فکر ونظر میاں ملک جی مہری کے نام نامی اسم گرامی سے ناواقف نہیں ہیں آپ نے بندگی میاں ملک برہان الدین کے سانحۂ ارتحال پر ایک منظوم نامہ الم تحریر کیا تھا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ ہمارا ممدوح سلطان دین (مراد حضرت مہدی علیہ السلام) کے محبوب اور برہان الدین کے نام سے مشہور تھے۔ وہ شاہ کے خدام میں سے تھے۔ اور دین کے لئے حُجت اور دلیل تھے۔ میدانِ عشق کے جانباز اور دشمنانِ عشق کا سر اُڑا دینے والے تھے۔ اور ہر وقت حق کو بلند کرنے میں حضرت عمر فاروقؓ کی طرح کمر بستہ رہتے تھے اور دشمنانِ دین کے لئے ننگی تلوار تھے۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں ملک گوہرؓ

آج کی یہ تحریر بندگی میاں ملک گوہرؓ کے حالات پر مشتمل ہے۔ہماری سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ہماری قدیم کتابوں کے ذخیرہ میں ہزاروں صفحات ثبوت مہدیت پر سیاہ کئے گئے ہیں مگر بزرگوں کے حالات وواقعات جن پر تاریخ کی عمارت کھڑی کی جاسکتی ہے کسی جگہ بھی یکجانہیں ملتے۔بیسوں کتابوں' بیاضوں اور خاندانی ملفوظات کی ورق گردانی کے دوران ایک دوواقعات ہی سامنے آتے ہیں اس وجہ سے ان بزرگوں کی سیرت پر کوئی جامع مضمون کی تیاری جوئے شیر لانے سے کم نہیں ۔اگر ہمت کر کے مختلف کتابوں سے مختلف واقعات کو حاصل کرلیا جائے تب بھی بعض درمیانی کڑیوں کی گمشدگی سے واقعات میں تسلسل برقرار رکھنا ناممکن ہوجاتا ہے۔یہی صورت بندگی میاں ملک گوہرؓ کے واقعات کو پیش کرتے وقت سامنے آتی ہے۔مولود شریف جس کے مصنف بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؓ ہیں لکھتے ہیں کہ بندگی میاں ملک گوہرؓ بادشاہ بنگالہ کے توشک خانہ کے سربراہ تھے جب کہ شواہدالولایت جو سیرت امام علیہ السلام کی اولین کتابوں میں سے ایک ہے' آپ کو بادشاہ گجرات کے وزیروں میں سے بتایا ہے۔اسی بناء پر سوانح مہدی موعودؑ میں لکھا ہے کہ ابتداء میں ملک گوہر بادشاہ بنگالہ کے توشک خانہ کے سربراہ ضرور تھے لیکن بعد میں آپ بنگالہ چھوڑ کر گجرات چلے آئے اور سلطان غیاث الدین کی ملازمت اختیار کی۔یہیں سے آپ حج کے ارادہ سے نکلے راستہ میں احمد آباد آئے جہاں حضرت امامنا مہدی علیہ السلام قیام فرما تھے اور احمد آباد کی مسجد تاج خاں سالار میں ہرروز بیانِ قرآن فرمایا کرتے تھے جس کی شہرت جنگل کی آگ کی طرح ہر چہار طرف پھیل چکی تھی۔ملک گوہرؓ بھی بیان قرآن کا احوال سن کر ایک دن مجلس میں حاضر ہوئے۔یوں بھی ملک گوہرؓ کا دل عشقِ حقیقی میں لگ چکا تھا جس کی وجہ سے آپ حج بیت اللہ کے لئے نکل چکے تھے۔حضور کے وعظ نے چنگاری کو ہوادکھائی جس کے سبب وہ بھڑک کر آگ بن گئی۔اور ملک گوہرؓ نے امامنؑا کے دست حق پرست پر دنیا اور دنیا کی لذتوں سے ترکِ تعلق کا اعلان کیا اور کاروانِ مہدیت کے قافلہ میں شریک ہوگئے۔

روایت ہے کہ ملک گوہرؓ حضور امامنا علیہ السلام کی خدمت میں ہرروز صبح وضو کے لئے گرم پانی پیش کرنے پر مامور تھے۔گجرات اور راجستھان کے علاقوں میں گرمی اور سردی کے دونوں موسم بڑے سخت ہوا کرتے ہیں۔اس لئے آج بھی جو لوگ موسم سرما میں بغرض زیارت جاپانیر' پٹن' بھیلوٹ اور جالور جانے والے اپنے کمروں کوگرم رکھنے کے لئے انگیٹھی میں کوئلہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

سلگا کررکھا کرتے ہیں۔ صاحب شواہدالولایت لکھتے ہیں کہ موسم سرما کے دوران ملک گوہرؓ کے ذمہ وضو کے لئے گرم پانی فراہم کرنے کا کام سپرد تھا۔ایک بارایسا اتفاق ہوا کہ جب پانی گرم کرنے کے لئے آپ نے سوکھی لکڑیاں تلاش کرنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ لکڑی ختم ہوچکی ہے اورنزدیک اور دور کہیں بھی سوکھی جھاڑیاں یا لکڑی ملنا بھی بادی النظر میں ممکن نہ تھا۔ایسے میں آپ کچھ دیرتشویش میں رہے۔اس کڑاکے کی سردی جب کہ پانی یخ بستہ ہورہا ہے کس طرح حضورِ ولایت مآب کی خدمت میں گرم پانی کس طرح پیش کرسکتے ہیں۔دوسرے ہی لمحہ آپ نے اپنی چارپائی کو اٹھا کرزمین پر پٹخا کہ لکڑی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور پھراسی لکڑی کو جلا کرآپ نے حضورمہدی علیہ السلام کی خدمت میں وضو کے لئے گرم پانی پیش کیا۔جب اس واقعہ کی اطلاع امامنا علیہ السلام کو ملی تو آپ نے اس جذبہ ایثار وخدمت کی ستائش کی اور حکم دیا کہ ملک گوہرؒ کو ایک سو بیت زیادہ دی جائے یہ امامؑ کا اظہارِ خوشنودی تھا لیکن یہاں سے قل متاع الدنیا قلیل کا درس مل رہا ہے اور جہاں یہ بھی روایت ملتی ہے کہ امام عالی مقام کا ارشاد ہے مال ودولت جہاں جگہ بنالیتے ہیں وہاں سے دین رخصت ہوجاتا ہے۔ایسی صورت میں جس نے ترک دنیا کا اقرار کیا تھا اور جاہ ومنصب سے منہ موڑ لیا تھا وہ کہاں اس کی تاب لاسکتا تھا کہ ایک سو بیت زیادہ لے کر منعمانِ دنیا میں ایک ہونا گوارا کرتا۔وہ اس کو دوسری نظر سے دیکھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ طبیب حاذق نے مجھے کم ہمت قرار دیا ہے۔اور اسی لئے دنیاوی متاع میں اضافہ کردیا گیا ہے۔بنابریں اپنے حال پر افسوس کرتے رہے۔جب ملک گوہرؓ کی دلگیری اور آزردگی کی اطلاع حضورمہدی موعودؑ کو دی گئی تو آپ بہ نفس نفیس ملک گوہرؓ کے پاس تشریف لاتے اور دلجوئی اور تسلی فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں تم گوہر نہیں بلکہ گوہر لاقیمت ہو۔پھرآپ نے ملک گوہرؓ کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت دی۔مورخین لکھتے ہیں کہ مہاجرین رضوان اللہ علیہم میں سے جن بارہ مہاجرین کے حق میں امامنا علیہ السلام نے قطعی جنتی ہونے کی بشارت دی ہے ان میں ملک گوہرؓ کا نام نامی اسم گرامی چوتھے نمبر پرآتا ہے۔

سیرت نگاروں نے امام عالی مقام کے سفرہجرت کے دوران سندھ میں قیام پرطویل مضمون باندھے ہیں اور حقیقت بھی یہ ہے کہ پورے سفرہجرت میں امامنًا کے قیام علاقہ سندھ کوکئی حیثیتوں سے اہمیت حاصل ہے اسی مقام پرجن بزرگانِ سلف نے تصدیق مہدیت کا شرف حاصل کیا ان میں شیخ صدرالدین بھی شامل ہیں جن کے تعلق سے راویوں نے لکھا ہے آپ نظام الدین جام نندہ والیٔ سندھ کے پیر ومرشد تھے۔اورایک نامی گرامی عالم وفاضل گنے جاتے تھے۔پھرقاضی قاضن کا نام بھی ملتا ہے جوعارف عالم اورسندھی ادب کے باوا آدم مانے جاتے ہیں۔ان کے علاوہ مرزا شاہین بھکراور شیخ الیاس جیسے مشہورزمانہ علماء بھی تصدیق کی دولت حاصل کی ہے۔اوریہیں پراس تحریر کے ممدوح ملک گوہرؓ کی سیرت کا ایک اہم واقعہ بھی ہمارے سامنے آتا ہے۔تاریخ بتاتی ہے کہ حضورمہدی علیہ السلام کے قیام سندھ کے دوران جب وہاں کے علماء نے دیکھا کہ لوگ بڑھ چڑھ کر

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

آپ کے وعظ و بیان کے نہ صرف گرویدہ ہو رہے ہیں بلکہ آپ کے حلقہ بیعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ تو مقامی علماء نے حضرت مہدیؑ کی مقبولیت سے جل کر بادشاہ سے شکایت کی جس پر آپ کو حاکم نے اخراج کا حکم دیا۔ آپ نے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ میرے حاکم نے جانے کا حکم نہیں دیا۔ جس وقت میرے حاکم کا حکم ہوگا اُسی وقت چلا جاؤں گا۔ جس پر حاکم فوج کو چڑھائی کا حکم دیا جب یہ اطلاع حضور کو ملی تو آپ نے یار واصحاب کو حکم دیا کہ دائرہ کے اطراف کانٹوں کی باڑھ لگادی جائے۔ اُس وقت ملک گوہرؓ نے امامؑ سے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دیں تو ہم بھی تمام کانٹوں سے لیس ایک بڑی فوج رکھ سکتے ہیں۔ تب امامؑ نے فرمایا ''وہ کس طرح'' ملک گوہرؓ عرض کرتے ہیں میرے پاس سونا بنانے کی اکسیر ہے یہ کہتے ہوئے آپ نے وہ برتن پیش کیا جس میں اکسیر محفوظ تھی۔ تذکرۃ الصالحین میں لکھا ہے کہ یہ اکسیر ایک جوف (ایک قسم کا برتن) میں محفوظ تھی جب کہ شواہد الولایت میں لکھا ہے کہ یہ اکسیر اندرائن کے خالی پھل میں ڈھائی سیر کے قریب موجود تھی۔ جب یہ برتن پیش ہوا تو امام علیہ السلام کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ آپ نے ایک خشمگین نگاہ ملک گوہرؓ پر ڈالی اور فرمایا ملک گوہر تم اتنی مدت تک بندے کی صحبت میں اس بت کو بغل میں دبائے رہے یہاں سے دور ہو جاؤ یہ کہکر آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ ملک گوہرؓ کو دائرہ کے باہر کر دیا جائے۔ اُسی وقت ملک گوہرؓ دائرہ سے نکالے گئے۔ آپ تین روز تک دائرہ کی باڑھ (حصار) کے پاس بلا کھائے پیئے روتے پڑے رہے۔ بالآخر صحابہ میں سے کسی نے اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے حضور مہدی علیہ السلام کی خدمت میں ملک گوہرؓ کی کیفیت عرض کی۔ امامنا علیہ السلام نے فرمایا ان سے کہو کہ اگر دائرہ میں رہنا منظور ہے تو اس بت کو نکالو۔ ملک گوہرؓ نے اکسیر کا برتن امام کے حضور میں پیش کیا جسے آپ نے بندگی میاں سید سلام اللہؓ کے حوالے کرتے ہوئے حکم دیا کہ اسے کسی ویران کنویں میں پھینک دیں۔

آیئے اس پورے واقعہ کا ایک اور رخ بھی دیکھ لیجئے۔ جب میاں سید سلام اللہ نے اس اکسیر کو کنویں میں پھینکا تو تھوڑی سی اکسیر کنویں کی منڈیر پر گر پڑی۔ آپ نے اُسے اٹھالیا تاکہ اُس اکسیر کی صحت وتصدیق کر سکیں۔ گھر آکر تانبے کے لوٹے کو گرم کیا اور پھر اس پر اکسیر کی ایک چٹکی ڈالی جس کے ساتھ ہی تانبہ چمکدار جگمگاتے سونے میں بدل گیا۔ میاں سید سلام اللہؓ اس لوٹے کو لئے مہدی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا سناتے ہیں۔ امام حکم دیتے ہیں کہ اس کو توڑ کر ٹکڑے سویت کر دیئے جائیں۔ حکم کی تعمیل کی گئی تو صحابہ کی بڑی تعداد ضرورت کا سامان خرید لانے کے لئے بازار چلے جاتے ہیں۔ دائرہ میں عصر کی اذان ہوتی ہے۔ وقتِ مقررہ پر امام علیہ السلام حجرہ سے باہر نماز کے لئے تشریف لاتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ صحابہ کی ایک مختصر سی جماعت موجود ہے پوچھا کہ اور صحابہ کہاں ہیں عرض کیا گیا کہ سودا خریدنے کے لئے بازار گئے ہیں۔ یہ سن کر امام مسکراتے ہیں اور فرمایا اس تھوڑے سے اسباب دنیا کے حاصل ہونے پر وہ نماز باجماعت' بیان قرآن اور بندہ کی صحبت

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

سے باز رہے اگر وہ سب میسر ہوتا تو نہ جانے کیا ہوتا۔

سیرت امامؑ پر جو کتابیں عام طور پر ملتی ہیں ان میں سے ایک مطلع الولایت بھی ہے جو بندگی میاں سید یوسف بن بندگی سید یعقوب بن بندگی میراں سید محمود الملقب بہ ثانی مہدیؓ کی تالیف ہے قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ کتاب ۱۰۱۶ھ اور ۱۰۲۶ھ کے درمیان تحریر کی گئی ہے۔اس کتاب میں جہاں امام عالی مقام نے اپنے آخری وقت میں پند ونصائح کے دوران بندگی ملک ملک گوہرؓ سے مخاطب ہوکر ہندی زبان میں یہ دوہا پڑھا۔

ھیرانت پکھال تو کپڑدھوے مدھوئے

اوحیل ھوئے نچھومسی ایسی نیندری نہ سوئے

ہیرا دل کو کہتے ہیں اور پکھال پاک کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔کپڑ مخفف ہے کپڑے کا دھوے مدھوے کے معنی ہیں دھو یا نہ دھو۔اوجل سفید کو کہتے ہیں نچھوٹسی نجات کو کہتے ہیں اور نیندری سے مراد نیند ہے۔مسوے بمعنی مت سو حاصل معنی کو۔

حضرت سید دلاور عرف گورے میاں صاحب قبلہ نے اس کو اردو کا جامہ اس طرح پہنایا ہے۔

دل کو اپنے پاک کر کپڑوں کو دھویا نہ دھو

نجات اپنی کھو بیٹھے ایسی نیند نہ سو

مطلع الولایت میں ہندی دوہے کو پیش کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ امام علیہ السلام نے ملک گوہرؓ سے فرمایا بندہ کو خدائے تعالیٰ نے دل کو پاک کرنے کے لئے بھیجا ہے کچھ قرار اور آرام مت لو اور پھر مزید یہ بھی ارشاد ہوا کہ

بندہ کے صدقہ خواروں کی مثال سنار کی انگیٹھی کی ہے جس میں موجود کوئلے بعض پورے سلگے ہوئے ہیں بعض آدھے اور بعض پاؤ اور بعض کچھ سلگے ہوئے ہیں اور کچھ سلگنے کے قریب ہوتے ہیں اور پھر اس کی تفصیل کہتے ہوئے امام نے فرمایا انشاء اللہ ایک وقت تمام کوئلے سلگ جائیں گے۔غرض امام عالی مقام کی رحلت کے چوتھے سال ۱۴/ ذی الحجہ کو ملک گوہرؓ ٹھٹھہ (سندھ) کے مقام پر رحلت فرمائی۔''فیض جاریہ'' آپ کا سال وفات برآمد ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی ملک جی شہزادہ لاہوتؒ

بندگی ملک جی ناگوری کے حالات وواقعات سے جوامامنا علیہ السلام کے مبشر ہیں۔آپ کا تعلق نسبی اعتبار سے مغلوں کے سلسلہ سے تھا۔اور روایات بتاتی ہیں آپ ناگور کے حاکم تھے۔ناگور راجستھان کا علاقہ ہےاور جالور سے کوئی ۲۰ کلومیٹر پر واقع ہے تاریخ مہدویہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دورانِ ہجرت یہاں حضور میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام نے ۹۰۵ھ کے اطراف میں قیام فرمایا تھا۔پھر تاریخ سلیمانی نے یہاں بندگی شاہ نعمتؓ کے دائرہ کا ہونا بھی بیان کیا ہے۔پھر ناگور سے تعلق رکھنے والی جن اولوالمرتبت شخصیتوں نے کاروانِ مہدیت میں جگہ بنائی ان میں آج کے ممدوح بندگی ملک جی اور مغل سلطنت کے عظیم بادشاہ اکبر کے نورتنوں میں شامل علامہ ابوالفضل اور فیضی کے بزرگ باپ میاں مبارک کے نام سامنے آتے ہیں۔

میاں ملک جی کس طرح دائرہ مہدویہ میں داخل ہوئے اس تعلق سے دوروایتیں سامنے آتی ہیں۔پہلی روایت یہ ہے کہ آپ کے اجداد کا تعلق کشمیر سے تھا۔والد کے انتقال کے بعد ریاست کی تولیت کے سلسلہ میں بھائیوں سے ناچاقی ہوگئی جس پر آپ ریاست گجرات کے بادشاہ سے مدد حاصل کرنے کے لئے گھر سے نکلے تھے۔راستہ میں بمقام ناگور حضرت مہدی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور پہلی ہی ملاقات میں تصدیق وتلقین سے فیض پاکر ترک دنیا کیا اور حضور کے ساتھ ہوگئے لیکن تذکرۃ الصالحین کے مصنف میاں سید حسین لکھتے ہیں کہ آپ شہر ناگور کے حاکم تھے تمام علوم وفنون میں مہارت حاصل تھی۔حضور امامنا مہدی علیہ السلام کے دعوی مہدیت کی اطلاع سن کر سپاہیوں کا ایک لشکر جمع کیا اور اس لشکر کو ساتھ لے کر دعوی مہدیت کی تصدیق کے لئے دائرہ میں آئے۔جب حضرت مہدی علیہ السلام سے آنکھیں چار ہوئیں تو امامنا نے حسب عادت نام لے کر پکارا ''آؤشہزادۂ لاہوت'' لاہوت دراصل علم معرفت کی مروجہ اصطلاحوں میں سے ایک اصطلاح ہےاور سلوک کے مختلف جو منازل ہیں آخری منزل قرار دی گئی ہےاور سالک جب اس منزل میں داخل ہوتا ہےتو اس مرتبہ کو فنافی اللہ کہتے ہیں۔ارباب سلوک نے لاہوت سے چشم سر سے بینائی مراد لی ہے۔حضرت مہدی علیہ السلام نے ذکر لا الہ الا اللہ کو چار اقسام کا بتایا ہے۔گفتنی، دیدنی، چشیدنی، شدنی۔جس کو ناسوت، ملکوت، جبروت اور لاہوت بھی کہتے ہیں۔الغرض وہ جو کہا جاتا ہےایک نظر ہزار سال کی عبادت سے بڑھ کر ہے وہ اسی مقام کی نشاندھی کرتی ہے۔حضور مہدی علیہ السلام کی ایک نظر نے میاں ملک جی کو اسی مقام پر پہنچادیا۔جو مہدوی کی معراج ہے۔اس مقام پر پہنچے کے بعد میاں ملک جی میں وہ تاب وتوانا کہاں باقی رہا تھا کہ اپنے علم فقہ اور حدیث کی روشنی میں حضور کے دعویٰ مہدیت کی تصدیق کرتے۔بے چوں وچرا اپنا مال ومتاع راہِ خدا میں لٹادیا۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ترک دنیا کی اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کاروانِ مہدیت میں شامل ہوگئے اور خلفائے اثناءعشر مبشر میں جگہ بنالی۔ **ذالک فضل الله یوتیه من یشاء والله ذوالفضل العظیم**

بندگی ملک جی حضرت امام علیہ السلام کے دست حق پرست پر بیعت کرنے کے بعد سے حضرت کی صحبت میں آخر تک شریک رہے۔۱۹/ ذیقعدہ ۹۱۰ھ کو جب یہ آفتاب ہدایت غروب ہوگیا تب بھی ایک سال تک فراہ مبارک ہی میں مقیم رہے اور حضورؑ کی رحلت کے ایک سال بعد ہندوستان لوٹے اور حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کی صحبت میں رہے۔روایت میں آیا ہے کہ جب ثانی مہدیؓ نے تبلیغ دین کے عظیم تر فریضہ بحسن وخوبی تکمیل کے لئے تمام صحابہ کو جن میں بندگی میاں سید خوندمیر سراج منیر، بندگی میاں شاہ نعمت، بندگی میاں شاہ نظام اور بندگی میاں شاہ دلاور اور بعض دوسرے صحابہ کرام شامل ہیں۔علیحدہ دائرہ باندھ کر رہنے پر مُصر ہوئے تو آپ نے میاں حیدر مہاجر کے ذریعہ ثانی مہدی کی خدمتِ اقدس میں یہ عریضہ گذرانا کہ مجھے بھی علیحدہ دائرہ باندھ کر رہنے کی اجازت مرحمت فرمایئے۔ثانی مہدیؓ نے جواب میں ملک جی سے ارشاد فرمایا کہ ابھی تم صحبت میں رہیں لیکن اس واقعہ کے ایک ماہ بعد ثانی مہدیؓ کے دربار سے آپ کو حکم وصول ہوا کہ اب تم علیحدہ دائرہ باندھ کر رہو۔روایت بتاتی ہے کہ اولاً بندگی ملک جی نے ثانی مہدیؓ کے حکم کی تعمیل میں پس وپیش کیا اور صحبت سے محروم ہونا گوارا نہیں فرمایا جس پر حضرت ثانی مہدیؓ نے فرمایا خدا نے تمہاری زبان میں تاثیر بخشی ہے لوگ تم سے نصیحت حاصل کریں گے اور مستفید ہوں گے۔اس لئے بہ اصرار علیحدہ کیا۔کہتے ہیں کہ آپ کے دائرہ میں جو موضع بلسار میں تھا کوئی (۴۵۰) طالبان خدا کا ہجوم رہتا تھا ان لوگوں پر ہر روز بندگی ملک جی کا تقاضہ رہتا تھا کہ اگر سالک ہر روز اپنے سلوک میں نیا معاملہ پیش نہ کرسکے تو اس کی طلب بےکار ہے۔ہر روز کچھ نہ کچھ ترقی چاہیئے ہر روز نئی تجلی چاہیئے۔

مہدویہ تاریخ بتاتی ہے کہ ہمارے بزرگانِ سلف نے کبھی ایک مقام پر مستقل سکونت اختیار نہ کی۔اقبال نے کہیں کہا ہے۔

''مومن کے جہاں کی حد نہیں''

مومن کا مقام ہر کہیں ہے دیکھئے ڈاکٹر اطہر عباس رضوی کی کتاب ''سولہویں اور سترہویں صدی کی اصلاحی تحریکات'' کے صفحہ ۱۰۶ پر کیا لکھتے ہیں۔

حضرت سید محمد کے جانشینوں نے اپنے آقا میراں سید محمد کے اصولوں پر پوری دیانت داری کے ساتھ جمے رہے علمائے دربار کی سازشیں تحریک کو ختم کرنے میں بالکلیہ طور پر ناکام رہے برخلاف اس کے مہدویہ دائرے ہر طرف پھیلتے گئے اور ایک صدی کے اندر اندر مہدویت آگ کی طرح پورے ہندوستان میں پھیل چکی تھی۔

بندگی ملک جی کا آخری دائرہ ریاست احمد نگر کے موضع سلاء میں رہا جہاں ۱۹/محرم ۹۳۶ھ کو آپ کی رحلت واقع ہوئی۔ سوانح مہدی موعودؑ نے آپ کو حضور مہدیؑ کا آٹھواں اور حاشیہ شریف میں نواں خلیفہ بتایا ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں عبدالمجید نورنوشؒ

بندگی میاں عبدالمجید جونوری کے لقب سے مشہور خاص وعام ہیں۔ دہلی کے مشہور خاندان رشد وہدایت کے سپوت ہیں۔آپ کے والد میاں سعداللہ سلوک اورمعرفت کی مشہور شخصیت شیخ فرید گنج شکر سے چوتھے واسطے پر ملتے ہیں۔لیکن تذکرۃ الصالحین میں آپ کوحضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی اولاد سے لکھا ہے جوکئی ایک وجوہ کی بناء پر قابل قبول نہیں ہوسکتی۔کیوں کہ حضرت معین الدین چشتی کا سیدنا ابوبکرصدیقؓ کی اولاد سے ہونا سیرت کی بیشتر کتابوں میں مرقوم ہے۔جبکہ بندگی عبدالمجید کو فاروقی بتایا جاتا ہےاور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ حضرت شیخ فرید گنج شکر فاروقی تھےالبتہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ راہ سلوک میں حضرت شیخ فرید گنج شکر کوحضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے فیض حاصل رہا ہے اگرچیکہ آپ سلسلہ بیعت میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کیؒ سے واسطہ رکھتے ہیں۔اس سلسلے میں سیرالاولیاء کی یہ روایت جسے آب کوثر کے مصنف نے صفحہ ۲۰۵ پر درج کیا ہے قابل توجہ ہے۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ اجمیریؒ بختیار کا کیؒ اور بابا فریدؒ ایک ہی حجرے میں یکجا تھے۔حضرت خواجہؒ نے قطب الدین سے فرمایا کہ'' بختیار اس جوان کو کب تک مجاہدہ سے جلاؤ گے'' اسے کچھ عنایت کرو۔شیخ قطب الدین نے عرض کیا'' میری کیا مجال کہ آپ کے روبرو بخشوں'' خواجہ معین الدین نے فرمایا'' یہ مرید آپ کا ہے'' پھر کھڑے ہوکر فرمایا'' آؤ دونوں مل کر بخشیں'' چنانچہ دائیں طرف شیخ معین الدین کھڑے ہوئے اور بائیں طرف شیخ قطب الدین بختیار کا کی اور بیچ میں آپ اورآپ کو دونوں صاحبوں نے جو بخشا سو بخشا اور پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا یہ بیان'' **ایں فرید شمع است کہ خانوادہ درویشان منور ساز د وشہباز عظیم بقید آوردہ کہ بہ جز سدرۃ المنتھیٰ آشیاں نگرد**'' یہ وہ شمع ہے کہ جس سے خانوادہ درویشاں منور ہوگا اوراس شہباز کی بلند پروازی یہ ہے کہ وہ اپنا آشیانہ سدرۃ المنتہیٰ سے ہٹ کر کہیں اورنہیں باندھتا۔

بندگی میاں عبدالمجید اورآپ کے سلسلہ کے علوئے مرتبت کا مظہر ہے۔

یہاں ان واقعات سے اس بات کا اندازہ ہوسکتا ہے بعد نسلاً سیر سلوک اورمعرفت آگاہی کوئی نئی بات نہیں تھی۔اوراس پس منظر میں تذکرۃ الصالحین میں آپ کا تعارف ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

'' منازل طریقت کے سالک، راہِ صوابِ حقیقت کے ہادی، تحقیق نورنوش صدی یعنی بندگی میاں عبدالمجید احمد آبادی''

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بندگی میاں عبدالمجید نوری جس خانوادہ ہدایت سے تعلق رکھتے تھے دہلی اور نواح میں ان کی وسیع ارشاد تھی۔ امراءٔ حکام اور فوج کے عہدہ دار اس خاندان کے مرید تھے۔ بعد میں اس خاندان کے سربراہ نے ترکِ وطن کر کے احمد آباد میں سابرمتی ندی کے کنارے محلّہ شیخو پورہ میں قیام کیا۔ سوانح مہدی موعودؑ کے مصنف میاں سید ولی لکھتے ہیں کہ

میاں عبدالمجید اور ان کے دو بھائی میاں امین محمد اور میاں ابو محمد تینوں ظاہری اور باطنی علم میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ پر کوئی تعجب اس لئے نہیں ہوتا کہ اس تعلق سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے الفاظ خانوادہ درویشاں منور ساز و سامنے ہے۔ وہ میاں سید ولی آگے چل کر لکھتے ہیں چونکہ ان کا قدم زہد و تقویٰ میں تمام تر عالیت پر تھا اس لئے احمد آباد میں بھی ان کی مشیخت خوب چمکی یہاں بھی بڑے بڑے امراء ان کے مرید و معتقد ہو گئے۔ ان تینوں بھائیوں میں بڑے بھائی عبدالمجید سجادہ نشین تھے جس وقت سیدنا مہدی علیہ السلام احمد آباد میں تاج خاں سالار کی مسجد میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ حضرت کے بیان قرآن کا چرچا عام و خاص ہر جگہ سنا جاتا تھا۔ پھر اخلاق و عادات کا کیا کہنا اس پر انگشت نمائی کی مجال کس میں تھی۔ شاہ عبدالمجید کے کانوں میں یہ باتیں پہنچی تھیں وہ مزید دریافت حال کرتے اور جو کچھ سامنے آتا اس پر غور و فکر کرتے رہے کیوں نہ کرتے اس وقت تو احمد آباد پر مذہبی، سماجی اور معاشرتی اعتبار سے ایک زلزلہ آ چکا تھا۔ اس بارے میں غیر مہدوی مستشرق کی کتاب ''ہندوستان میں مہدویہ تحریک'' میں صفحہ ۳۵ کا اقتباس اس طرح روشنی ڈالتا ہے۔

''مکہ معظمہ سے نکل کر (حضرت) سید محمد احمد آباد آئے۔ یہاں ۹۰۳ھ م ۱۴۹۳ء میں آپ نے اپنے دعوی مہدیت کا اعادہ کیا۔ ان کے بیان قرآن کو سننے کے لئے سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں ٹھٹ کے ٹھٹ لگے رہتے تھے۔ ان میں علماء، صوفیاء، شیوخ، امراء، تجارت پیشہ افراد اور سپاہی شریک ہوتے اور بخوشی تبعین میں شامل ہو رہے تھے۔ دوسرے علماء اور صوفیا کی طرح انہوں نے فقہ، تفسیر اور حدیث پر زیادہ توجہ نہیں دی۔ اس کے بجائے وہ فرائض پنجگانہ کی ادائی اور نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ ذکر کثیر پر زور دے رہے تھے۔ دنیا اور دولتِ دنیا سے ان کی بے تعلقی اور ذاتِ خدا پر کلی اعتقاد نے سینکڑوں قلوب کو گرویدہ کر لیا''

الغرض میاں عبدالمجید اور ان کے بھائی میراں علیہ السلام کے دستِ حق پرست پر بیعت کرنے میں غور و فکر ہی کر رہے تھے کہ اتنے میں اطلاع ملی کہ کاروانِ مہدیت نے احمد آباد کی سرزمین سے اپنے ڈیرے اُٹھائے۔ اگلی منزل کی طرف روانہ ہو رہے ہیں تو یہ بھائی بھی ہمراہ ہو گئے۔ اور جب یہ قافلہ پٹن پہنچا تو صاحب شواہد ولایت نے اپنی کتاب کے باب ۱۶ میں لکھا ہے کہ یہاں اکثر صحابہ مثلِ میاں عبدالمجید حضرت سے آ کر ملے اور تصدیق مہدیت سے مشرف ہوئے۔ یہ ۹۰۴ھ کی بات ہے۔ پھر یہاں سے آپ سفر و حضر میں حضور مہدی علیہ السلام کی صحبت میں اس وقت تک رہے جب تک کہ آفتابِ ہدایت ۱۹/ ذی قعدہ ۹۱۰ھ کو بمقام فراہ مبارک غروب ہوا۔ بعد رحلتِ امام آپ دیگر صحابہ کے ساتھ ہندوستان واپس لوٹے اور بندگی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

میاں سید محمود ثانی مہدیؓ کے دائرہ میں قیام کو ترجیح دی۔لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ میراں سید محمودؓ نے جب تمام صحابہ کو دینِ مہدی کی تبلیغ کے لئے علیحدہ علیحدہ دائرہ باندھ کر رہنے پر اصرار کیا تو بندگی میاں عبدالمجید نے احمد آباد کے محلّہ نین پورہ میں اپنا دائرہ باندھا اور یہیں ۱۸/محرم ۹۳۰ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔اور اسی دائرہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

میاں عبدالمجید نوری کو حضور سیدنا علیہ السلام کی ذاتِ والا صفات سے جو بے پناہ محبت اور عقیدت تھی اس کا واضح ثبوت ذیل کے دو واقعات سے بہ آسانی ظاہر ہوتا ہے۔

کہتے ہیں کہ جس وقت کاروان مہدیت جیسلمیر کے علاقہ میں داخل ہوا تو وہاں دائرہ والوں کا ایک بیل جو بار برداری کے لئے ساتھ تھا بیمار ہو گیا اور قریب تھا کہ وہ مر جاتا۔صحابہ میں سے کسی نے حضور مہدی علیہ السلام کی خدمت میں اطلاعاً عرض واقعہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا ایک چوپایہ یوں ضائع ہو رہا ہے۔کیوں کہ اس علاقہ میں جو ایک ہندو راجہ کے زیر اثر ہے ہم اس کو ذبح کریں تو ممکن ہے کہ اس کے بڑے ناخوشگوار نتائج برآمد ہوں گے۔امام علیہ السلام نے اس موقع پر بہ تاکید ذبح کرنے کا حکم دیا جیسے ہی امام کی زبان مبارک سے نکلا آپ نے بھی تلوار نیام سے باہر نکالی اور بیل کو ذبح کر دیا۔بعد میں جو کچھ پیش آیا اس کی تفصیل میں جانا مقصود نہیں صرف عرض کرنا یہ ہے کہ امام کے اس شیدائی نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر حکم کی تعمیل فرما کر ڈسپلن کی پابندی کی جو مثال پیش کی ہے وہ اپنی آپ نظیر ہے۔

پھر روایت کے انبوہ میں ہم اس واقعہ کو بھی مرقوم پاتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب سیدنا علیہ السلام جب بخار سے علیل تھے تو حرارت کے باعث آپ کو قئے ہوگئی بندگی میاں عبدالمجید جو اس وقت حضور کے روبرو تھے اس قئے کو ہاتھوں میں لے لیا اور پھر نہ صرف خود نوش کیا بلکہ دوڑ کر اپنے حجرہ کو تشریف لے گئے اور وہاں جا کر اپنی اہلیہ محترمہ کو اپنے آلودہ ہاتھ چاٹ لینے کا حکم دیا۔بعد کے واقعات بتاتے ہیں اس کے سبب سے میاں عبدالمجید کو ایک لڑکا تولد ہوا جن کا نام نامی اسم گرامی شاہ عبدالکریم رکھا گیا اور تب سے آپ نوری کے لقب سے صحابہ میں یاد کئے جانے لگے اور اب تک بھی آپ کی اولاد ''نوری'' کہلاتی ہے۔

روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمود بیگڑہ کے انتقال کے بعد گجرات میں طائفہ مہدویہ پر جبر اور ظلم اور استبداد کی وارداتوں میں اضافہ ہو گیا تھا جو اصحاب اس استبداد کا شکار ہوئے ان میں میاں عبدالمجید نوری بھی شامل ہیں۔تاریخ کے صفحات اس کے گواہ ہیں کہ مرزا عزیز کوکہ گورنر مالوہ اور شیطان مظفر کی تائید و اعانت سے شیخ علی متقی، عبدالوہاب متقی، شیخ محمد بن طاہر پٹنی وغیرہ نے جو سخت گیر مہم چلائی تھی اس کے نتیجہ میں مہدویت کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ ڈاکٹر اطہر عباس رضوی کی کتاب'' شمالی ہندوستان میں اسلام کے احیاء کی تحریکیں'' جسے آگرہ یونیورسٹی نے ۱۹۶۵ء میں شائع کیا' میں پروفیسر حبیب نے پیش لفظ کے تحت لکھا ہے جبر و استبداد نے مہدویت کو پھلنے پھولنے کے مواقع فراہم کئے میاں عبدالمجید نوری ہوں کہ میاں مصطفیٰ' میاں عبداللہ خاں نیازی ہوں یا میاں علائی۔

''جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا''

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں امین محمدؓ

مہاجرین رضوان اللہ علیہم میں سے ۱۲ مبشرین جن کے حق میں خاتم ولایت محمدیہ حضور سیدنا و مولانا میراں سید محمد جونپوری امام مہدی موعود علیہ السلام نے قطعی جنتی ہونے کی بشارت دی ہے ان کے ناموں کے آگے پیچھے شمار کرنے میں اختلاف چلا آرہا ہے۔ جہاں تک آج کے ممدوح کا معاملہ ہے انہیں کہیں ساتویں کہیں گیارہویں اور کہیں ۱۲ ویں مقام پر بتایا گیا ہے۔ لیکن کسی نے ان ناموں میں سے کسی کو خارج کرنے یا کئی نئے نام کو داخل کرنے میں اختلاف نہیں کیا البتہ شمار کرنے میں بعض نام آگے پیچھے آئے ہیں۔ چونکہ دونوں بھائی میاں عبدالمجید نوری اور میاں امین محمد ؓ مبشرین میں شامل ہیں اس لئے سہولت کی خاطر بڑے بھائی میاں عبدالمجید نوری کے ذکر کے فوری بعد چھوٹے بھائی میاں امین محمدؓ کے احوال سے اپنے صفحات کو مزین کررہا ہے۔ کیوں کہ میاں عبدالمجید کے احوال پر مشتمل پہلے دو صفحات میاں امین محمد پر بھی منطبق ہیں کہ ان دونوں بھائیوں کے ابتدائی واقعات ایک ہی ہیں کہ دونوں راہ طریقت کے راہرو اور شاہراہ سلوک و معرفت کے شہسوار خانوادہ شیخ فرید گنج شکرؒ سے متعلق اور میاں سعداللہ کے نور نظر ہیں۔

تذکرۃ الصالحین کے مصنف میاں سید حسین نے جنہوں نے آج سے پورے ۳۱۰ سال قبل محرم ۱۱۰۶ھ میں تذکرہ مرتب فرمایا آپ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ ساتھ افضل السالکین، اکمل الواصلین، زبدۃ محبان اور خلاصہ دوستانِ عظمت، روحانی بصیرت، اولوالمرتبت شخصیات کی طرف بڑھنے والوں کہ فہم و بصیرت کے لئے مہمیز لگائی ہے۔ تاریخ سلیمانی نے آپ کے احوال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میاں امین محمدؓ چھٹی پشت پر حضرت شیخ فرید گنج شکر پر ملتے ہیں آپ کا سلسلہ نسب اس طرح مرقوم ہوا ہے۔

میاں امین محمد بن میاں سعداللہ بن شاہ عزیز اللہ بن شاہ یحییٰ بن شاہ علاء الدین بن شاہ یعقوب بن شیخ فرید گنج شکرؒ

آگے چل کر ملک سلیمان لکھتے ہیں کہ بندگی میاں امین محمدؓ میاں عبدالمجید نوریؓ کے چھوٹے بھائی تھے۔ نہایت قابل طالب علم اور فاضل تھے۔ عربی و فارسی میں کافی استعداد تھا۔ حضرت سید ولی صاحب سکندر آبادی اپنی تالیف سوانح مہدی موعودؑ کے باب دوم میں میاں امین محمد کے تعلق سے لکھا ہے کہ یہ ظاہری اور باطنی علوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ چونکہ ان کا قدم زہد و تقویٰ میں تمام تر عالیت پر تھا اس لئے ہر جگہ عزت و احترام کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

معارج الولایت میں مرقوم ہے کہ جب سیدنا علیہ السلام احمد آباد میں قیام فرما تھے تب ہی سے یہ بھائی امامنؓا کے وعظ وبیان اور دعویٰ مہدیت سے حد درجہ متاثر ہو چکے تھے۔ اور اسی شش و پنج میں مبتلا تھے کہ اگر ذات والا صفات مہدی موعودؑ کی ہے تو ہم کو تصدیق کرنی ضروری ہے۔ یا پھر آپ کے دعوی پر چندے سکوت اختیار کیا جائے اور جب امامنؓا نے احمد آباد سے نکل کر انہلواڑہ (موجودہ پٹن) کی طرف مراجعت فرمائے تو یہ دونوں بھی آپؑ کے پیچھے پٹن تشریف لا کر بیعت کی سعادت حاصل کی لیکن بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ خواجہ طاہا کے ہمراہ جالور میں شرف بیعت حاصل کیا۔ مورخین نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے جالور میں قیام کو ۹۰۳ھ سے ۹۱۰ھ تک امام عالی مقام کی صحبت میں رہے۔

روایت میں آیا ہے کہ ایک روز میراں علیہ السلام میاں امین محمد اور میاں یوسف کے حجرے میں نماز فجر کے بعد جاڑے کی شدت دفع کرنے کے لئے ان کے تنور پر گئے تھے۔ آنحضرت نے دیکھا کہ تنور میں روٹیاں لگی ہوئی ہیں جس پر آپ نے ارشاد فرمایا اے میاں امین محمد اور میاں یوسف یہ تمہارا کام نہیں ہے کہ اس وقت روٹیاں پکائیں۔ انہوں نے عرض کیا میرانجی تنور گرم تھا اس لئے ہم نے روٹیاں لگوادیں۔ آنحضرت نے منع کیا اور فرمایا اس وقت پکانا کھانا نہیں چاہئے۔

مذکورہ بالا روایت سے دو باتیں واضح ہو کر سامنے آتی ہیں۔

اول یہ کہ حضور مہدی علیہ السلام کی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ وہ گاہے اپنے صحابہ کرام کے حجروں میں جایا کرتے تھے تا کہ یہ دیکھیں صحابہ کہاں تک ذکر وفکر میں مشغول رہتے ہیں۔ ثانیاً یہ کہ حضور امامنؓا کو یہ بات چنداں پسند نہیں تھی کہ صحابہ کرام اپنے حجروں میں مقیم رہتے وقت اپنا وقت سوائے ذکر وفکر کے دوسرے ضمنی یا لایعنی امور میں صرف کریں۔ تربیت یافتگان دائرہ معلیٰ کے لئے ضروری تھا کہ وہ سلطان اللیل اور سلطان النہار کے مسعود و متبرک اوقات کو صرف ذکر وفکر ہی میں مصروف گذاریں اور اس سے ہٹ کر کوئی اور مصروفیت ناگوار خاطر تھی یہی وجہ ہے کہ جب آپ نے اصحاب گرامی کو روٹیاں پکاتے دیکھا تو بطور تنبیہ ارشاد فرمایا یہ تمہارا کام نہیں ہے۔ خدا کو دیکھنے اور دکھانے والے سوائے ذکر کے کسی اور مصروفیت سے خدا کو نہیں پا سکتے۔ میاں امین محمدؓ کے تعلق سے تاریخ سلیمانی جلد اول چمن دوم گلشن چہارم کے صفحہ ۵۵ پر روایت بھی سامنے آتی ہے بعض کسان وصال میراں علیہ السلام برزانوئے میاں امین محمد شدہ است یعنی حضور میراں علیہ السلام کی رحلت کے وقت بعض روایت کرتے ہیں کہ آپ کا سر مبارک میاں امین محمدؓ کے زانو پر تھا لیکن ساتھ ہی روایت کا یہ جز بھی ذہن نشین رہے کہ واضح آنست کہ وصال میراں علیہ السلام برزانوے بندگی میاں سید خوندمیر شدہ است۔ اس سلسلہ میں شواہد الولایت میں آیا ہے کہ امامنا علیہ السلام کا جب آخری وقت آ پہنچا تو آپ میاں امین محمد کے زانو پر سر رکھے استراحت فرما رہے تھے اسی اثناء میں بندگی میاں سید خوندمیر بھی تشریف لائے آہٹ پا کر امام نے سر اونچا کیا اور پھر بندگی میاں کے زانو پر سر رکھ دیا۔ اسی سلسلہ گفتگو کو طوالت دیتے ہوئے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

روایت میں آیا ہے کہ سیدنا علیہ السلام نے اس موقع پر سورہ یوسف کی ۱۰۸ویں آیت قل هذه سبیلی ادعوا الی الله علی بصیرة کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے وما انا من المشرکین کی توضیح وتشریح فرمائی۔

حاصل کلام یہ کہ میاں امین محمد سفر وحضر میں خلوت وجلوت میں ۹۰۳ھ سے ۹۱۰ھ تک حضور میراں علیہ السلام کی صحبت فیض درجات میں حاضر رہے۔اور جو خدمت آقا کی فرمائی اس کی وجہ تھی کہ امام علیہ السلام نے ایک موقع پر آپ کو مخاطب فرماتے ہوئے جم جم سہاگن رہو' ارشاد فرمایا ہے۔اور بعض راویوں نے کہا ہے کہ آپ نے ٹھنڈی سہاگن کے لفظ استعمال فرمائے۔ایک اور روایت میں آیا ہے کہ در صحبتِ میراں علیہ السلام خوشنودی کمال حاصل کردہ اند۔غور کیجئے کہ کس دربار سے خوشنودئ کمال عطا ہورہا ہے۔دربار خاتم ولایت محمد یہؐ کا ہے اور سرفراز ہورہے ہیں میاں امین محمد جن کے مقام ومرتبہ کا اندازہ کرنا مجھ جیسے عاصی گناہگار کے بس کی بات نہیں۔

اس سے ہٹ کر ایک اور بات قابل غور ہے۔انصاف نامہ کے باب پنجم امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے تحت لکھا ہے کہ امامنا علیہ السلام میاں امین محمد کے ذیل کے اشعار اکثر دہرایا کرتے تھے۔

در زمانِ مصطفی ایں هر چهار　　بود دایم هر صحابه آشکار
جوع جانبازی وبذل غربت است　　چوں بود ایں چار پنجم قربت است

ان ابیات کا آزاد ترجمہ حضرت رشدی صاحب قبلہ نے اس طرح کیا ہے۔

مصطفیٰ کے عہد میں یہ امر چار　　تھے صحابہ میں ہمیشہ آشکار
جوع و جانبازی و خواری مفلسی　　چار یہ ہیں پانچواں ہے قربت بھی

پھر باب ۱۵ میں میاں امین محمد سے یہ تین شعر بھی ملتے ہیں۔

درگهه شاه محمد مهدی آخرزماں　　می زائد پنج چیزاں وا یما بر مهدیاں
جان وتن بذل کردن خانماں بگذا اشتن　　جوع و خواری پیشه کردن صبروبرداشتن
هر که مهدی رایگر درگفت اودردل کند　　بے جی بش رویت الله بالیقین حاصل کند

آیئے مذکورہ بالا اشعار کا اردو میں منظور ترجمہ حضرت رشدی ہی سے سنیئے لکھتے ہیں۔

عہد مہدی میں کہ ہے شاہنصتہ آخر زماں　　پانچ چیزیں ہیں ہمیشہ مہدویوں پر عیاں
جان وتن سے ہاتھ دھونا خانماں سے مزار　　جوع وخواری پیشہ کرنا صبر رکھنا برقرار
مہدوی جو قول مہدی کو کرے دل سے قبول　　ہے یقینی اس کو دیدارِ الٰہی کا حصول

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ان اشعار کی صداقت وحقانیت پر کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہوسکتا ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ ۹۰۱ھ میں جب سیدنا علیہ السلام نے بہ حکم خدائے تعالیٰ مہدی موعود ہونے کا اعلان فرمایا تو اس وقت سے ۱۴۱۶ھ پورے ۵۱۵ سال میں کتنی بار ہمارے قافلے گھروں سے نکالے گئے۔شہروں سے دربدر کئے گئے کتنوں نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔تاریخ کا ایک مستقل باب بن چکے ہیں۔تفصیل میں جانا نہیں ہے یاں صرف یہ بتادینا ضروری سمجھتا ہے۔معاندین کو ہماری سخت جان ہونے کی ادا پسند آئی اور ان الفاظ میں اعتراف کیا۔

اس دعوت نے متعدد ایسے بے لوث سرفروش اور خود فراموش داعی پیدا کئے جنہوں نے کلمۃ الحق عند السلطان جائیز کا فریضہ بڑی شجاعت اور قوت کے ساتھ ادا کیا۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے سلسلہ میں سخت اذیتیں برداشت کیں اور اس راہ میں ہنسی خوشی جان دی۔انسان ان کے حالات پڑھ کر متاثر ہوئے اور سید محمد جونپوری کی تربیت وصحبت کی تاثیر کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔(صفحہ ۵۴ تاریخ دعوت وعزیمت جلد چہارم)

شاعری سے ہٹ کر میاں امین محمد کے مکتوبات بھی ملتے ہیں۔کچھ عرصہ ہوا ادارہ اشاعت کتب سلف الصالحین کی طرف سے بعض بزرگانِ دین جن میں بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؒ بندگی میاں امین محمد کے ایک ایک خط کو معہ اردو ترجمہ کر کے شائع کیا تھا۔اوروں کے خطوط سے ہٹ کر اس وقت میاں امین محمد کا مکتوب زیر گفتگو ہے۔اس کا مطالعہ بتاتا ہے کہ میاں امین محمد اپنے پورے خط میں جس امر پر پورا زور صرف کر رہے ہیں وہ یہ کہ گیا وقت ہاتھ نہیں آتا۔عقلمندی کا تقاضہ ہے کہ ہم وقت کو صرف کرنے میں پوری احتیاط سے کام لیں اور دیکھیں کہ کوئی لمحہ یا کوئی ثانیہ ذکر خدا سے خالی نہ جائے۔مومنین پر لازم ہے کہ خدا طلبی کی باتیں دل وجان سے سنیں اور خدا طلبی کی راہ پر چلیں تب ہی وہ فرمانِ خدا **لعلکم ترحمون** کے مستحق بنیں گے۔جو لوگ دنیا کو عزیز رکھتے ہیں انہیں جاننا چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ نے طالب دنیا کو کتا اور دنیا کو مردار کہا ہے۔اس لحاظ سے وہ بظاہر مسلمان ہوں گے لیکن دل سے مسلمان نہیں ہوسکتے چونکہ دنیا مومنوں کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتی۔پس جو شخص دنیا کو اچھا سمجھا وہ نصِ قطعی اور حدیث رسول ﷺ کی رو سے تحقیق کافر ہے۔پس یہی وجہ ہے کہ حضور مہدی علیہ السلام نے خدا کی لقاء کے طالبوں کے لئے یہ خبر دی ہے کہ جو شخص تارکِ دنیا طالب مولیٰ غیر اللہ کی طرف توجہ کرے یا مخلوق کے دروازہ پر مرجائے وہ ہماری آن سے نہیں ہے۔

غرض کہ اس خط کے مطالعہ ہی سے معلوم ہوتا کہ تربیت یافتگان دربار ولایت مآب کے پاس دنیا تو دنیا اس کے چاہنے والوں اس پر مٹنے والوں اور اس سے محبت رکھنے والوں پر کس قدر عدم تلطف اور عتاب ہوا کرتا تھا۔

صاحب تذکرۃ الصالحین نے لکھا ہے کہ حضور مہدی علیہ السلام کی رحلت کے بعد جب دوسرے مہاجرین میراں سید محمودؒ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کی سرکردگی میں ہندوستان کی طرف لوٹے تو میاں امین محمد بہت سے ملکوں کا سفر کیا اور بہت ساروں کو تصدیق مہدیؑ سے مشرف کروایا۔تاریخ سلیمانی میں لکھا ہے۔

”وکا رھائے نادرہ امورِ عجیببیہ از ذات خجستہ صفات بظھور آمدہ“

یعنی آپ کی ذاتِ والاصفات سے کئی نادر کام اور عجیب وغریب امور ظاہر ہوئے ہیں۔

اس سے بظاہر یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ جب آپ بلادِ مغرب میں امام علیہ السلام کے پیغام کو عام کرتے کرتے وعظ وبیان کی محفل سجا رہے تھے تو بیشتر تشنگانِ معرفت نے آپؓ سے فیض حاصل کیا۔

الغرض فضائے مہدیت کا روشن ستارہ بالآخر ۹۳۶ ہجری میں بمقامِ دولت آباد پیوندز مین ہوگیا۔

آسمان تری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں ملک معروفؓ

بندگی میاں ملک معروف کی ذات ستودہ صفات ان بارہ گرامی مرتبت صحابائے ولایت مآب میراں سید محمد جونپوری امامنا مہدی موعودعلیہ السلام میں سے ایک ہے جن کے تعلق سے سیدالاولیاء نے اپنی زبان گوہر بار سے جنت کا مژدہ اس دنیا ہی میں سنادیا تھا۔تذکرۃ الصالحین کے مصنف نے آپ کو پیشوائے اہل معرفت سے اپنی کتاب کے باب نہم میں تعارف کرایا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ بندگی ملک معروف اوران کے بھائی بندگی ملک برہان الدین دونوں بندگی میاں سید خوندمیر سیدالشہداء کے خالہ زاد بھائی تھے۔اس سلسلہ میں یہ بات یادرکھنی چاہئے کہ مبارزالملک کا خاندان باڑی وال سے مشہور تھا۔تمام باڑی وال کے جدِّ اعلیٰ ملک یعقوب تھے جن کا سلسلہ نسب حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر سے امیرالمومنین سیدنا ابوبکر صدیق سے ملتا ہے۔چونکہ یہ بیانہ کے قریب واقع موضع باڑی میں قیام کرتے تھے اسی اعتبار سے اس گھرانہ کا نام عام طور پر باڑی وال کے نام سے مشہور ہوگیا۔گوکہ اس خاندان کے افراد ایک مدت دراز ہوئی موضع باڑی سے ترک وطن کرکے پٹن جسے انہلواڑہ بھی کہتے ہیں' میں مقیم ہوگئے تھے۔روایتوں میں آیا ہے کہ جب شہر پٹن حضرت امامنا علیہ السلام کے دعوی مہدیت سے گونج اٹھا تو ملک معروف کے بارے میں سیرت نگار لکھتے ہیں کہ آپ پٹن کے سربراوردہ اصحاب میں سے تھے جاہ منصب سے اللہ نے ان کو نوازا تھا اپنے اسباب ومکانات کو چھوڑ چھاڑ کر حضور سیدنا علیہ السلام کی خدمت فیض درجت میں پابوسی کے لئے حاضر ہوئے تصدیق کی دولت پائی اور ہجرت اور صحبت کی لازوال نعمتوں سے اپنے دامن کو بھرلیا۔مورخین نے لکھا ہے کہ امامنا علیہ السلام کا پٹن میں ورودِ مسعود ۹۰۴ھ میں ہوا تھا اس اعتبار سے ملک معروف ۹۰۴ھ سے ۹۱۰ھ تک پورے چھ سال میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودعلیہ الصلواۃ والسلام کی صحبت میں اکتسابِ فیض کرتے رہے۔اور پھر اکتساب بھی کیسا ایک موقع پر خود ملک معروف نے فرمایا تھا بندہ کوئی کام حضور امام علیہ السلام کی بغیر اجازت انجام نہیں دیتا۔اس سلسلہ میں شواہدالولایت کے باب ۲۳ میں یہ روایت توجہ کی محتاج ہے۔مرقوم ہے کہ ایک روز جب کاروانِ مہدیت دورِ ہجرت کی آخری منزل فراہ مبارک میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا۔ہمارے ممدوح ملک معروف نے بندگی میاں نظام غالب سے استہزاء کیا کہ آپ کو کچھ پڑھنا آتا ہے تو ایسی صورت میں ذکر کے اوقات سے ہٹ کر دیگر اوقات میں کوئی علمی کتاب پڑھا کروں تو کیا مضائقہ ہے۔بندگی میاں ملک معروف کی اس خواہش پر میاں نظام غالب نے حامی بھری اور فرمایا کہ بہتر ہے میں اس کے لئے تیار ہوں۔اس موقع پر

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ملک معروف فرماتے ہیں بھائی نظام میں نے جب سے امام عالی مقام کی صحبت اختیار کی ہے اس وقت سے اس گھڑی تک کوئی کام میں نے امام کی اجازت حاصل کئے بغیر نہیں کئے۔ آؤ ہم اس معاملہ کو بھی آقا کے حضور میں پیش کریں اور اجازت حاصل کرلیں۔ روایت بتاتی ہے کہ اس گفتگو کے بعد دونوں صحابائے کرام حضرت میراں مہدی موعودؑ کے حضور میں اس نیت اور ارادہ کے ساتھ حاضر ہوئے کہ امر مذکور میں اجازت حاصل کریں اور جیسے ہی امام عالی مقام کی نظر مبارک ان اصحاب پر پڑی تو اس سے قبل کہ صحابائے کرام کچھ معاملہ حضور کے روبرو پیش کرتے سیدنا علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے بذات خود یہ رباعیات پڑھے۔

علمِ بطلب که باتو ماند آندم کے تراز تو رهاند
تا علم فریضه رانه خوانی تحقیق صفات حق نه دانی

حضرت گورے میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے ان ابیات کا اردو میں ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

وہ علم طلب کر جو تیرے ساتھ رہے وہ دم جو تجھے تجھ سے رہائی دیوے
جوعلم ہے فرض گر نہ سیکھے گا تو تحقیق صفات حق نہ جانے گا تو

صاحب شواہد الولایت لکھتے ہیں کہ ان ابیات کو پڑھتے ہوئے ارشاد فرمایا:

جو کچھ بندہ کہتا ہے اس پر عمل کروتا کہ تم کو بینائی حاصل ہو۔ کیوں نہ ہو جب کہ امام علیہ السلام کی تشریف آوری ادعوا الی الله علی بصیرت کی تکمیل کے لئے تھی اس لئے آپ نے ارشاد فرمایا بھائیو بینائی خدا حاصل ہونے تک ذکر اللہ کے سوا کوئی دوسرا شغل اختیار نہ کرو۔ اسی بنا پر شاید میاں سید ولی مصنف سوانح مہدی موعودؑ نے اپنی کتاب میں مذکورہ بالا روایت کو پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام علیہ السلام نے یہ بیت بھی پڑھی تھی۔

اے عالم ناداں تو دریں علم غروری نزدیک زمعبود نه بلکه تودوری
در خلوت دل تانکنی الفت توحید حق راشناسی تو بدین کنزوقدوری

اسی روایت سے ایک اور حقیقت واضح طور پر ہمارے سامنے آتی ہے کہ امام علیہ السلام نے اپنے پیروؤں پر جہاں حصولِ علم کی اجازت بعض شرائط پر دی ہے۔ اس معاملہ میں اولین نکتہ جو پیش نظر رہا ہے وہ یہ کہ کوئی بھی شخص اولاً علم لابدی سے غفلت نہ برتے تاکہ ارکانِ اسلام کی ادائی میں سہولت حاصل ہو۔ دوسرے یہ کہ وہی علم انسان کے لئے سودمند ہے جو اسے قرب الٰہی ذاتِ الٰہی تک پہنچنے میں معاون ہو۔ جب امام علیہ السلام نے یہ محسوس کرلیا کہ سالک کے علم مکاشفہ اور منازل سلوک کے طئے کرنے میں علوم دینی خارج نہیں ہوسکتے تو آپ نے حصولِ علم یا کتب بینی کی اجازت مرحمت فرمائی جیسا کہ بعض روایات شاہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

نظامؒ کو کتاب تمہید پڑھنے کی اجازت دینے سے متعلق ملتی ہیں۔ بندگی ملک معروف کی سیرت مبارکہ کا ایک اور اہم واقعہ جسے روایات سیر نے نقل کیا ہے وہ آپ کی صاحبزادی بی بی خونزا کی شادی سے متعلق ہے۔ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ آپ کی تین لڑکیاں تھے بی بی خونزا سب سے بڑی تھیں دوسری صاحبزادی میاں سید عمر بن میاں سید خانجی سے بیاہی گئیں۔ اور سب سے چھوٹی صاحبزادی بندگی ملک الہداد کے فرزند ملک پیر محمد کو دی گئی تھی۔ بی بی خونزا جی کے تعلق سے روایت میں آیا ہے کہ یہ بندگی میاں شاہ نظامؒ وحدت آشام کے فرزند میاں عبدالرحمٰنؒ مصنف مولود شریف کو دی گئی تھیں۔ ایک روز بندگی ملک معروف نے شاہ نظامؒ سے فرمایا کہ بی بی خونزا جی کی عمر بہت ہوگئی ہے۔ اس کے جواب میں شاہ نظامؒ نے فرمایا بھائی عبدالرحمٰن بھی شادی کے لائق ہیں۔ اس گفتگو کے بعد دونوں بزرگ اٹھ کر اپنے گھروں کی راہ لی۔ گھر پہنچ کر بندگی میاں شاہ نظامؒ نے میاں عبدالرحمٰنؒ کو طلب کیا اور فرمایا بھائی عبدالرحمٰن حجرہ کے محراب میں صابن کا ایک ٹکڑا رکھا ہے اسے لو اور جا کر اپنے کپڑے پاک کرلاؤ۔ حکم کی دیر تھی شاہ عبدالرحمٰن نے حسبِ ہدایت صابن اور کپڑے لئے اور ان کو دھونے کے لئے اس سمت روانہ ہوئے جہاں پانی موجود تھا۔ راستے میں ملک معروف ملتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کدھر کا ارادہ ہے شاہ عبدالرحمٰنؒ ماجرا بیان کرتے ہیں۔ راوی لکھتا ہے کہ اس موقع پر بندگی ملک معروف نے میاں عبدالرحمٰن سے فرمایا ٹھیر جاؤ اور ایک دو کپڑے اس بندہ کے بھی دھو کر لا دو۔ پھر ملک نے میاں کو کچھ صابن کا ٹکڑا اور بی بی خونزا جی کے کپڑے لا کر دئے۔ میاں عبدالرحمٰن ان کپڑوں کو لئے پانی کے مقام پر گئے اور دونوں کپڑوں کو دھو کر لائے اور جس کے کپڑے اس کے حوالے کردیئے اور گھر واپس ہوئے۔ نمازِ عشاء سے فراغت ہوئی تو شاہ نظامؒ نے فرزندِ دلبند سے فرمایا ''بھائی عبدالرحمٰن آج تمہارا نکاح ہے'' یہ کہکر مراسم شادی انجام دیئے۔ ایجاب وقبول اور خطبہ نکاح کے بعد ان کو دلہن کے گھر بھیجا۔ غور کیجئے اس ایک واقعہ میں کتنے سبق آموز واقعات اور نصائح پنہاں ہیں۔ اور پھر اس کا تقابلی مطالعہ آج کے شادی کے واقعات سے کریں تو معلومہوگا کہ دائرہ کا وہ اندازِ تربیت اب صرف تاریخ کا ایک پارینہ قصہ بن چکا ہے۔ ماں باپ کی اطاعت وفرمانبرداری ہی نہیں بلکہ دائرہ میں رہنے والے دوسرے بزرگوں کے حکم کی بجا آوری جو اس وقت لازمی تھی آج عنقا ہے۔ دولہے کا خود جا کر اپنے کپڑے دھونا آج کے دور میں فہم انسانی سے بالاتر ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ ہونے والا شوہر اپنے کپڑوں کے ساتھ منگیتر کے کپڑے بھی دھولاتا ہے۔ نیستی کی یہ مثال تاریخ میں ڈھونڈ نے سے بھی نہ ملے۔

بات یہاں ختم نہیں ہورہی ہے۔ اربابِ سیرت لکھتے ہیں کہ جس روز یہ نکاح خوانی کی محفل منعقد ہوئی اس وقت دلہن کے گھر تین فاقے گذر چکے تھے۔ اور یہی حال نوشاہ کے گھر کا تھا ایسے میں میاں عبدالرحمٰن جنگل کی راہ لیتے ہیں۔ راستے میں ان کو چند گیہوں کے خوشے جو کھیت سے کٹے ہوئے درختوں سے بنڈیوں سے گرے ہوئے ملتے ہیں۔ میاں عبدالرحمٰن ان کو

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اٹھا کرلاتے ہیں۔ باپ پوچھتے ہیں صاحبزادے یہ کیا ہے۔ میاں عبدالرحمٰن عرض کرتے ہیں کہ دلہن پر تین فاقے گذر چکے ہیں اسی لئے راستہ میں گرے ہوئے ان خوشوں کو لایا ہوں تا کہ ان کی آش بنا کردی جائے۔ حکم ہوا تم مہدی کے گروہ سے ہو تمہارے لئے ایسی غذا کا حصول جائز نہیں جاؤ جہاں سے اٹھالائے ہو وہیں ڈال دو۔

یہ تھا وہ توکل جو دائرہ والوں کا حصہ تھا۔ صبر واستقامت کے جو منور پہلو آپ کو یہاں نظر آ رہے ہیں کبھی ہمیں ہر دائرہ میں نظر آتے تھے۔ دل میں اک ہوک اُٹھتی ہے اور زبان پر یہ شعر آ جاتا ہے

ہاں دکھادے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

تاریخ بتاتی ہے کہ اما منا علیہ السلام کی رحلت کے بعد ملک معروف خراساں سے اپنے وطن مالوف پٹن واپس تشریف لائے اور یہیں دائرہ باندھ کر رہنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد جالور کی جانب ہجرت کی اور وہیں رحلت فرمائی۔ صحیح تاریخ اور ماہ رحلت نہیں ملتے۔ قیاس غالب ہے کہ ۹۲۴ھ یا ۹۲۵ھ میں آپ کی رحلت ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں یوسفؓ

بندگی میاں یوسفؓ کا تعلق اس مردم خیز خطہ سے ہے جس کے متعلق امام الکائنات میراں سید محمد مہدی علیہ السلام نے معدنِ عشق اور نگینۂ انگشتری کہا ہے۔ ملک گجرات اور خاص طور پر شہر احمد آباد اس زمانہ میں علم وفن، صنعت وتجارت اور تہذیب وتمدن کے اعتبار سے سارے ہندوستان میں شہرت رکھتا تھا۔ ''توقیت'' کے مرتب مولوی سید افتخار اعجاز صاحب کی تحقیق کے مطابق امامنا علیہ السلام ڈسمبر ۱۴۹۷ء م جمادی الثانی ۹۰۳ھ میں احمد آباد تشریف لاکر محلّہ جمال پور کی مسجد تاج خاں سالار میں قیام فرمائے تھے۔ اور کامل دیڑھ سال تک مقیم رہے اور پھر یہاں سے نکل کر پٹن میں جو احمد آباد سے ۱۸۰ میل پر واقع ہے مزید اٹھارہ ماہ تک قیام فرمایا تھا۔ اس طویل عرصہ میں جو قریب تین سال پر پھیلا ہوا ہے متعدد علمائے وقت، سر برآوردانِ شہر، امراء دولت اور سر کردہ اصحاب کی ایک بڑی تعداد امام علیہ السلام کی دعوت وصداقت پر ایمان لاکر اصحاب میں شامل ہوئے ان ہی میں سے ایک بندگی میاں یوسف کی ذاتِ والا صفات ہے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ آپ نہ صرف شرفائے احمد آباد سے تھے بلکہ بڑے پائے کے عالم وفاضل بھی تھے۔ امامنا علیہ السلام کا بیان قرآن سن کر ایک روز اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بیعت وتلقین کا شرف حاصل کیا اور ہجرت میں شریک سفر ہوگئے۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ جہاں سوانح مہدی موعود اور حیات پاک مصنفہ مولوی سید محمود صاحب یداللّٰہی مرحوم نے میاں یوسف کا تعلق احمد آباد سے بتایا ہے وہیں شواہد الولایت میں آیا ہے کہ بعض حضرات بیان کرتے ہیں کہ بندگی میاں عبدالمجید نوری، بندگی میاں لاڑ شاہ اور بندگی میاں یوسف حضرت مہدیؑ سے پٹن میں قیام کے دوران ملے تھے اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ لوگ جالور میں ملے۔ البتہ تذکرۃ الصالحین نے مقام کی صراحت کے بغیر صرف یہ لکھا ہے کہ میاں یوسف ملک گجرات ہی میں مہدی علیہ السلام سے مل کر تصدیق کی اور سفر فراہ میں ساتھ ہوگئے۔

آپ کے مرتبہ اور مقام کا اندازہ کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ آپ کو امام علیہ السلام نے ان بارہ جلیل القدر اور اولو المرتبت صحابہ میں شمار کیا ہے جو بارہ مبشرین یعنی جن کے لئے جنت کا مژدہ اس دارِ فانی ہی میں سنا دیا گیا ہے۔

الغرض مقصود یہ بتانا ہے کہ بندگی میاں یوسف جن کو امام عالی مقامؑ نے عشرہ مبشرہ میں شامل فرمایا ہے۔ علم وعمل دونوں میں بےنظیر ہونے کے علاوہ بڑے عزم وہمت کے مالک اور صبر واستقلال کا پیکر تھے۔ آپ کے صبر اور استقامت اور عزم

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

وتوکل کا اندازہ ذیل کی روایت سے بخوبی ہوسکتا ہے۔

ٹھٹھہ سے قندہار کا فاصلہ چھ سو میل ہے۔ امامنا کے سفر ہجرت کی ۲۵ ویں منزل کاہا وہی ہے جو ٹھٹھہ کے قریب اور دریائے اٹک کے پاس ہے۔ کاہا میں چند ماہ قیام کے بعد جب اللہ والوں کا یہ قافلہ ۱۵۰۳ء کے وسط میں قندھار کے لئے روانہ ہوا تو طالبانِ مولیٰ پر بڑا سخت وقت پڑا مشکلات اور صعوبتوں کے بیان سے سننے والوں کے جسم پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ایسے دشوار گذار سفر کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ چھ مہینے کے اس سفر میں صرف دوبار غذا ملی تھی مگر جھاڑ کے پتوں اور جنگل کے پانی کی کمی نہ تھی جس کی وجہ فاقہ کشی کے باعث فقراء کے جسم کی رگیں ابھری ہوئی نظر آتی تھیں۔ جسم کا گوشت گل چکا تھا۔ اور صرف ہڈیوں کے ڈھانچے رہ گئے تھے۔ درختوں کے پتے کھانے کی وجہ سے مہاجرین کے پیٹ بڑھ گئے تھے چہرے زرد ہوگئے تھے۔ ہاتھ پاؤں پر ورم آ گیا تھا۔ تلوؤں میں آبلے پڑے گئے تھے۔ ان تمام تکالیف وصعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے یہ اللہ والوں کا قافلہ شمسِ ولایت وآفتاب ہدایت کے پیچھے طلبِ دیدارِ خدا کو دلوں میں بسائے چلا جارہا تھا۔ ایسے میں امام علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک مقام پر میاں یوسف ٹیلے پر بیٹھے اپنے پیر کے تلوؤں کے آبلے صاف کررہے تھے۔ جسم پر صرف ایک پھٹا پرانا تہبند تھا سر پر جہاں عمامہ یا پگڑی رہنا چاہئے تھی وہاں صرف رسی لپٹی ہوئی ہے۔ جب امام عالی مقام ان کے قریب پہنچے تو میاں یوسف نے عرض کیا۔ ”میرانجی بندہ نے سنا ہے کہ ظہور مہدی کے زمانہ میں سخت وقت کا ذکر آیا ہے وہ سخت وقت کب آئے گا؟“ امام مہدیؑ نے فرمایا ”میاں یوسف یہ وہی وقت ہے جس کا تم ذکر کررہے ہو لیکن اللہ کا یہ احسان ہے کہ اس نے تمہارا ظرف اس قدر مضبوط کردیا ہے کہ تم کو کسی تکلیف کا احساس نہیں ہورہا ہے“

اس ایک واقعہ میں صحابائے کرام اور بالخصوص میاں یوسف کے توکل علوہمتی استقامت اور صبر وقناعت کے درس پنہاں ہیں۔ اور یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اسی سفر کے دوران ان تمام چھوٹوں بڑوں کو ایمان کی بشارت ملی تھی۔

نقلیات کی سب ہی کتابوں میں ایک اور روایت بھی ملتی ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بندگی میاں یوسف کو ذاتِ ولایت مآب میں رسائی حاصل تھی۔ اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے یہ عرض کرنا نامناسب نہیں کہ شاہی دربار ہو یا اولیاء اللہ کی بارگاہ کوان مقامات پر عوام اور خواص دونوں ہی کی رسائی ہوتی ہے۔ لیکن سب ہی کو وہ قرب اور رسائی حاصل نہیں ہوتی۔ جو چند ایک کے لئے مخصوص ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ قیام سندھ کے دوران جب قرآن حکیم کی آیت قاتلوا وقتلوا کا بیان ہورہا تھا تو روایتوں میں آیا ہے کہ امام علیہ السلام نے اس ذات کا ذکر نہیں فرمایا جس سے یہ صفت ظاہر ہونی تھی۔ نتیجہ میں اصحاب میں تشویش کا پیدا ہونا غیر فطری نہیں تھا۔ بناء بریں روایت بتاتی ہے کہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے میاں یوسف کی توجہ دلائی اور خواہش کی کہ وہ امامنا سے دریافت کریں کہ وہ صفت کس سے ظاہر ہوگی۔ تاکہ تمام صحابہ اس ذات

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کا احترام کریں۔ بیان قرآن کے بعد جب امام جماعت خانہ سے حجرے کی طرف جارہے تھے تو میاں یوسف آپ کے قریب ہوئے امامؑ نے دریافت کیا ''بھائی یوسف کچھ پوچھنا ہے'' میاں یوسفؓ نے عرض کیا حضور اگر شخصیت کو سامنے لادیتے تو ہم سب ان کی عزت وتکریم کرتے۔ اس موقع پر امامؑ نے پوچھا بتاؤ تو سہی یہ کون پوچھ رہا ہے۔ میاں یوسفؓ نے عرض کیا بھائی سید خوندمیر یہ سوال کررہے ہیں۔ تب امام پلٹتے ہیں اور میاں سید خوندمیرؓ سے جو کچھ پیچھے ٹھیرے ہوئے تھے مخاطب کرکے فرماتے ہیں بھائی سید خوندمیر بندہ کی یہ صفت تم سے پوری ہوگی۔ تذکرۃ الصالحین میں میاں یوسف سے متعلق ایک اور روایت بھی سامنے آتی ہے کہ جن دنوں کاروانِ مہدیت فراہ میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا۔ ایک روز میاں یوسف پر جذبہ الٰہی کا غلبہ رہا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ راہ سلوک کا مسافر جب ذکر دوام پر پوری طرح عامل ہوجاتا ہے تو قربِ الٰہی کے مقامات اس پر وا ہوجاتے ہیں اور وہ اپنی بساط' کوشش اور طاعت کے سہارے منزل کی طرف رہتا ہے۔ بندگی ملک جی کے ذکر میں ہم یہ بتاچکے ہیں کہ خدا کے طالب کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ ہر روز نئی تجلی حاصل ہو اور اگر ایسا نہ ہوسکے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ سالک کی طلب میں کوئی کمی ہے۔ الحاصل میاں یوسف کے حال پر روایت میں آیا ہے کہ حضرت سیدنا علیہ السلام نے فرمایا کہ میاں یوسف کا جذبہ قبر میں جانے تک یعنی آخری دم تک رہے گا۔

میاں یوسف کی آخری آرام گاہ کے تعلق سے روایت میں آیا ہے کہ یہ احمد آباد میں شاہ عالم کے مزار کے قریب واقع چندولہ تالاب کے نواح میں واقع ہے۔ لیکن تاریخ وفات اور سن کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔

نقلیات میاں سید عالم میں آپ سے منسلک کئی ایک روایتیں ملتی ہیں ساتھ ہی بعض روایات آپ کے بلند مدارج اور مرتبہ پر بھی روشنی ڈالتی ہیں ایسی ہی ایک یہ ہے کہ بندگی میاں شاہ دلاورؓ کے دائرہ میں ایک شخص آیا اور کچھ فتوح گذرانی اور پھر فقراء دائرہ کو بھی کچھ دیا۔ بندگی میاں شاہ دلاورؓ کے پوچھنے پر اس نے عرض کیا کہ اس نے فقراء دائرہ کی بھی خدمت کی ہے اس موقع پر شاہ دلاورؓ شخص مذکور سے فرماتے ہیں کہ میاں یوسف کو دو کہ یہ متوکلان حق سے ہیں۔ ایک اور روایت جو اسی کتاب کے صفحہ ۲۷ پر درج ہے۔ اس میں بندگی میاں شاہ خوندمیر سے علمی مسائل پر گفتگو سامنے آتی ہے۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں بھائی مہاجرؓ

میاں بھائی مہاجر کے تعلق سے ایک روایت یہ ملتی ہے کہ آپ کا تعلق بنیانی قبیلہ سے تھا۔ ہم پچھلے سلسلوں میں دیکھ چکے ہیں کہ بنیانی سلسلہ کے کئی ایک افراد نے حضور مہدی علیہ السلام کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے دائرہ مہدویہ میں داخل ہو چکے ہیں ان میں بندگی میاں شاہ نعمت خلیفہ سوم کے علاوہ ملک برہان الدین شامل ہیں۔ لیکن حیات پاک کے مصنف کا کہنا ہے کہ میاں بھائی مہاجر کا تعلق اورنگ آباد شہر (علاقہ مہاراشٹرا) کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ منتجب الدین زرزری بخشؒ سے ہے اور آپ ان ہی کی اولاد سے ہیں جس وقت حضرت مہدی علیہ السلام دولت آباد تشریف لائے تو میاں بھائی مہاجر اپنے دو اور بھائیوں میاں فرید مہاجر اور میاں مراد مہاجر کے ساتھ حضرت مہدی کے دست مبارک پر بیعت و تصدیق کی دولت حاصل کی اور امامناؑ کی رحلت تک قریب اٹھارہ سال یعنی جمادی الاول ۸۹۲ھ سے ذی قعدہ ۹۱۰ھ تک (اپریل ۱۴۸۷ھ تا اپریل ۱۵۰۵ء امامنا مہدی علیہ السلام کی صحبت اور خدمت کا اعزاز حاصل رہا۔

بھائی مہاجر بیعت اور تصدیق کے سلسلہ میں ہماری قومی کتاب حاشیہ شریف اور نقلیات میاں سید عالمؒ میں یہ لکھا ہے کہ اس وقت آپ کی محفل عقد سجی ہوئی تھی نکاح باندھا جا چکا تھا اور قیاس کہتا ہے کہ جلوہ کی رسم ادا ہو رہی تھی دلہن سامنے بیٹھی تھی کہ اس موقع پر آپ حضرت مہدیؑ کی تشریف آوری کا حال سن کر اٹھ کھڑے ہوئے تلوار زرِمہر کے بدلے میں بیوی کے حوالہ کرتے ہوئے کہا کہ بی بی تمہارا اختیار تمہارے ہاتھ میں ہے تم جو چاہو کرو مگر ہم کو اجازت دو کہ ہم حضرت مہدیؑ کی صحبت اختیار کریں یہ کہکر کے آپ وہاں سے نکل گئے۔ بی بی کے رشتہ داروں نے بی بی کو لاکھ سمجھایا کہ تم دوسرا نکاح کرلو مگر اس اللہ کی بندی نے نہیں مانا۔ اور بی بی خود بھی میاں کے ہمراہ اپنے قبیلے اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر حضور مہدی علیہ السلام کی صحبت میں رہے۔

حاشیہ انصاف نامہ میں آیا ہے کہ میاں بھائی مہاجر کو شروع میں بہت جذبہ رہا کرتا تھا اسی بناء پر مورخین نے آپ کو صاحب حال وقال لکھا ہے۔ یہ بات حضور مہدی علیہ السلام کے اکتسابِ فیض کی طرف نشاندہی کرتی ہے۔ پھر یوں بھی نقلیات میاں سید عالم کے صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے کہ شہیدی کے پکارنے پر میاں بھائی مہاجر نے گوجری زبان میں ''سومیرا مہدیؑ سومیرا مہدیؑ سومیرا مہدیؑ'' کی تکرار فرمائی۔ ارباب معرفت جانتے ہیں کہ راہِ سلوک میں ایک مقام فنا فی الشیخ کا بھی آتا ہے اور یہ روایت اس کی طرف نشاندہی کرتی ہے۔ اور انصاف نامہ کے حاشیہ ۲۴۶ صفحہ پر لکھا ہے کہ امام علیہ السلام نے آپ کو عشق کی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بوٹی فرمایا ہے جو منازلِ سلوک کی طرف اشارہ ہے اور اس سے نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ آپ اس منزل پر پہنچ چکے تھے اس کی طرف امام علیہ السلام کا فرمان تصدیق بندہ بینائی خدا است رہنمائی کرتا ہے۔

صاحب انصاف نامہ پر یہ روایت درج کی گئی ہے کہ امام علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر کوئی شخص امام کی صحبت میں اتنی دیر رہا جتنی دیر کہ جوتیوں کے جھاڑنے میں لگتی ہے تو اس کے تمام گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔اس فرمان کی روشنی میں ناظرین میاں بھائی مہاجر کے مقام کا خود تعین کرسکتے ہیں جبکہ ہم اوپر بتا چکے ہیں کہ آپ ایک دو نہیں پورے ۱۸ سال امام عالی مقام کی صحبت میں رہے ہیں۔

امامنا علیہ السلام کے وصال کے بعد تمام صحابہ کرام ومہاجرین کے ساتھ آپ بھی دائرہ بھیلوٹ میں قیام پذیر رہے اور ۹۲۰ھ میں ثانی امام راہی ملک عدم ہوئے تو میاں بھائی مہاجر بندگی میاں کے دائرہ کو چلے گئے اور صدیق ولایت کی شہادت کے بعد دساڑہ میں اپنا دائرہ قائم کیا۔دساڑہ ویرگام ریلوے اسٹیشن سے ۲۲ میل پر ہے۔

تاریخ سلیمانی میں لکھا ہے کہ آپ نے کافی طویل عمر پائی اور دساڑہ کا دائرہ مدتوں قائم ودائم رہا۔

بندگی میاں سید محمود سیدنجی خاتم المرشد اور بندگی میاں شہاب الدین شہاب الحق فرزندانِ سید الشہداء سید خوندمیر رضی اللہ عنہ سال میں کم از کم دوبار میاں بھائی مہاجر کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے اور میاں بھائی مہاجر کی موجودگی میں یہ حضرات پلنگ پر بیٹھنا سوئے ادبی تصور کرتے تھے۔

آپ کی رحلت ۵/ ذیقعدہ کو واقع ہوئی ہے البتہ حیات پاک کے مصنف نے تقویم مہدویہ میں لکھے ہوئے سن وفات ۹۲۹ھ کو اس بنا پر غلط قرار دیتے ہیں کہ بعض کتب سیر سید الشہداء کی شہادت کے وقت آپ کے بقید حیات رہنے کی تائید کرتے ہیں. **واللہ اعلم بالصواب**

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں الہداد حمیدؓ

اردو زبان کی جو کئی ایک لغات بازار میں دستیاب ہیں ان میں سے ایک فرہنگِ آصفیہ بھی ہے اس کتاب کی جلد اول کے صفحہ ۳۲۷ پر اولیاء اللہ کے عنوان کے تحت میراں سید محمد جونپوری کے ذیلی عنوان کے تحت کتاب کے کالم ۲ میں محمد حسین آزاد کی کتاب دربار اکبری کے حوالہ سے مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ اکثر ضعیف الاعتقاد جاہل ان کے گرد جمع ہو گئے اور پھر یہ بات کچھ فرہنگ آصفیہ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں۔ ایک رفیق دلاوری نے بھی اپنے رسالہ ''آئمہ تلبیس'' میں بھی امام علیہ السلام کی شان میں کچھ اس قسم کی ہرزہ سرائی کی تھی اور ابھی کچھ عرصہ پہلے دہلی سے شائع ہونے والے ایک ماہنامہ ''مشرقی آنچل'' میں ضیاء تسنیم بلگرامی نامی افسانہ نگار خاتون نے امامنا مہدی علیہ السلام کے بارے میں نازیبا اور رکیک الفاظ کا استعمال کر کے اپنی علمیت کا بھانڈا پھوڑ چکی ہیں۔ اگر چمگاڈروں کی روشنی میں سورج کو دیکھنے کی فطری صلاحیت سے قدرتاً محروم ہو تو اس میں سورج کا کیا قصور جبکہ

(۱) رودکوثر کے مصنف شیخ محمد اکرام نے صفحہ ۶۷ پر تحریر کیا ہے کہ سید محمد جونپوری فقط عالم ہی نہ تھے بلکہ پہلو میں حساس دل اور منہ میں پرتاثیر زبان بھی رکھتے تھے۔ کئی نیک اور مخلص لوگ اس جماعت میں شریک ہو گئے تھے۔ کئی مشہور با اثر علماء نے مہدویہ طریقہ اختیار کیا۔

(۲) تحفۃ الکرام کے مصنف میر شیر علی قانع صفحہ ۱۱۱ پر لکھتے ہیں ہزاروں شاگردوں کو مرتبۂ کمال پر پہنچانے والے علماء نے بھی آپ کو مہدی موعود تسلیم کیا۔

(۳) تاریخ ظفر الوالہ کے مصنف عبداللہ بن عمر کا کہنا ہے کہ جب سید محمد نے اپنے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو عوام کے ایک جمِ غفیر نے ان کی اطاعت قبول کی پھر خاص لوگوں میں بھی پیروی کا سلسلہ جاری رہا۔ ان کی اتباع کرنے والوں میں جہلا ہی نہیں عقلمند امراء اور سپاہی سب ہی شامل ہیں۔

(۴) مولانا غلام رسول مہر تاریخ سندھ کے صفحہ ۱۲۴ پر تحریر کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے سید موصوف سے روحانی فیض حاصل کیا ان میں ایک مولانا الیاس، قاضی قادن اور مرزا شاہین بکھر شامل ہیں۔ قاضی قادن سندھی ادب کے باوا آدم سمجھے جاتے ہیں۔

(۵) ابوالحسن علی ندوی کی کتاب تاریخ دعوت و عزیمت کی جلد چہارم کے صفحہ ۵۷ کی عبارت ہے ''ان کی صحبت و شخصیت گفتگو

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اور بیان سامعین اور حاضرین پر جادو کا اثر رکھتا تھا۔سلاطین وامراء سب پر بے خودی وفراموشی طاری ہوجاتی تھی۔انکے لئے بڑے سے بڑے منصب جاہ وحشمت کو خیر باد کہکر ترک دنیا کر کے ہمرکاب ہوجانا آسان ہوجاتا تھا۔یہی دارالحکومت مانڈو سلطان غیاث الدین خلجی کے ساتھ پیش آیا۔اوریہی چاپانیر گجرات میں محمودشاہ گجراتی پراثر ہوا۔خلقت نے انکے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔کن کن کتابوں سے اقتباس پیش کروں۔خلیق احمد نظامی ہوں کہ ڈاکٹر اطہرعباس رضوی' پروفیسر محمد مجیب ہوں یا پروفیسر میاں محمد سعید سب ہی اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ مہدویت کے دامن ایک دونہیں بے شمار یگانہ روزگار شخصیتیں جمع ہیں ان میں ہی ایک میاں الہداد حمید بھی ہیں جن کے تعلق سے سلاطین شرقیہ کے مصنف نے A valuable Asset (ایک قیمتی اثاثہ) کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

میاں الہداد حمید کے اعلی مراتب بلند مقام اوراونچے درجات کا اندازہ کرنے کے لئے ان القاب پرنظر ڈال لیجئے جو بندگی میاں شاہ برہان صاحب شواہد الولایت' شاہ قاسم مجتہد گروہؓ نے اسامی مصدقین میں یا ملک سلیمان نے اپنی کتاب تاریخ سلیمانی میں استعمال کئے ہیں۔

شواہد الولایت نے آپ کوصفحہ ۲۵ پرچھٹے صحابی سے تعارف کرایا ہے۔جبکہ آسامی مصدقین آپ کو عالم بےنظیر بتاتی ہے۔تاریخ سلیمانی میں آپ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ عالم جلیل فاضل نبیل مسندنشین بارگاہِ تفریط کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ شعرگوئی کی سلطنت میں ایک بلندوبالا مقام کے حامل تھے۔ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ انہیں الفاظ کے انتخاب میں اورنئی نئی اصطلاحات وضع کرنے میں حد درجہ کمال حاصل تھا۔ساتھ اس امر پر اظہار ندامت بھی ہے کہ ایسی جلیل القدر شخصیت کے خاندانی حالات پردہ گمنامی میں ہیں۔اب اگر ۱۱۵۰ھ ۱۲۲۰ھ کے درمیان لکھی گئی اس تاریخ میں کسی بزرگ کے حال واحوال نہ مل سکتے ہوں تو آج ڈھائی تین سوسال بعد کیا روشنی ڈالی جاسکتی ہے۔ہاں یہ ممکن ہے کہ مختلف تواریخ اور کتب سیر میں جوکچھ بھی اس عالم باعمل اوراولوالعزم شخصیت کے تعلق سے معلومات میسر آسکیں ان کو گوش گذار کرنے کی سعادت حاصل کرسکوں۔

سیرنگاروں کا کہنا ہے کہ میاں الہداد حمیدؓ سلطان غیاث الدین خلجی کے امرائے ذی مرتبت اورمقربانِ خاص میں سے ایک تھے۔جب سیدنا علیہ السلام ۸۸۷ میں شہرجونپور سے سفرہجرت کا آغاز کیا تو دانا پور' کالپی' چندیری اور چاپانیر میں قیام کرتے ہوئے ماہِ صفر المظفر ۸۹۲ھ م جنوری ۱۴۸۷ء میں مالوہ کے دارالسلطنت مانڈو میں قدم رنجہ ہوئے۔یہاں آپ کے بیان قرآن کی بڑی شہرت ہوئی جہاں ہزاروں تشنگانِ دین بیان قرآن کی ان محفلوں میں شریک ہوکر فیوضِ باطنی اوراسرارِ ربانی سے اپنے ذہن اورقلب میں نئی روشنی پارہے تھے ان ہی میں ہمارے ان سطور کے ممدوح میاں الہداد حمید شامل تھے۔البتہ یہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بات صحیح اور قطعی طور پر نہیں کہی جاسکتی کہ میاں الہداد حمید نے امام عالی مقام کے مانڈو میں قیام کے دوران تصدیق کی دولت اور بیعت کی فضیلت حاصل کی یا امامنّا کے مانڈو سے روانگی کے بعد اس لئے کہ اس سلسلے میں ہمارے سامنے دو روایتیں آتی ہیں۔ سیرت پر جو کتابیں ہمارے سامنے ہیں ان میں سب سے قدیم ماخذ مولود میاں عبدالرحمٰن ہے جس کی تالیف ۹۵۰ھ اور ۹۸۰ھ کے درمیان میں ہوئی ہے۔

مولود میں لکھا ہے کہ جب حضور مہدی موعود علیہ السلام مانڈو سے کوچ کا ارادہ کیا کاروانِ مہدیت کا ڈیرہ آگے بڑھا تو اس وقت میاں الہداد حمید جو آپ کے بیان قرآن کی مجلسوں میں بپابندی شریک ہو کر امام علیہ السلام کے اخلاق حمیدہ اور اوصافِ ستودہ کا بہ نظرِ غائر معائنہ ومطالعہ کر رہے تھے اس وقت بیعت وتصدیق کی دولت سے اپنا دامن بھر لیا علائق دنیا سے ترک تعلق کر کے ولایت مآب کی خدمت کی عزت حاصل کی اور اس طرح اس درس گاہ کثیر الدرجات کے مقربوں میں شامل ہو گئے۔ اس کے برخلاف سنہ ایک ہزار ہجری کے بعد کی تحریر شدہ تین چار سیرت کی کتابوں مطلع الولایت (۱۰۱۶ھ) جنت الولایت (۱۰۱۶ھ) شواہد الولایت (۱۰۵۲ھ) اور معارج الولایت (۱۰۷۸ھ) میں لکھا ہے کہ میاں الہداد حمید نے مانڈو میں نہ صرف ملاقات کی سعادت حاصل کی بلکہ بعد تحقیق تصدیق کی اور ترک دنیا کر کے حضرت مہدیؑ کی خدمت وصحبت میں امامؑ کے وصال تک موجود رہے۔ چونکہ امامنا مہدی علیہ السلام کا قیام مانڈو میں صرف دو یا تین ماہ ہی رہا ہے اس لحاظ سے ملک الہداد کی حضور کی خدمت میں بسر کی گئی کل مدت ۱۸ سال کے مقابلہ میں کچھ دنوں کا فرق کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔

ہماری نقلیات کی مشہور کتاب انصاف نامہ میں لکھا ہے کہ میاں الہداد باوجود اس علوئے مرتبت کے اور بلندی مقام کے جو آپ کو بارگاہ میراں مہدی میں حاصل تھی نیستی اور انکساری کے عالم میں خود کے تعلق سے ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ بندہ فقراء کے درمیان مردار خوار کے مانند ہے۔ اس روایت کے پس منظر میں نقل شریف کا یہ حصہ قابل غور ہے کہ میاں الہداد حمید کے پاس کچھ مال تھا۔ جب انہوں نے اپنا اثاثہ حضور کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے اسے لوٹا دیا اور ارشاد فرمایا کہ تم اس کو اپنے پاس ہی رکھو دائرہ کی زندگی میں یہ کوئی نئی اور انہونی بات نہیں تھی۔ حضرت مہدی موعودؑ کی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ جب کوئی بندہ خدا آپ کی خدمت میں کوئی چیز پیش کرتا تو بعض وقت قبول فرماتے اور بعض موقعوں پر آپ نے دی ہوئی چیز دینے والے کو واپس کرتے ہوئے فرماتے کہ تم کھاؤ اور دائرہ میں رہو اور قوت پکڑو اور جب خدائے تعالیٰ پر رہنے کی قوت پیدا ہو تو اس وقت دو (دیکھو نقل برصفحہ ۱۶۰ اردو ترجمہ انصاف نامہ) چونکہ دنیا اور دولت دنیا مہدویہ کے پاس مردار متصور کی گئی ہے۔ اسی بناء پر وہ خود کو مردار خور کہتے تھے۔ یہ آپ کی نیستی کی بین مثال ہے حالانکہ روایت بتاتی ہے کہ دو موقعوں پر امام علیہ السلام نے اس امانت کو واپس حاصل کئے تھے۔ اور بعد میں لوٹائے بھی ہیں۔ صحابائے کرام آپ کی صحبت سے یہ کہکر گریز کرتے تھے کہ تمہارے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

نزدیک سے مردار کی بوآتی ہے۔ جب آپ نے اپنا مال موعود برحق کے حوالہ کردیا تو تمام صحابہ نے اظہارِ خوشنودی کی اور تذکرۃ المتقین نے انصاف نامہ کی اس روایت میں خوشنود شدند کے ساتھ عارف باللہ متوکل شد کا اضافہ کیا ہے۔

ذکر کو مہدویہ کے پاس فرض قرار دیا گیا ہے جو انفرادی طور پر تو آج بھی مروج ہے۔لیکن ماضی کی روایات بتاتی ہیں کہ ہمارے دائروں میں شب بیداری کے ساتھ ساتھ اجتماعی طور پر ذکر کی خصوصی محفل آراستہ ہوتی تھی۔آج گویہ عمل قریب قریب ہمارے دائروں میں اس چشم گناہگار کو عام طور پر جاری نظر نہیں آتا۔لیکن ماضی کی عظیم روایات اس اجتماعی ذکر کی محفلوں سے جسے عام طور پر ''نوبت'' کہا جاتا ہے ہر دائرہ میں جاری رہنے کی تصدیق کرتی ہیں۔اس کا طریقہ یہ تھا کہ دائرہ کے فقراء کی تین جماعتیں بنائی جاتی تھیں اور بعد نماز عشاء سے لے کر نماز فجر تک کو تین حصوں میں تقسیم کرکے ہر حصہ شب میں فقراء کی ایک ایک جماعت ذکر میں بیٹھتی تھی اور جب اس کا وقت ختم ہوتا تو وہ دوسری جماعت کو بیدار کردیتی۔اس طرح دائرہ میں شب بھر ذکر کی نورانی محفل آراستہ رہتی تھی۔چونکہ ایک جماعت کے افراد اپنی باری کے ختم پر دوسری باری والوں کو اٹھانے کے لئے سوائے فرداً فرداً نام لے کر ہوشیار کرنے کے لئے کوئی دوسرا طریقہ بھی نہ تھا۔اس پر روایت میں آیا ہے کہ میاں الہداد حمید کے ذہن عالی میں یہ خیال بیٹھ گیا کہ کیوں نہ ہم اذان کی طرح کوئی ایسے کلمات استعمال نہ کریں جو مقصود میں حصول کے لئے معاون ہوں آپ اسی غور و فکر میں حیران و پریشان تھے عالم خواب میں آپ کو منجانب اللہ **لا اله الا الله محمد رسول الله . الله الهنا محمد نبينا . القرآن والمهدی امامنا آمنا وصدقنا** کلمات کا علم ہوا۔جب میاں الہداد نے ان کلماتِ خیر کو سمع ہمایونی میں پیش کیا تو امامنا علیہ السلام نے اس پر اظہار خوشنودی فرماتے ہوئے ان کلمات کو استعمال کرنے کا حکم دیا۔یہاں اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ جہاں چند ایک نقلیات کی کتابوں میں تسبیح کے کلمات کا ذکر بندگی میاں الہداد حمیدؒ سے منسوب کیا گیا ہے وہیں شواہد الولایت کے صفحہ ۴۵۱ پر لکھا ہے ''پس معلوم کرائے مصدق کہ نوبتِ ذکر کے لئے تسبیح کی ابتداء خاتم ولایت محمدی کے علم میں خداوندِ جلیل وجبار نے حضرت مہدیؑ کے مہاجر میاں امین محمد سے ظاہر ہوئی ہے۔ **والله اعلم بالصواب لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم**

صحابی امام کے تعلق سے ایک اور روایت پنج فضائل اور تذکرۃ الصالحین دونوں میں ملتی ہیں۔روایت کا قدر مشترک یہ ہے کہ حضرت مہدیؑ کے وصال کے بعد تمام صحابہ گرامی مرتبت فراہ مبارک سے واپس آ کر حضرت ثانی مہدیؑ کے دائرہ بھیلوٹ میں اقامت اختیار کی تھی۔میراں سید محمودؓ اس بات کو تبلیغ دین کے منافی خیال کرتے ہوئے صحابہ سے بااصرار علحدہ علحدہ مختلف مقامات پر دائرہ باندھ کر رہنے پر زور دے رہے تھے۔ایک طرف صحابہ کی ثانی مہدیؑ سے بے پناہ محبت انہیں دور ہونے میں مانع تھی تو دوسری طرف ثانی مہدیؑ اس عمل کو پیام امام ہمامؑ کی بھرپور اشاعت کی کوششوں میں رکاوٹ سمجھ رہے تھے۔آخرکار

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

تمام صحابہ نے بصد مجبوری بھیلوٹ کے نواح میں اپنے اپنے دائرے قائم کئے ۔میاں الہداد حمید اور میاں ابوبکر ایک ہی جگہ قیام کئے ۔ایک بار سید مصطفیٰ المخاطب بہ غالب خاں جاگیر دار میاں الہداد حمید کے دائرہ کو تشریف لائے تو آپ نے ان سے کہا کہ میرا بھائی اور لڑکا دونوں نوکری کی خواہش رکھتے ہیں تم ان کو نوکر رکھ لو۔خان غالب خان نے حکم کی تعمیل کی اور دونوں کو ملازم رکھ لیا۔جب یہ اطلاع میراں سید محمودؓ کو ملی تو آپ نہایت آزردہ ہوئے اور میاں الہداد کے نام ایک خط تحریر کیا۔اس خط کے چند جملے ذیل میں ملاحظہ فرمائیے کہ ظاہری طور پر دور ہونے کے باوجود ریموٹ کنٹرول کس طرح گرفت کئے ہوئے تھا۔

''میاں الہداد کو نہیں چاہیئے کہ رفتار و گفتار میں کسی قسم کی سستی کریں۔دنیا کوئی وفا و بقاء نہیں رکھتی۔اس حیاتِ فانی کے لئے آخرت کا گھاٹا اور ندامت مول لینا خوب نہیں۔تمہاری نسبت تو بندہ کو کچھ اور ہی گمان تھا۔جب کبھی کوئی حکایت ہوتی بندہ تم سے نقل کیا کرتا تھا۔عزیمت و استواری کے باب میں تم پر بہت اعتماد تھا۔یہ بات تو ہمارے نزدیک نہایت ناپسند ہے۔ایسی حرکت تمہارے لئے سزاوار نہیں۔اپنے اس عہد کو یاد رکھیں جو امامنا کے سامنے کیا گیا ہے۔جو شخص امام کے عہد کو توڑتا ہے وہ خدا کے عہد کو توڑتا ہے۔اور جو شخص خدا کے عہد کو توڑتا ہے کون ہے۔برادر کو چاہیئے کہ اپنے عہد پر ثابت رہ کر خلق کی رہنمائی کریں اور رخصتی کام سے توبہ کریں۔''

یہی وہ عالیت کے اصول تھے جو ہمارے دائروں میں مروج تھے اور اسی سے متاثر ہو کر ابوالکلام کو لکھنا پڑا کہ ملائے اعلیٰ کے مقدس فرشتے تھے جو خدا نے زمین کی تطہیر کے لئے انسانی ہیکل میں روانہ کئے۔

کچھ عرصہ قبل الجمعیۃ پریس دہلی نے خلیق احمد نظامی کی ایک کتاب سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات کے نام سے شائع کی تھی اس میں ایک میاں طٰہٰ کے نام سے لکھا گیا ہے:

میاں طٰہٰ اس عہد کے متجر عالموں میں سے تھے۔کوئی ہنر اور کوئی علم ایسا نہ تھا کہ جس میں ان کو کامل دستگاہ حاصل نہو۔خطاطی،نقاشی،علم مقراض،علم موسیقی ہر فن میں کمال رکھتے تھے۔سلطان سکندر لودھی ان کی بڑی قدر کرتا تھا۔

''ہزار آدمی بہ یک ذات میاں طٰهٰ است'' اور ان میاں طٰہٰ کے تعلق سے خاتم سلیمانی میں آیا ہے کہ آپ میاں الہداد حمید کے شاگرد تھے۔صاحبِ شواہد الولایت نے میاں الہداد کی ان تصنیفات کا باب نہم میں ذکر کیا ہے۔(۱) دیوان غیر منقوط (۲) رسالہ بار امانت (۳) رسالہ در ثبوت مہدیت اور اٹھائیس ویں باب کی آخری سے پہلی سطر میں لکھتے ہیں۔

آخر کار جب اس ذات پیغمبر صفات (اشارہ میراں مہدی موعودؑ کی طرف ہے) کا جسدِ مبارک قبر میں اتارا گیا تو دفن کے بعد میاں الہداد حمید نے بارہ مرثئے صنائع لفظی و معنوی سے مرصع خاتم الولایت محمدیہ کے سانحہ ارتحال پر لکھے ہیں۔ان میں سے پانچ مرثئے کتاب مذکور کے صفحات ۳۲۳ تا ۳۲۸ پر درج ہیں۔صاحب مطلع الولایت نے بھی صفحات ۱۱۴ تا ۱۱۶ پر پانچ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

مرثئے درج کئے ہیں۔ پھر شواہد الولایت میں کوئی ۱۵ قطعات وہ بھی ملتے ہیں جن سے حضور مہدی علیہ السلام کی رحلت کے بارہ میں تاریخ دن ماہ اور سال برآمد ہوتے ہیں جن میں سے ایک حسب ذیل ہے۔

تاریخ رحلتش زخراساں شمار کن
لیکن دو سال بودن او اختصار کن

کہتے ہیں حضور کا سن وصال لفظ خراسان سے شمار کر لیکن دو سال اس میں کم کر دے۔ بہ حساب ابجد خراسان کے اعداد ۶۰۰+۲۰۰+۱+۶۰+۱+۵۰=۹۱۲

پھر اس میں دو عدد کم کر دیں تو ۹۱۰ حاصل ہوتا ہے جو حضور ولایت مآب کا سن رحلت ہے۔ اس طرح ایک اور شعر ہے۔

چون عشق حق به دور او شددر جهاں اتم
تاریخ شد زسال وفا تش که عشق تم

یہاں لفظ عشق تم سے حضورؑ کا سن رحلت برآمد ہوتا ہے۔ آپ کا مجموعہ کلام جو کلام الہداد سے موسوم ہے وہ اہلِ فن و واقفان رموز شعر کے لئے سرمہ بصیرت ہے۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس پورے دیوان میں کہیں بھی کسی شعر میں کوئی حرف ایسا استعمال نہیں کیا گیا ہے جس میں نقطہ استعمال ہوتا ہے۔ حیات پاک اور مقدمہ سراج الابصار کے مولفین دونوں نے اس سلسلہ میں وہ شعر درج کیا ہے جو میاں الہداد نے حضور مہدیؑ سفر حج کے موقع پر لکھا تھا ملاحظہ فرمائیے۔

الحمد الصمد کہ امام اولی الام
اھلاً وسھلاً آمدہ امسال در حرم

یہاں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ چھوٹی سی اضافت کے ساتھ استعمال ہوتو نقطہ نہیں لگایا جاتا لیکن یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ ہماری کتابوں میں کہیں بھی اس بزرگ شخصیت کے پردہ فرمالینے کی تاریخ وسن نہیں ملتا۔ البتہ تقویم مہدویہ میں ۶/ ربیع الثانی آپ کا عرس واقع ہونا درج ہوتا آ رہا ہے۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں سید سلام اللہؓ

تاریخ سلیمانی کے گلشن چہارم، چمن سوم کے صفحہ ذکر والا دستگاہ میاں سید سلام اللہ میں ملک سلیمان نے لکھا ہے وہ لکھتے ہیں۔

" ذکر زنان وفرزندان میاں سلام اللہ در موالید ونقلیات نہ دیدہ ویسمع ہم نہ رسیدہ"

یعنی میاں سید سلام اللہ کے اہل خانہ اور فرزندوں کے حالات نہ کسی تذکرے میں نہ کسی نقلیات کی کتاب میں دیکھے گئے اور نہ ہی ہمارے سننے میں آئے۔

یہاں یہ بات نہ بھولنی چاہئے کہ میاں سید سلام اللہ ان معدودہ چند افراد میں ہیں جو امام علیہ السلام کے ۲۳ سالہ سفر ہجرت میں جونپور سے لے کر فراہ مبارک تک ایک لمحہ کے لئے جدا نہیں ہوئے ہیں نیز یہ بات بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ آپ پر میراں علیہ السلام کا حد درجہ لطف وعنایت رہا ہے۔ بیشتر مواقع پر آپ پورے ادب واحترام کے ساتھ جراءت وبے باکی کے ساتھ اپنی طرف سے یا صحابہ کی طرف سے مسائل ومشکلات اور حل طلب امور حضور کے سامنے پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ الغرض ایک ایسے جلیل القدر صاحب عزم وہمت، راسخ الاعتقاد مبشر ومنظورِ نظر کے ذکر وحالات سے قومی کتابوں کا خالی رہنا افسوس ناک حد تک قابل تعجب وحیرت ہے۔ خیر اس کو چھوڑیئے اور آگے بڑھیئے۔

سیدنا علیہ السلام کے دادا میاں سید عثمان تھے جنہیں اللہ نے دو فرزند میاں سید جلال الدین اور میاں سید عبداللہ دئے تھے۔ بڑے فرزند میاں سید جلال الدین کے تین فرزند ہوئے۔ ان کے نام ہیں (۱) میاں سید سلام اللہ (۲) میاں سید کریم اللہ (۳) میاں سید غنی اللہ۔ بعض روایتوں میں تیسرے فرزند میاں سید غنی اللہ کا نام میاں سید عبدالغنی بھی بتایا گیا ہے۔ نیز بتایا جاتا ہے میاں سید جلال کی دولڑکیاں بی بی راستی اور بی بی الہدادی بھی تھیں۔ میاں سید جلال الدین کی ان دونوں بیٹیوں کے عقدِ نکاح چھوٹے بھائی میاں سید عبداللہ کے دونوں صاحبزادوں میاں سید احمد اور میاں سید محمد سے ہوئے۔ یہی میاں سید محمد نے آگے چل کر بحکم خدائے تعالیٰ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور بقول ابوالحسن علی ندوی اور دیگر مورخین ومشاہیر، خلقت کی خلقت نے آپ کی تصدیق کی اور بیعت اختیار کی۔ اس اعتبار سے ہمارے آج کے ممدوح میاں سید سلام اللہ میراں مہدی علیہ السلام کے نہ صرف عم زاد بھائی بلکہ برادر نسبتی بھی ہوتے ہیں۔ مورخین نے لکھا ہے ۸۸۷ھ میں جب امام عالی مقام حج بیت

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اللہ کے ارادہ سے ہجرت پر جونپور سے روانہ ہوئے تو ۷۱افراد کے قافلہ میں میاں سید سلام اللہ معہ اپنے دونوں بھائیوں کے اس طویل سفر میں ساتھ ہو گئے تھے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جب اللہ والوں کا قافلہ اپنی پہلی منزل داناپور پر قیام کیا تو ایک درویش صفت بزرگ نے میاں سید سلام اللہ سے راستہ میں ملاقات کر کے پوچھا کہ آیا قرب وجوار میں ان کو (یعنی میاں سلام اللہ) کسی ایسے بزرگ کا علم ہے جو سلوک و معرفت کے بحرِ بے کنار کا غواص ہے۔ کیونکہ وہ درویش تین کوس (یعنی چھ میل) کے فاصلہ سے ایک نامعلوم خوشبو کو سونگھ نکل کھڑے ہوئے ہیں کہ ہو نہ ہو کسی خدا رسیدہ بزرگ اور امام مہدی کے سواء دوسرے کی نہیں ہو سکتی۔ جب میاں سلام اللہ نے میراں علیہ السلام کے احوال سنائے تو وہ بے اختیار ہو کر امام کی خدمت میں حاضری دیتے اور بیعت کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

جب یہ قافلہ چاپانیر میں پڑاؤ ڈالتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہاں امامنا کا ایک دانت شہید ہو کر گر جاتا ہے۔ بی بی الہدادی اس کو بطورِ تبرک محفوظ کر لیتی ہیں۔ میاں سلام اللہ بہن سے اصرار کرتے ہیں وہ دانت بھائی بہن کے اصرار و انکار کا جب امامنا کو علم ہوتا ہے کہ بلاوجہ تم دونوں اس چیز کے لئے جھگڑ رہے ہو جو رہنے والی نہیں ہے۔ چند روز بعد جب بی بی نے اس ڈبیہ کو کھولا جس میں انہوں نے دانت محفوظ کیا تھا تو دیکھ کر تعجب میں پڑ گئیں تمام احتیاطی تدابیر کے اختیار کئے جانے کے باوجود امام عالی مقام کی بات سچ ہو کر رہی اور دانت غائب تھا۔

اسی قیام چاپانیر کے دوران بی بی الہدادی اللہ کو پیاری ہوتی ہیں۔ آپ کے بستر پر سونے کا تنکہ ملتا ہے جس پر حضور مہدی علیہ السلام بی بی کی پیشانی پر داغ لگانے کا حکم دیتے ہیں۔ میاں سلام اللہ کو جب اس واقعہ کا علم ہوتا ہے تو وہ دوڑ کر حضور کے پاس حاضر ہوتے اور عرض کرتے ہیں کہ سونے کا جو تنکہ بی بی کے بستر پر پایا گیا وہ بی بی فاطمہ کی ملکیت ہے تو امامنا فرماتے ہیں کہ بندہ جانتا تھا کہ بی بی متوکل تھیں ان کے پاس سوائے خدائے تعالیٰ کی ذات کے کچھ نہ تھا۔

چاپانیر کے بعد جب اللہ والوں کا یہ قافلہ مانڈو میں رونق افروز ہوتا ہے تو یہاں میاں سلام اللہ کا ذکر دو مواقع پر ملتا ہے۔

پہلا واقعہ تو یہ ہے کہ جب مانڈو کے حکمراں سلطان غیاث الدین اپنی شخصی مجبوریوں کو پیش کر کے تحقیق دعوی کے لئے دو سفراء کو روانہ کرنے کا ملتجی ہوتا ہے اس موقع پر حضرت مہدیؑ میاں ابوبکر اور میاں سلام اللہ کو سفیر بنا کر بھیجتے ہیں۔ اور ان سفراء سے احوال سن کر سلطان تصدیق کی دولت سے مشرف ہوتا ہے۔ اس واقعہ کے بعد سلطان میراں علیہ السلام کے حضور زرِ خطیر بطور نذر بھجواتا ہے جسے امام فقراء، مساکین اور سائلین میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ اسی میں ایک مروارید کی تسبیح کا ہونا بھی بیان کیا جاتا ہے جو اک دف بجانے والے کے حصہ میں آتی ہے۔ میاں سلام اللہ عرض کرتے ہیں میراں جی یہ تسبیح تو لا قیمت ہے تو میراں علیہ السلام کا ارشاد ہوتا ہے ''اللہ تعالیٰ تو ساری دنیا کی دولت کو متاع قلیل کہہ رہا ہے پھر تم اس ایک تسبیح کو لا قیمت کیسے کہتے ہیں''

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

جب تمام زر وجواہر تقسیم ہوگئے ہیں تو میاں سلام اللہ عرض کرتے ہیں ''بندہ سے ایک خطاء سرزد ہوگئی'' پوچھا گیا کیا غلطی ہوگئی؟'' عرض کرتے ہیں دائرہ کے فقراء کے لئے ایک قنطار (تھیلی) بچار کھا ہوں'' فرمایا'' دائرہ میں سویت کردو''

اس دولت کی تقسیم کے بعد جب امام نماز عصر کے لئے برآمد ہوئے تو نماز باجماعت میں صرف چند صحابہ کو دیکھ کر دریافت کیا کہ دوسرے سب کہاں ہیں۔عرض کیا گیا کہ خرید وفروخت کے لئے بازار گئے ہیں تو فرمایا جب تھوڑی سی دنیا ملنے پر یہ حال ہے کہ نماز باجماعت اور بندہ کی صحبت سے غافل ہوگئے زیادہ ہوتی تو نہ جانے کیا ہوتا۔

ایسا ہی ایک واقعہ وہ بھی ہے جب ملک گوہر اپنے پاس موجود کیمیاء پیش کرتے ہیں جسے ویران کنویں میں پھنکوادیا جاتا ہے اور میاں سلام اللہ اس میں سے ایک چٹکی لے کر آزماتے ہیں اور جب آزمائش کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہے تو تمام سونے کو تقسیم کروادیا جاتا ہے۔

سفر ہجرت کے دوران میراں سید محمود کچھ عرصہ کے لئے چاپانیر ہی میں مقیم رہے ہیں جب موعود برحق سندھ کے سفر میں تھے تو ایک موقع پر امام علیہ السلام کیا دیکھتے ہیں کہ میاں سید سلام اللہ کچھ لکھنے بیٹھے ہیں۔حضور دریافت کرتے ہیں'' کیا ہورہا ہے'' عرض کرتے ہیں'' بندہ میراں سید محمود کو خط لکھ رہا ہے'' پوچھا کیا لکھا ہے عرض کیا'' یہاں اہل دائرہ بہرۂ ولایت سے فیض یاب ہورہے ہیں تم فرزندِ دل بند ہوتے ہوئے فیضِ ولایت محمدی سے دور ہو۔ یہ بات کس طرح مناسب نہیں فوراً چلے آؤ'' مہدی موعودؑ فرماتے ہیں'' یہ خط پھاڑ دو اور یوں لکھو۔'' سید محمد چاپانیر میں ہیں اور میراں محمود ٹھٹھہ میں ہیں۔ظاہری دوری کوئی اہمیت نہیں رکھتی کوئی فکر مت رکھ جہاں میں ہوں وہاں تم ہو جہاں تم ہو وہاں میں ہوں ہم تجھ سے دور نہیں'' صاحب مطلع الولایت کہتے ہیں کہ جب میاں سید سلام اللہ اپنا خط گوش گذار کیا تو کراہیت کے ساتھ فرمایا کہ ایسا نہیں لکھنا چاہئے تھا۔

ان روایتوں سے قاری اندازہ کرسکتا ہے کہ میاں سید سلام اللہ کو بارگاہ ولایت مآب میں کس درجہ رسوخ حاصل تھا اور امام علیہ السلام کس قدر شفقت، محبت اور لطف وعنایت میاں سلام اللہ کے ساتھ روا رکھتے تھے۔روایتوں کے بحرِ ذخار میں یہ بھی ایک روایت ملتی ہے کہ میاں سلام اللہ اکثر و بیشتر امامنًا کو وضو کرایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ وضو کرانے کے دوران ارشاد فرمایا **الخادم المحروم** خادم محروم ہوتا ہے یہ سن کر میاں سلام اللہ بے حد آزردہ ہوئے جب امام علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ میاں سلام اللہ بے حد آزردہ ہیں اور رورہے ہیں تو حضور نے انہیں طلب کیا اور فرمایا'' **شمارا از دو زخ نجات است**'' حضور کی زبان مبارک سے یہ گوہر افشانی سن کر آپ کی دل شکنی جاتی رہی اور خوشی ومسرت سے چہرہ تمتمانے لگا۔

ثانی مہدیؓ کے دور کا یہ واقعہ بھی یادرکھنے کے قابل ہے کہ جب میاں سلام اللہ سے ایک رخصتی فعل سرزد ہوا تو حضرت ثانی مہدیؓ نے اظہار خفگی فرمایا۔گو آپ یعنی میراں سید محمود بھانجہ تھے اور میاں سید سلام اللہ ماموں تھے لیکن دائرہ کے ضابطہ اور

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اصول کے پیش نظر آپ نے کوئی رعایت نہیں کی اور اس پر میاں سید سلام اللہ کا عمل ملاحظہ ہو کہ آپ نے غلطی کو محسوس کر کے بھانجہ سے معذرت خواہ ہوتے ہیں۔ پھر امام عالی مقام کے نومولود فرزند میاں سید اجمل کا سانحۂ ارتحال واقع ہوتا ہے اس سانحہ سے میاں سید محمود کا دل گیر ہونا عینِ فطرت کے مطابق ہے اس پورے واقعہ کی تفصیل سمع ہمایونی تک پہنچانے کا اعزاز بھی میاں سید سلام اللہ ہی کو حاصل ہوتا ہے جس کے بعد ہی ختمی مرتبت مہدی موعودؑ میاں سید محمود کے حجرہ پر جا کر انہیں صبر وشکر وتسلیم ورضا کا درس دیتے ہیں اس ایک واقعہ سے تینوں اصحاب عالیہ امام موعودؑ ثانی مہدیؓ اور میاں سید سلام اللہ کے دلی احساسات کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔ ایک طرف نومولود فرزند ہے دوسری طرف چھوٹا بھائی ہے تو تیسری طرف ایک بھانجہ کی موت پر دوسرے بھانجہ کا غم والم، رنج واندوہ، گریہ وزاری ان سب کو تصور میں لائیں تو واقعہ کی گیرائی اور گہرائی دل دہلا دینے کے لئے کافی ہے۔ مگر قربان جایئے ان ذوات قدسیہ کے جن کے اسوۂ حسنہ سے اخلاق وکردار میں بالیدگی اور تراوٹ کی لہریں موج در موج اٹھتی نظر آتی ہیں۔

میاں سید سلام اللہ کی وفات ۲۰/ ربیع الاول کو واقع ہونے کا بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے اور یہ بھی مذکور ہوا ہے کہ آپ روضۂ ثانی مہدیؓ میں مدفون ہیں لیکن یہ کہ آپ کس سن میں اور کس عمر میں رحلت ہوئی اس پر تاریخ روشنی ڈالنے سے قاصر ہے۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت میراں سید ابراہیمؓ
فرزند مہدی موعودؑ

بندگی شاہ برہان نے اپنی کتاب شواہد الولایت کے ۳۴ ویں باب کو حضور مہدی علیہ السلام کی ازواج مطہرات اوران کے فرزندوں کے احوال سے زینت دی ہے وہ لکھتے ہیں کہ آپ کی تیسری زوجہ ام المصدقین بی بی بونجیؓ ہیں۔ سوانح المہدی الموعود کے مصنف حضرت سید حسین صاحب محمودی نے سفر ہجرت کے سلسلہ میں سندھ کے علاقہ میں واقع شہر نصر پور کے واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہاں ایک دن بی بیوں نے اماماً سے بیان قرآن سننے کے شوق کا اظہار کیا تو بعد نماز جمعہ امام نے مستورات کے لئے بیان قرآن فرمایا۔ اس مجلس وعظ میں بی بی بونجی بھی موجود تھیں۔ جب بیان ختم ہوا تو بی بی نے اٹھ کر حضرت سے عرض کیا اے خدا کے سچے خلیفہ اے امام آخرالزماں آپ پر میرے ماں باپ قربان یہ خادمہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی اولاد میں ہونے کا شرف رکھتی ہے مگر میری دلی آرزو ہے کہ حشر کے دن میرا شمار خاتم ولایت محمدی کی کنیزوں میں ہو۔ روایت میں آیا ہے کہ جب امام علیہ السلام کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ بی بی بے سہارا بھی ہیں اس پر حضور نے بی بی کی درخواست کو قبول فرمایا اور قاضی حبیب اللہ اور میاں لاڑ مہاجر دونوں صاحبوں کی گواہی پر بی بی کو زوجیت میں شامل کیا۔ بی بی سے ایک فرزند میاں سید ابراہیم ہوئے۔ ان ہی سے عباد اللہ الصالحین کی یہ قسط آراستہ کی جارہی ہے۔

مورخ ملک سلیمان اپنی تصنیف خاتم سلیمانی کے ریاض اول کے گلشن پنجم چمن دوم کو حضرت مہدی موعودؑ کے فرزندوں میراں سید حمید، میراں سید ابراہیم اور میاں سید علی کے ساتھ دختران بی بی خونزا بڈھن، بی بی ہدنجی اور بی بی خونزا فاطمہ کے ذکر سے آراستہ کیا ہے۔

ملک سلیمان نے لکھا ہے کہ سیدنا علیہ السلام کی رحلت کے وقت ام المصدقین بی بی بون جی کو پانچ ماہ کا حمل تھا اس اعتبار سے میراں سید ابراہیم کی ولادت ربیع الاول ۹۱۱ھ م اگسٹ ۱۵۰۴ء قرار پاتی ہے۔ دیگر اصحاب عالی مقام کے ساتھ بی بی اور نومولود ایک سال تک فراہ مبارک میں ہی مقیم رہے تا آنکہ امام الکائنات کی روح پرفتوح سے جمیع صحابائے کرام کو اس امر کا علم ہوا کہ بہت قریب میں فراہ اور قندھار کا علاقہ قہر خداوندی کا شکار ہونے والا ہے۔ جس پر میراں سید محمود اور دوسرے تمام صحابائے گرامی قدر افغانستان کے علاقہ قندہار سے ترکِ وطن کر کے گجرات کی سرزمین کو جسے حضور مہدی علیہ السلام نے معدن عشق

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

(عشق کی کان) قرار دیا تھا اپنے قدموں سے نہال کیا۔ جیسا کہ سب ہی جانتے ہیں کہ میراں سید محمود نے فراہ مبارک سے واپس آ کر بھیلوٹ کو اپنا پہلا دائرہ ہونے کا شرف بخشا تھا تو یہیں بی بی بون اپنے لختِ جگر نورِ نظر میراں سید ابراہیم کے ساتھ دوسرے قافلہ کے ہمراہ بھیلوٹ شریف تشریف لا کر قیام فرمایا۔ اور میراں سید ابراہیم اپنے ایام طفولیت اور بچپن میں سیادت مآب آقائے ولی نعمت میراں سید محمود ثانی مہدیؑ سے اکتسابِ فیض فرماتے رہے اور ۹۱۸ھ یا بعض روایتوں کے مطابق ۹۱۹ھ میں ثانی مہدی کا وصال ہوا تو میراں سید ابراہیم جنہوں نے اس وقت تک عمر کی دس یا گیارہ بہاریں دیکھ چکے تھے۔ اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ نین پورہ احمد آباد آ کر یہیں اقامت فرمائی اور یہیں نین پورہ میں قیام کے دوران بی بی بون جی نے گلشنِ ولایت کے نونہال کو مسندِ ارشاد بٹھا دیا جبکہ اس کم عمر ہونہار کو نہ تو کسی مہاجر مہدی یا اصحاب مہدی علیہ السلام کی صحبت حاصل تھی اور نہ ہی وہ احکام ولایت سے کماحقہ واقفیت اور مسائل سلوک و معرفت کے راز درونِ سینہ سے آگہی حاصل کی تھی پھر چند طالبانِ خدا بھی باغ ولایت کے اس غنچہ کے اطراف جمع ہو گئے۔ جب اس واقعہ کی اطلاع شدہ شدہ بندگی میاں شاہ خوندمیر صدیق ولایتؓ کو ملی تو آپ نے ام المصدقین کی خدمت میں یہ عرضداشت روانہ کی۔

" بی بی بونجی را معلوم باد که شهزاده میراں سید ابراهیم را از روشن دین مهدی علیه السلام بنما ئید وصحبت از یکے مهاجران بکنا نیدواگر نه پیشتر فتنه قائم شود"

ترجمہ: بی بی بونجی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ شہزادہ میاں سید ابراہیم کو دین مہدی علیہ السلام کی روش اپنائیں اور بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کا اس تحریر سے مقصود یہ بتانا تھا کہ میراں سید ابراہیم پسر امام کے اس عمل سے سالکانِ سست و بے ہمت کے لئے ایک سند' ایک مثال قائم قائم ہوجائے گی نیز اس امر کا بھی قوی امکان ہے کہ اس کی آڑ میں بعض افراد کہیں مرشد کی صحبت سے جو گروہ مہدی موعود علیہ الصلوات وتحیۃ میں بدرجہ فرض کے ہے باز رہنے لگیں گے جو بجائے خود ایک گمراہی ہے اسی لئے کہتے ہیں کہ میر کارواں کے لئے جہاں اور بہت ساری خصوصیات درکار ہیں وہیں ایک " نگہہ بلند" بھی درکار ہے۔ تاکہ وہ حال کے چھوٹے چھوٹے اور معمولی بظاہر غیر اہم واقعات سے مستقبل میں پیدا ہونے والے مضمرات' خدشات اور اثرات کا احاطہ کرتے ہوئے اپنے ادراک سے برسر موقع اس کے تدارک کے سامان بھی کرے۔ اسی پس منظر میں سراج منیر بندگی میاں سید خوندمیر نے ام المصدقین بی بی بونجی کو مذکورہ بالا تحریر روانہ فرمائی اور اس کے بعد ہی ملک سلیمان نے تاریخ سلیمانی میں ان الفاظ کو بھی جگہ دی ہے۔

" بعده بی بی بونجی میراں سید ابراهیم را در صحبتِ صدیق فرستادند"

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

یعنی بعدازاں بی بی بونجی نے میراں سید ابراہیم کو بندگی میاں کی صحبت میں روانہ کیا آگے چل کر ملک سلیمان لکھتے ہیں۔

" نقل است که میراں سید حمید ومیراں سید ابراهیم هردو تلقین امیر کبیر وزیر مهدی بندگی میاں سید خوندمیر اند"

یعنی نقل ہے کہ میراں سید حمید اور میراں سید ابراہیم ہر دو صاحبانِ امیر کبیر بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ سے تلقین ہوئے ہیں۔

روایت میں آیا ہے کہ جب بندگی میراں سید ابراہیم سن بلوغ کو پہنچے تو صدیق ولایتؓ نے آپ کی نسبت اعتماد خاں ساکن ڈونگر پور کی دختر سے طئے کی اعتماد خاں کے تعلق سے راوی بتاتے ہیں کہ وہ شاہ گجرات کے مقربین اور امراء سے تھے نکاح کے موقع پر جیسا کہ عام دستور زمانہ چلا آرہا ہے طاعم ولیمہ کا بہت بڑے پیانہ پر اہتمام کیا گیا تھا۔ جس میں نہ صرف جمیع مصدقین مدعور ہے بلکہ بے شمار غیر مصدقین بھی مدعو رہے۔ روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ بعض اصحاب نے دیگر افراد کے مدعو کئے جانے کی غایت پر معترض ہوئے تو بندگی میاں نے ارشاد فرمایا۔

" ادر این هم مقصودازاظهار نام مهدی علیه السلام است"

یعنی اس کارخیر میں ہمارا مقصد و منشاء حضور مہدی علیہ السلام کے نام نامی اسم گرامی کی تشہیر ہے۔

بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ اس کارخیر کے موقع پر شہر احمد آباد میں بڑا اژدھام (ہجوم) ہوا اور بڑے پیانہ پر طعامِ عام اور مختلف اقسام کے پخت کا اہتمام رہا۔ روایت کے الفاظ میں **"غلو اژدهام کردند"** ساتھ ہی لکھا ہے

"طعام بسیار به اقسام' متنوعه مهیا کردند"

ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ شاہزادگانِ ولایت سے جیسا کہ عمل چلا آرہا ہے جب وہ بندگی میاں کی صحبت اختیار کئے تو ان سے حسب ضرورت و موقع خدمات لیا کرتے تھے۔ ایک موقع پر جب آپ تشریف فرما تھے میراں سید حمید نے تمازتِ آفتاب کا خیال کرتے ہوئے بندگی میاں کے سر پر چادر تان دی۔ اس وقت میراں سید ابراہیم بندگی میاں کے لئے مسواک اور پانی کا انتظام کر رہے تھے کہ خلیفہ سوم بندگی میاں شاہ نعمتؓ مقراض بدعت تشریف لائے اور شہزادوں کو اس قدر خدمت میں منہمک پا کر بندگی میاں سے ارشاد فرمایا'' بھائی سید خوندمیر فرزندانِ مہدی مخدوم ہیں نہ کہ خادم'' جواب میں صدیق ولایت کا ارشاد ہوتا ہے'' **اے میاں نعمت الشان عاقلانند ومیراث بدرالشان نزدیک من آمده است می خواهند که از فن آن راهگیر ندپس دید نه که بجزا یی طریق آن بدست نیائیدبدان سبب خدمت من می کنند کے حصه خود**

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ومیراث پدر خود بستانند“

ترجمہ: (اے میاں نعمت یہ لوگ عقل مند ہیں ان کے پدر کی میراث میرے پاس ہے چاہتے ہیں کہ وہ مجھ سے حاصل کریں پس انہوں نے دیکھا کہ اس طریقہ کے بغیر وہ ہاتھ نہیں آتی اسی سبب میری خدمت کرتے ہیں تا کہ اپنا حصہ اور اپنے پدر کی میراث حاصل کریں)

روایت میں آیا ہے کہ بندگی میاں کی شہادت کے موقع پر میراں سید ابراہیم اپنے سسرال میں تھے اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ آپ کا عقدِ مسعود اعتماد خاں جاگیردار ڈونگر پور کی دختر نیک اختر سے ہوا تھا اسی لئے وہ ان دنوں ساہتورہ میں موضع ڈونگر پور میں تھے کچھ عرصہ قیام کے بعد جب احمدآباد تشریف لائے اس واقعہ کی اطلاع پا کر از حد رنج وافسوس کرتے رہے کہ وہ اس میں شریک نہ ہوسکے اور عمر بھر آپ کو اس کا قلق رہا اور بے وقت اظہارِ رنج واندوہ کا اظہار ہوتا تھا۔

یہ ہماری بدبختی ہے کہ ہماری تاریخ آپ کے سن وتاریخ وصال اور عمر کے بیان سے خالی ہے۔ ہاں مگر تاریخ سلیمانی میں یہ ضرور ملتا ہے کہ آنخضرت درقصبہ ڈونگر پور درسرحد مالوہ آسودہ اند (آنخضرت مالوہ کی سرحد پر واقع قصبہ ڈونگر پور میں آسودہ ہیں) راوی نے آگے چل کر لکھا ہے کہ میراں سید ابراہیم کو کوئی اولاد نرینہ نہیں تھی البتہ آپ کو ایک لڑکی تھی جس کا نام راجے فاطمہ تھا اور یہ دختر بھی بچپن ہی میں اللہ کو پیاری ہوگئیں۔ رہے نام اللہ کا

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؓ

"نقل است کے در دائرہ بندگی شاہ نظام موازی بیست وھفت(۲۷) کسان حافظ قرآن بودند.از آن جھت سی تراویح مداومت رمضان میکنند ومیگزارند" (دیکھو چمن دوم گلشن ہشتم، تاریخ سلیمانی)

ترجمہ: برگزیدہ ملک العلام مبشر ومنظور امام علیہ السلام حافظ کلام شاہد رویت تمام بندگی میاں شاہ نظامؓ کے دائرہ معلیٰ میں ۲۷ اصحاب قرآن مجید کے حافظ تھے۔اوراسی وجہ سے ماہ رمضان میں ۳۰ تراویح کی مداومت تھی اور تیس تراویح ادا کئے جاتے تھے۔

اور پھر شاہ کے فرزند دلبند بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن کے احوال کا ذکر کرتے ہوئے تاریخ سلیمانی نے لکھا ہے کہ آن جناب حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ درعلم عربی وفارسی دستگاہ وسیع داشتند یعنی آپ کو علوم عربی وفارسی میں کافی وسیع دستگاہ حاصل تھی۔درج ہے مولود میراں علیہ السلام مربوط عبارت کے ساتھ تصنیف فرمایا ہے۔اور پھر آپ کے فرزند میاں عبدالمومن کے بارے میں درج ہے کہ آپ کا توکل وتقویٰ شہرہ آفاق تھا نیز یہ کہ وہ نہ صرف حافظ قرآن ہی تھے بلکہ صحیح البیان بھی تھے۔اس طرح ایک ہی سلسلہ میں تین پشت تک حفظ قرآن کی سعادت دارین سے سرفراز ہونا۔بجز تانہ بخشد خدائے بخشندہ کچھ کہنے لکھنے سے زبان اور قلم عاجز ہیں۔

ذخیرہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ۹۰۷ھ یا ۹۰۸ھ میں جس وقت کاروانِ مہدیت فرح مبارک (قندہار افغانستان) میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا۔شاہ نظامؓ کے مکان میں لڑکے کی پیدائش کی اطلاع جانفزاء حضور مہدی علیہ السلام کی خدمت میں سنائی گئی جس پر حضور بذات خود کا شانہ شاہ نظام سے سرفراز کیا اور نومولود کو اپنے سامنے طلب کیا اور زبان مبارک سے کلمات اذان واقامت نومولود کے کان میں دیئے اور پھر بچہ کا نام عبدالرحمٰن رکھا اس اعتبار سے بندگی شاہ عبدالرحمٰن کی پیدائش ۹۰۷ھ یا ۹۰۸ھ قرار پاتی ہے۔اور تاریخ سلیمانی میں شاہ کو مبشر اور منظورِ ولایت پناہ کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے روایتوں سے یہ بات بھی آشکار ہے کہ دائرہ مہدویہ میں خواہ فراہ میں ہو یا قندہار میں ٹھٹھہ میں ہو یا سندھ میں عسرت ودرویشی، فقر وفاقہ کوئی نئی اور ان ہونی بات نہ تھی۔صاحبانِ علم ونظر اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہیں کہ کاروانِ مہدویت جب جیسلمیر سے نکل کر براہ سندھ، ٹھٹھہ، خراسان اور فرح پہنچا تو سارا راستہ بڑی سخت اور کٹھن آزمائش کا گذرا یہاں تک کہ راستہ کے کانٹوں سے جہاں

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

پیروں میں چھالے اور آبلے پڑ گئے تھے وہیں صحابۂ کرام کے پیٹ اور جسم کی رنگت پھول' پتوں اور جنگل کے پانی کے استعمال سے زردی مائل ہو گئے تھے۔ایسی صورت حال میں ماؤں کی چھاتیوں کا خشک ہو جانا محلِ تعجب نہیں۔یہی حال میاں عبدالرحمٰن کی والدہ محترمہ کا تھا۔مورخ لکھتا ہے''**از سبب فقر وفاقه اسبابِ سیر نه بود**''یعنی فقر وفاقہ کے سبب ماں کی چھاتیوں میں دودھ نہ تھا۔جس کے باعث شاہ کی والدہ محترمہ شیر خوار بچہ کو حضور سیدنا علیہ السلام کے قدموں میں ڈال دیتی تھیں اور حضور ازراہ لطف ومحبت نونہال کے چھوٹے چھوٹے دہن (منہ) میں انگلی رکھ دیتے تھے۔اور ننھا بچہ اُسے چوسنے لگتا تھا اور اس سے اس کو سکون وراحت حاصل ہوتا تھا۔اسی طرح ننھے بچے کے شب وروز گذر رہے تھے۔ایک مرتبہ شاہ نظام نے حضور میں عرض کیا کہ ماں کا دودھ بچہ نہیں پی رہا ہے اور حضور کے قدموں کی برکت ہی پر اکتفا کرتا ہے میراں علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا'' **بھائی نظام عبدالرحمن شیر چوں نوشد نورے نوشد**'' بھائی نظام عبدالرحمٰن کس طرح دودھ پی سکتے ہیں وہ تو نور سے اپنی پیاس مٹا رہے ہیں اور اس لحاظ سے ملک سلیمان کا یہ کہنا ہے کہ **هر برکت وکرامات وعظمت که ازآں حضرت نظیور رسید از تاثیرآن نور بود**'' (یعنی آنحضرت (مراد شاہ عبدالرحمٰن) سے جو بھی برکات وکرامات بعد میں ظاہر ہوئے وہ اسی نور کی تاثیر سے تھے جو ایام شیر خواری میں میاں عبدالرحمٰن کے حصہ میں آیا) پر کوئی کلام نہیں۔اس موقع پر ملک سلیمان لکھتے ہیں کہ امام علیہ السلام حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن کے ساتھ غایت' محبت' مرحمت' وشفقت سے پیش آتے تھے اور اسی وجہ سے مہاجرین اور اصحاب نے میاں شاہ عبد الرحمٰن کو مہاجرین میں شمار کیا ہے۔اور سویت میں حصہ دار رکھا ہے آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ شاہ عبدالرحمٰن حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ عربی وفارسی پر کافی استعداد (عبور اور مہارت) رکھتے تھے جس کا اندازہ آپ کی مشہور تصنیف ''مولود' جو سیرت امام علیہ السلام پر پہلی کتاب ہے' کی عبارت دیکھنے سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے یہاں اس امر کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ مولود فارسی زبان میں ہے اس کا شمار ہماری مستند اور معتبر کتاب میں ہوتا ہے۔یہ اس دور میں لکھی گئی جب کہ بیشتر صحابائے مہدی بقید حیات تھے۔اس کا سن تصنیف تو قطعیت سے نہیں کہا جا سکتا لیکن کتاب کے خاتمہ پر جو عبارت درج ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ پانچوں خلفاء امام کے اس دنیا سے پردہ فرمالینے کے بعد یہ کتاب تحریر کی گئی۔اگرچہ کتاب کی ترتیب میں ابواب نہیں باندھے گئے لیکن بیان مربوط اور سلسلہ وار ہونے کے ناطے بعض اصحابِ سلف نے جیسا کہ مولوی عبدالکریم صاحب اسحاقی مرحوم نے اپنے ایک مضمون میں جو اکتوبر ۱۹۷۱ھ میں شائع ہوا ہے لکھا ہے کہ تالیف ایک گونہ الہامی نوعیت رکھتی ہے اور نقل در نقل ہوتے ہوئے صادقین کے ہاتھوں ہم تک پہنچی ہے۔حضرت سید دلاور عرف گورے میاں صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا اور یہ جمعیۃ مہدویہ (جو بعد میں ادارۂ اشاعت کتب سلف الصالحین سے موسوم ہو کر تادمِ تحریر سرگرم عمل

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ہے) کی جانب سے ۱۳۶۰ھ میں شائع ہو چکا ہے۔اور ۱۳۹۰ھ میں دوسری بار بھی شائع ہوا۔

تاریخ سلیمانی سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بندگی میاں شاہ نظام کا دائرہ جالور میں تھا وہیں بندگی ملک معروف بھی آپ ہی کے دائرہ میں مقیم تھے۔شاہ نظام نے ملک معروف سے مخاطب ہوکر فرمایا اس فقیر کی عین خوشی ہے کہ نور چشم خونزاجی کی نسبت میرے بیٹے میاں عبدالرحمٰن سے ہوجائے۔ملک معروف نے جواب میں فرمایا اس سے بہتر اور کیا بات ہوسکتی ہے اس کے بعد شاہ نے میاں عبدالرحمٰن کو طلب کیا اور فرمایا کہ حجرہ کے فلاں محراب میں صابن کی ٹکیہ رکھی ہے وہ لے کر جاؤ اور اپنے کپڑے دھوکر لالو کہ آج کی شب تمہارا کارخیر ہے۔اس وقت ملک معروف بھی اپنی لختِ جگر کی پوشاک حوالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''ان کو بھی دھولو'' دیکھا آپ نے دائرہ کی زندگی کس قدر سادگی اور زبوں حالی کی منہ بولتی تصویر پیش کرتی ہے۔نہ گھوڑا نہ جوڑا نہ مہندی و چوتھی کی رسم ہے نہ برات نکلتی ہے اور نوبت چھوائی ہوتی ہے۔ایک وہ شادی تھی ایک آج کی شادی کی تقریب۔ان دونوں میں جوزمین آسمان کا تفاوت ہے وہ ہر ایک کے لئے لمحۂ فکر فراہم کرتا ہے خیر ان باتوں کو چھوڑیئے آگے بڑھیں۔مورخ لکھتا ہے کہ اس رات جب کارخیر انجام پارہا تھا جماعت خانہ میں روشنی دیکھ کر دائرہ کے وہ فقراء جو اس سے لاعلم تھے اچھنبے میں پڑگئے اس کی وجہ یہ تھی کہ فقر و فاقہ کے سبب جماعت خانہ میں چندروز سے چراغ نہیں جلایا جارہا تھا جو لوگ اس واقعہ کا علم رکھتے تھے بتایا کہ آج میاں ملک معروف کی صاحبزادی خونزاجی کا عقد مسعود شاہ عبدالرحمٰن سے ہورہا ہے۔اور پھر بعد عقد دلہن جس پر تین دن کا فاقہ تھا اضطرار وملول حجرہ میاں عبدالرحمٰن میں پہنچادی جاتی ہے۔صبح کا سورج ابھی طلوع نہیں ہوا تھا کہ نوشاہ جنگل کی راہ لیتے ہیں تاکہ جنگل سے کچھ اسباب خورد ونش حاصل کریں اور واپس لوٹتے ہیں تو بغل میں ایک چھوٹی سی پوٹلی تھی جس میں راہ میں پڑے ہوئے گندم کے خوشے اور دانے تھے جو راہ میں پڑے ملے تھے جب شاہ نظام کی نظر اس پوٹلی پر پڑی تو پوچھا کہ بغل میں کیا چیز ہے۔عرض کیا یہ وہ چیز ہے جو کسی کی ملکیت نہیں ہے حکم ہوا انکا استعمال بھی ہمارے لئے روا نہیں۔جاؤ جہاں کی چیز وہیں ڈال آؤ۔میاں عبدالرحمٰن نے عروس کی کیفیت سے والد بزرگوار کو آگاہ کیا تو ارشاد ہوا خاتم ولایت محمدیہ کے عہد میں ان چیزوں کا استعمال بھی ممنوع ہے تم اپنے کام میں مشغول ہوجاؤ اللہ تعالیٰ اس وقت کو آسان کردے گا۔میاں عبدالرحمٰن نے حکم کی تعمیل کی اور یادالٰہی میں مشغول ہوگئے۔روایت بتاتی ہے کہ اس کے تھوڑی ہی دیر بعد حاکمِ گجرات کی بہنوں عصمت مآب بی بی راجے مرادی اور بی بی راجے سون کی طرف سے اجناس، روٹی، حلوے اور فواکہات (میوہ) اور دیگر اشیائے خوردنی فی سبیل اللہ وصول ہوئے۔شاہ نظام کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا اللہ جل شانہ نے دلہن کی رعایت سے یہ سب کچھ بھجوایا ہے۔اس پر دائرہ میں سویت ہوئی اور تمام نے سیر ہوکر کھایا۔

مورخین نے لکھا ہے کہ دائرہ بندگی شاہ نظام سے وابستہ خادموں میں چند امراء جیسے سید مصطفیٰ عرف غالب خاں و فتح خا

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ن بھی وابستہ تھے جب شاہ کے فرزند و جانشین خلیفہ اول کے کارخیر کی اطلاع ان کے علم میں آئی انہوں نے حسب استعداد راہ خدا میں سویت گذرانی جس میں چند کپڑوں کے جوڑے اور دیگر اشیائے خوردنی شامل تھے۔

صاحب تاریخ سلیمانی نے ایک روایت درج کی ہے جس میں حضرت خضر کی آپ سے ملاقات کا پتہ چلتا ہے۔مگر اس کی تفصیل درج نہیں ہے۔البتہ حضرت من صاحب میاں صاحب اہل چچونڈ کی تالیف موسوم بہ ''دریائے وحدت آشام'' کے صفحہ ۳۲ پر تحریر روایت میں اس طرح لکھا ہے کہ ایک بار جب شاہ میاں عبدالرحمٰن' میاں عبدالقادر اور میاں جمال الدین کے ہمراہ جارہے تھے ایک بوڑھا آدمی جس کا چہرہ اور پیشانی روشن تھی پیٹھ پر بھاری بوجھ لئے جاتا ہوا دکھائی دیا۔میاں عبدالرحمٰن نے شاہ سے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ہم اس بوڑھے کے بوجھ کو لے لیتے ہیں فرمایا کہ اگر تم اس بوجھ کو اٹھانے کی طاقت رکھتے ہو تو مدد کرو۔تب میاں عبدالرحمٰن اس بزرگ کے پاس پہنچے اور عرض کیا آپ اس بوجھ کو بندہ کے سر پر رکھ دیں۔بزرگ نے کہا آپ تکلیف نہ کریں لیکن میاں نے بہ اصرار اس بوجھ کو اپنی پیٹھ پر رکھ لیا لیکن چند قدم ہی چلے تھے کہ عاجز اور نڈھال ہوگئے تب بزرگ نے اپنا بوجھ لے لیا اور چلتے بنے اور کچھ ہی دیر میں غائب ہوگئے۔میاں عبدالرحمٰن شاہ کے پاس جا کر سارا ماجرا سنایا تو شاہ نے فرمایا۔اے میاں عبدالرحمٰن وہ بزرگ خواجہ خضر تھے۔

بندگی میاں عبدالرحمٰن کا وصال کس سن میں ہوا اس کا کہیں ذکر نہیں ملتا البتہ ملک سلیمان نے ۹/ ربیع الاول کو موضع انوندرہ میں آپ کے وصال کا ذکر کیا ہے۔انوندرہ کڑی ریلوے اسٹیشن سے جو ویسٹرن ریلوے پر واقع مہانہ جنکشن کی برانچ لائن پر واقع ہے۔ساڑھے چار میل یا تین کلومیٹر پر ہے۔انوندرہ بندگی شاہ نظام کے مرید ملک مجاہد عرف منجو جی کی جاگیر میں واقع تھا اور شاہ کے حین حیات میاں فرض اللہ اور میاں حبیب اللہ مہاجرین کے وصال پر ان کی تدفین عمل میں آئی تھی۔سفرنامہ گجرات مرتبہ مولوی سید محمود صاحب یداللّٰہی میں صفحہ ۱۲۵ پر جو نقشہ دیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے مشرق سے تیسری قبر ممدوح کی ہے جبکہ آپ کے مغرب میں والد بزرگوار شاہ نظامؒ اور مشرق میں فرزندِ ارجمند اور حافظ قرآن میاں عبدالمومن آسودہ ہیں۔ جن کا ذکر مضمون کے شروع میں آچکا ہے۔اللہ باقی۔باقی ہوس

☆☆☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت میراں سید علیؓ
پسر امام علیہ السلام

حضور میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ الصلوٰاۃ والسلام کی سیرت کے مطالعہ کے دوران آپ کے سامنے جہاں حضور کے صاحبزادوں میں میراں سید محمودؒ میراں سید اجملؒ میراں سید حمید اور میراں سید ابراہیم کے نام نامی اسم گرامی آئے ہیں وہیں ایک اور نام میراں سید علی کا بھی آتا ہے۔عباداللہ الصالحین کے اس سلسلہ میں اول الذکر فرزندانِ عالی مرتبت کے احوال آپ کی خدمت میں پیش ہو چکے ہیں آج کی یہ تحریر میراں سید علی کے حال واحوال سے عبارت پارہی ہیں۔

صاحب شواہدالولایت بندگی شاہ برہان صفحہ ۴۶۱ پر تحریر کرتے ہیں۔

''اماں بھان متی جو جیسلمیر کے راجہ کی دختر تھیں ان سے ایک فرزند ہوئے بندگی میاں سید علی جو گجرات میں آسودہ ہیں۔ لیکن اب اس زمانہ میں ان کی اولاد میں کوئی نہیں ہے''

اور پھر امام عالی مقام کے سفر ہجرت کے دوران ۲۳ ویں Stop over (یعنی وہ مقام جہاں آپ نے سفر ہجرت کو منقطع کرتے ہوئے کچھ مدت کے لئے قیام فرمایا) جیسلمیر کے واقعات میں دو باتوں کا ذکر ملتا ہے ان کی تفصیلات صفحہ ۱۸۹ تا ۱۹۱ کتاب مذکور میں جو ۱۳۷۹ھ میں جمعیت مہدویہ مشیر آباد کی جانب سے شائع ہو چکی ہے' مل جاتے ہیں۔البتہ مختصر طور پر یہاں یہ عرض کیا جاتا ہے کہ

(۱) جب کاروانِ مہدویہ بڑلی سے جالور ہوتے ہوئے جیسلمیر پہنچا تو وہاں قافلہ والوں کا ایک چوپایہ (جو گائے یا بیل) سفر کی صعوبت' چارہ کی قلت اور پیاس کی شدت کے باعث جان کنی کی حالت میں دیکھا گیا اس کی اطلاع فوری امام علیہ السلام کو دی گئی جس پر آپ نے جانور کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔صحابہ نے عرض کیا کہ یہاں کا راجہ ہندو ہے اور جانور کے ذبح کئے جانے سے صورت حال کے بگڑ جانے کا خدشہ ہے۔امام علیہ السلام نے شبہات اور وسوسوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے چوپایہ کو ذبح کرنے کی ہدایت کی جس پر بندگی میاں عبدالمجید صحابی نے اُسے ذبح کیا اور گوشت سویت کیا گیا۔ جب راجہ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو اس کا برافروختہ ہونا فطری عمل تھا اور ایسا ہی ہوا اس نے اپنی فوج کو دائرہ پر چڑھائی کا حکم دیا فوج کے کمانڈر نے دائرہ والوں کے لئے بے سروسامانی سے راجہ کو واقف کرایا تب راجہ کی حیرانی بڑھ گئی کہ وہ کیسے جری اور باہمت لوگ ہیں جو اس

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

عالم میں بھی گائے کو ذبح کرنے سے نہیں ہچکچائے۔ وہ بذات خود آتا ہے۔ امام علیہ السلام کے حضور حاضری دیتا ہے۔ بیانِ قرآن سنتا ہے اور حضور کی خدمت کرتا ہے۔

(۲) بعض کہتے ہیں کہ بندگی میاں سید علی کی والدہ اماں بھان متی اسی راجہ کی دختر تھیں جن کو مطیع ہونے کے بعد راجہ نے حضرت کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ امان بھان متی کی بزرگی کے واقعات بہت ہیں۔

اب یہاں میں آپ کی خصوصی توجہ کا طلب گار ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ ہماری قومی تاریخ کا یہ کتنا بڑا احزنیہ ہے کہ ہماری تاریخ کی کتابوں مولود میاں عبدالرحمٰن، بندگی میاں سید یوسف متوفی ۱۰۲۶ھ کی تالیف مطلع الولایت میں جہاں اوپر عرض کئے گئے پہلے واقعہ یعنی گائے کے ذبح کئے جانے کی تفصیل ملتی ہے وہیں امر دوم یعنی راجہ کا اپنی بیٹی کو حضور کی خدمت میں پیش کرنے کا کہیں حوالہ نہیں ہے۔ پھر جہاں اماں بھان متی کا ذکر آیا ہے وہاں تذکرۃ الصالحین اور تاریخ سلیمانی دونوں میں ایک یہ روایت بھی آئی ہے کہ جس وقت میراں سید علی رحم مادر ہی میں تھے اس وقت امامنا علیہ السلام حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اور بی بی مذکور حاملہ ہونے کے سبب اور سمندری سفر (جس میں وہ راحت اور آسانی جو آج سمندری جہازوں سے سفر کرنے والوں کو حاصل ہے اور جن سے وہ لطف اندوز ہو کر سفر کو آسان بنا رہے ہیں آج سے پانچ سو سال قبل کہاں میسر تھی) کو اختیار نہیں کیا اور ملک کوہکن میں مقیم ہو گئیں۔ اور وہیں میاں سید علی کی ولادت باسعادت عمل میں آئی'' حضور مہدی علیہ السلام نے ۹۰۱ھ میں حج بیت اللہ فرمایا جب کہ حضور کی جیسلمیر میں تشریف آوری ۹۰۵ء میں یا اس کے بعد میں ہوئی۔ اس موقع پر ۹۰۰ھ اور ۹۰۵ھ میں ربط کی تلاش میں قلم کار کا قلم رک جاتا ہے۔ اس مشکل کا حل مولوی سید محمود صاحب یداللّٰہی نے اپنے ایک مضمون میں جو ماہنامہ ''دائرہ'' بابتہ فبروری ۱۹۵۶ء میں پیش کیا تھا وہ قارئین کی نذر ہے۔

اس سلسلہ کی جملہ روایات اور مختلف و متضاد بیانات کی تنقید و تجزیہ سے جو نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ امامنا علیہ السلام کی حرم محترم بی بی الہدادی کا ذی الحجہ ۸۹۱ھ میں وصال ہو چکا تھا اور بی بی بھیکا حضرت بی بی الہدادی کی رحلت سے قبل ہی انتقال کر چکی تھیں۔ چنانچہ بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن کے بیان سے اس نظریہ کی تصدیق ہوتی ہے کہ بی بی الہدادی کی جدائی کے باعث حضرت مہدیؑ کا تمام خانگی کاروبار حضرت کی بڑی صاحبزادی بی بی بڑنجی کے ذمہ ہو گیا تھا جو آپ کی یعنی بی بی بڑنجی کے لئے دشوار تھا۔ اور تب بیدر میں قیام کے دوران آپ نے ایک عورت سے عقد کیا لیکن ان خاتون نے حضرت کے ہمراہ چلنے سے انکار کر دیا تو امام عالی مقام نے بندگی شاہ نظام کو اس ہدایت کے ساتھ بی بی کے پاس بھیجا کہ اگر وہ آنے رضامند ہوں تو بہتر ورنہ ان کا اختیار ان کے ہاتھ میں ہوگا۔ چنانچہ مذکورہ خاتون مطلقہ ہو کر علیحدہ ہو گئیں۔ اس روایت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ علاقہ کوہکن میں جن بی بی کے بطن سے میراں سید علی کی ولادت ہوئی وہ یقیناً بی بی بھان متی تھیں کہ جن سے بیدر میں امامنا نے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

عقد فرمایا تھا۔ بیدر سے نکل کر امامنا براہ بیجاپور ڈابھول بندرگاہ سے حج کے لئے روانہ ہوئے۔ قیاس کہتا ہے کہ امامنؓا نے جن خاتون کو ان کا اختیار انکے ہاتھ میں دیا وہ بیدر سے امامنؓا کے ہمراہ براہ بیجاپور ڈابھول تشریف لائیں اس دوران آپ حاملہ ہوگئیں اور جب ڈابھول میں سمندری سفر کا سامنا ہوا تو بی بی نے شاید یہ محسوس کیا ہو کہ بوجہ حمل یوں بھی طبیعت میں گرانی اور متلی کا زور رہتا ہے سمندر کے تموج کے باعث کہیں طبیعت کی کسلمندی' گرانی اور متلی کی کیفیت برداشت سے باہر ہوجائے سمندری سفر سے انکار کیا ہو۔ اور باوجود حضور مہدی علیہ السلام کی فہمائش آمادہ سفر نہ ہوسکیں۔ اور وہیں ڈابھول میں قیام کو ترجیح دی۔ مخفی مباد کہ ڈابھول مغربی ساحل پر اس زمانہ کی مشہور بندرگاہ رہی ہے۔ ڈابھول ہی میں میراں سید علی کی ولادت ہوئی۔ روایات سے ثابت ہے لیکن اس کا علم کسی کو نہیں تھا یوں بھی خط وکتابت و ترسیل پیام کا جو نظام آج رائج ہے وہ ان دنوں کہاں تھا؟ یہی وہ اسباب ہیں جن کی وجہ سے میراں سید علی کے تفصیلی حالات ہم کو نہیں ملتے۔

امام علیہ السلام کی رحلت کے بعد جب صحابائے کرام کی جماعتیں فراہ مبارک سے لوٹنا شروع ہوئیں تو سب سے پہلے بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ فراہ سے نکل کر ہندوستان آئے تو دین مہدی کی تبلیغی سرگرمیوں کی تجدید عمل میں آئی بالخصوص احمد نگر اور بیجاپور میں مہدویہ عقائد واعمال شہرت پانے لگے۔ احمد نگر اور بیجاپور کوکن کے نواحی علاقے ہیں اور میراں سید علی پر عنفوان شباب تھا ان کی پیدائش سے لے کر جوانی تک وہ مہدویہ عقائد' افکار اور اعمال سے ناواقف تھے۔ جب دعوت وتذکیر کے چرچے سنے تو اس طرف توجہ کی۔ روایت بتاتی ہے یہ وہ کہا کرتے تھے کہ ہم سید محمد کی اولاد ہیں اُدھر صدیق ولایتؓ نے بی بی کی کھوج وتلاش کو کسی لمحۂ نظر انداز نہیں کیا۔ واقعہ شہادت سے چار چھ سال پہلے جب شدہ شدہ یہ اطلاع ملی کہ بیجاپور کے نواح میں ایک نوجوان خود کو سید محمد کا فرزند کہتا ہے اور میاں نے چند برادران دائرہ کو بطور خاص کوکن بھیج کر میراں سید علی کو اپنے پاس بلوایا تب وہ آئے تو نہایت لطف وشفقت سے پیش آئے۔ خاطر مدارت کی۔ تشفی و دلاسا دیا۔ اوران کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دلائی۔ کسب معاش کے لئے چاپانیر روانہ کیا۔ میراں سید علی کے قیام چاپانیر کے دوران آپ نے ایک بار یہ بھی دیکھا کہ حکومت کے کارندے بندگی میاں شاہ نعمت کو کشاں کشاں کھینچ کر لے جارہے ہیں اور عوام ایک ہجوم کی شکل میں راستہ سے گذر رہے ہیں۔ آپ نے آگے بڑھ کر سرکاری کارندوں سے دریافت کیا کہ وہ کس جرم میں اس طرح لے جایا جارہا ہے؟ جواب ملا کہ دین مہدی کی تبلیغ واشاعت کرنے کی وجہ سے ان کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اور یہ نہ صرف مصدق مہدی ہیں بلکہ مہدی کے خلیفہ بھی ہیں۔ آپ نے سرکاری کارندوں سے پوچھا کہ اگر فرزند مہدی تمہارے ہاتھ آئے تو کیا تم ان کو چھوڑ دو گے؟ سرکاری کارندوں نے کہا ''بے شک اگر ہم کو فرزندِ مہدی مل جائے تو ہم ان کو رہا کردیں گے'' تب آپ نے فرمایا کہ بندہ فرزند ذات مہدی ہے۔ بندہ کو میاں نعمت کے بدلہ میں گرفتار کرلو اور لے چلو' چنانچہ ان لوگوں نے شاہ نعمت کو رہا کردیا اور آپ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کو گرفتار کرلیا اور قید کردیا گیا۔ یہ بات مہدویوں کے لئے ناقابل برداشت رہی اور وہ اس وقت اور موقع کے متلاشی تھے کہ کس طرح آپ کو رہائی دلائیں حسن اتفاق سے میاں پیر محمد مہدوی جن کے تعلق سے صاحب تاریخ سلیمانی نے مرد دانا وہوش وفراست کمال داشت یعنی دانائی فراست اور ہوشیاری میں ممتاز تھے کے الفاظ استعمال کئے ہیں بادشاہ کے معتمد علیہ اور مقرب ہوگئے تھے ایک موقع پر بادشاہ نے ان سے پوچھا'' **هر چه در خاطر آید طلب کن ادا سازیم**'' جو کچھ تمہاری خاطر (مزاج) میں آئے مانگو دیا جائے گا۔ روایت میں آیا ہے'' **میاں پیر محمد به بادشاه التماس کرده که پیرزاده من میاں‌سید علی در حبس شما است امید ان است که حکم خلاص شود۔** میاں پیر محمد نے بادشاہ سے التماس کی کہ میرے پیرزادہ میاں سید علی آپ کی قید میں ہیں ان کی رہائی کا حکم صادر ہو' بادشاہ نے فوری رہائی کا حکم دیا۔ ان ہی دنوں احمد آباد کے گورنر صدر خان کو جو مہدویوں سے دلی بغض وعداوت رکھتا تھا رہائی کا حکم ملا تو اس نے فوری طور پر میراں سید علی کو زندہ دروازہ میں چنوادیا اور اطلاع بھیج دی کہ میراں سید علی کی رحلت ہوچکی ہے۔

غرض حاصل گفتگو یہ ہے کہ ۲۰/ جمادی الثانی ۹۳۱ھ شہر احمد آباد کی فصیل میں جو ان دنوں زیر تعمیر تھی بھدر کے مقام پر یہ فرزند بعمر ۲۱ سال اپنے بزرگ باپ کے دین کی پرستاری میں عقیدت واحترام واستقامت کے ساتھ اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر کے رہتی دنیا تک زندہ جاوید ہوگیا۔ شہر احمد آباد میں بھدر کی دیوار کا یہ مقام آج بھی زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

مضمون کو منزلِ اختتام تک پہنچانے سے قبل اجازت دیجئے کہ ایک اور روایت بھی آپ کے سامنے رکھ دوں۔ راویوں نے لکھا ہے کہ جب بی بی نے حمل کی تکلیف کا اظہار کرتے ہوئے درپیش سفر کو جاری رکھنے میں اپنی مجبوری کا اظہار کیا تو کسی نے حمل گرادینے یا استقاطِ حمل کا بھی ذکر کیا اس موقع پر روایت بتاتی ہے کہ امام عالی مقامؑ نے ارشاد فرمایا'' نطفۂ مہدی ضائع نہیں جائے گا خون کے غسل سے پاک ہوگا'' امام کی پیشین گوئی ۳۰ سال بعد اس طرح پوری ہوئی کہ دیوار میں جب زندہ چنا جارہا تھا تو روئیں روئیں سے خون بہہ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت میاں شیخ مبارک ناگوریؒ

مضمون عبارت پارہاہے اس نام نامی ذات گرامی کے حال واحوال سے جس کو تاریخ ساز شخصیت کہوں تو بیجا نہ ہوگا آپ کہیں گئے بات بے ثبوت نہ ہو تو عرض ہے جب میں یہ سطور تحریر کررہا ہوں میرے سامنے Abid Hussian Pelicitation Volume کے صفحہ ۱۳۹ کی یہ سطر موجود ہے۔جس میں فاضل مصنف تحریر کرتے ہیں کہ اکبر کے دورِ حکومت کی مذہبی تاریخ اس وقت تک نامکمل رہے گی جب تک کہ میاں مبارک ناگوری کا ذکر نہ کیا جائے جو کھلے ذہن اور بلند بینی' ادراک اور غیر معمولی صلاحیتوں کی نہایت مہتم بالشان شخصیت رہی ہے جہاں بدایونی نے انہیں ''**علم العلمائے زماں بود**'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔مناظر احسن گیلانی غیر معمولی صداقت ومہارت کی شخصیت سمجھتے ہیں ایک طرف اگر میاں عبدالملک سجاوندی نے الاخ الصالح (نیک بھائی) قرار دیتے ہیں تو دوسری طرف تاریخ سلیمانی قدوۃ العلماء' زبدۃ الفصحا' کامل شہسوار عرصہ دانشوران سے گلشن ہشتم چمن چہارم کے صفحات ۱۳۲-۱۳۳ کا آغاز کرتے ہوئے میاں مبارک کا احوال قلم بند کیا ہے۔

میاں شیخ مبارک نسلی اعتبار سے یمنی الاصل عرب خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ان کا خاندان یمن سے ہجرت کر کے جب ہندوستان وارد ہوا تو اولاً سندھ کے مقام ریل میں قیام پذیر ہوا۔یہاں سے ان کے والد شیخ خضر ناگور' نزد اجمیر چلے آئے اور اسی ناگور میں ۹۱۱ھ میں شیخ مبارک پیدا ہوئے اور بہت جلد ہی یتیمی کا داغ لگ گیا جس کی وجہ ان کی ماں کو بڑے سخت دن دیکھنے پڑے لیکن ان تمام مصائب اور ابتلاء وآزمائش کے دور میں ماں نے پامردی اور استقلال کے ساتھ بچہ کی تعلیم کا سلسلہ منقطع نہ ہونے دیا۔ابتدائی تعلیم کے لئے شیخ عطن نامی ترک عالم کے آگے زانوئے ادب تہہ کیا اور پھر خواجہ احرار کے درس میں شامل ہوئے۔مزید تعلیم کے لئے ناگور سے رختِ سفر باندھا اور احمد آباد کے مشہور عالم شیخ ابوالفضل گازرونی سے وابستہ ہوگئے۔خداداد ذہانت کے ساتھ ساتھ حصول علم کی سچی لگن نے استاد کا دل موہ لیا اور وہ انہیں اپنے بیٹے کی طرح تعلیم وتربیت دی اور اس وقت کے تمام جید علماء سے جو احمد آباد میں مقیم تھے وہ استفادہ کرتے رہے جس کے نتیجہ میں انہیں علم کے ہر شعبہ میں غیر معمولی مہارت اور عبور حاصل ہوا۔مورخین نے لکھا ہے کہ میاں شیخ مبارک ناگوری کو مسلمانوں میں مروج چاروں فقہی مسالک حنبلی اور مالکی میں مروج اصول فقہہ اور فقہی مسائل میں یدطولیٰ حاصل تھا۔حتیٰ کہ بعض مورخین نے انہیں مجتہد بھی تسلیم کیا ہے۔میاں شیخ مبارک کے تعلق سے مشہور ہے کہ جہاں انہیں اصول فقہ اور فقہی مسائل پر عبور تھا وہیں انہوں نے سلوک ومعرفت کے مختلف سلاسل شطاریہ' چشتیہ' سہروردی اور طیفوری کے بزرگوں سے بھی نہ صرف فیض حاصل کیا بلکہ ان سلاسل میں

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

وابستگی باقی رکھی ۔لیکن ملک سلیمان مولف تاریخ سلیمانی کا کہنا ہے کہ آپ سلسلہ نقشبندیہ سے وابستہ تھے اور تقویٰ و ریاضت میں زندگی گذارتے تھے جب کہ مولانا ابوالکلام آزاد کا کہنا ہے کہ وہ عقائد کے معاملہ میں بہت بڑی حد تک آزاد تھے اور ان کا یہی طریقہ کار مذہبی حلقوں اور قدامت پسندوں کی نظر میں کفر والحاد سے کم نہیں تھا اور یہی وہ وجہ تھی جس کے باعث وہ مذہبی حلقوں اور ان کے زیر اثر حلقہ اقتدار کا تختہ مشق بنے رہے۔

اگر آپ تاریخ اسلام کا بالا ستعیاب مطالعہ کریں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں نظر آئے گی کہ فقہی فروعات میں اختلاف فسق کا باعث نہیں ہے اختلاف تو اصحاب پیغمبر کے درمیان بھی موجود تھے دیدار الٰہی کا مسئلہ اس کی ایک بین مثال ہے۔ جہاں بی بی عائشہ صدیقہؓ رویت کے سخت مخالف تھیں وہیں ابن عباسؓ اور حضرت علی اس کے موئید تھے۔لیکن ان لوگوں نے اپنے مخالف کو نہ ہی فاسق قرار دیا اور نہ کفر کے فتوے سے ذہنی سکون حاصل کیا۔واجب القتل قرار دینا تو بڑی بات ہے لیکن یہ ہماری ذہنی پسماندگی اور دین میں عیاری کی دلیل ہے کہ پیروانِ ابوحنیفہ و شافعی منبروں اور مسجدوں کے گوشہ میں بیٹھ کر ایک دوسرے کو اذیت پہنچانے میں سرگرم رہے یہ شافعی اہل بدعت ہے۔اور حنفی لائق لعنت ہے۔امام حنبل کے ساتھ جو کچھ پیش آیا کیا ہمارے لئے خون کے آنسو لانے کے لئے کافی نہیں ایسی صورت میں جب ایک ایسا فرد جس نے تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہو اور فکر کی گہرائیوں سے سائل کو جانچا اور پرکھا ہو اس کا مسائل فقہیہ میں آزاد روش اختیار کرنا محل تعجب نہ ہونا چاہئے۔ خاص طور پر اس وقت جب کہ اس نے شعور کی منزل میں قدم رکھا تھا تو جالور سے انہلوارہ پٹن گجرات تک مہدویہ دائروں کا جال پھیل چکا تھا اور شیخ احمد سرہندی کھلے طور پر شکایت کر رہے تھے کہ بھیڑیئے ہمارے ریوڑ سے بکریوں کو اٹھائے جا رہے ہیں' سے کیا مطلب تھا اور جب غلغلہ بلند ہوا کہ بھائیوں نے مسائل میں بال کی کھال ادھیڑ دی ہے تمہیں جہاں عالیت نظر آئے اختیار کرو۔ان کی فکر اور ذہن کو نیا موڑ دے ممکنات سے ہوتا ہے۔

مورخین نے لکھا ہے کہ میاں شیخ مبارک کا علمائے دربار سے پہلی بار سابقہ اس وقت ہوا جب ان کی عمر بمشکل ۳۷ یا ۳۸ سال کی تھی اور مہدویت کے ایک درخشندہ ستارہ پیکر عزیمت و استقامت میاں شیخ علائی کو آگرہ میں مسئلہ مہدیت پر بحث ومباحثہ کے لئے طلب کیا گیا تھا تاریخ سلیمانی میں لکھا ہے۔

''میاں شیخ مبارک سلیم شاہ کے مقربین میں سے تھے۔جب سلیم شاہ نے میاں شیخ علائی کو علماء سے مباحث کے لئے دربار میں بلوایا تو آپ نے میاں علائی کی تائید و اعانت فرمائی اور اس کے نتیجہ میں سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔لیکن آپ کے پائے استقامت میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔شہنشاہ اکبر کے دور میں بحیثیت مہدوی مشہور و معروف تھے اکبر نے انہیں اپنا مقرب بنالیا اور عزت و احترام سے پیش آیا کرتا تھا۔لیکن شیخ ابتداء ہی سے درس و تدریس کو اپنا مشغلہ بنا چکے تھے قناعت ان کی فطرت ثانیہ ہو چکی تھی مسجد اور مدرسہ ہی میں ان کی زندگی کے شب و روز گذر رہے تھے۔دولت اور اقتدار دونوں ان کی نظر میں

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

پہنچ تھے یہ نہ صرف ان کا حال تھا بلکہ ان کے دونوں بیٹے بھی اس معاملہ میں باپ کے ہم قدم تھے۔ روپیہ اور عہدہ دونوں سے ان کو نفرت تھی۔ قراءت کی جملہ دس طرزوں میں قرآن مجید کو حفظ فرمایا تھا اور ایک تفسیر لکھی ہے جو امام فخر الدین رازی کی مشہور تفسیر کبیر کی طرح چار جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کا نام ''انفاس العیون'' ہے

مولانا آزاد کی مشہور تصنیف ''تذکرہ'' کے صفحہ ۳۵۴ پر مرقوم ہے۔

''شیخ مبارک کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور ان کی تفسیر منبع العیون المعانی و مطلع الشموس المثانی (چار جلد) ہے یہ آخری ایام کی تصنیف ہے جب بینائی زائل ہو چکی تھی۔ لہذا پوری کتاب حافظہ کی مدد سے لکھوائی''

''ماثر الکرم'' کے مصنف غلام علی رقم طراز ہیں۔

''آخر عمر میں ملا مبارک کی آنکھیں کام نہ کرتی تھیں مگر قوتِ حافظہ اس غضب کا تھا کہ ایک تفسیر ''منبع العیون المعانی'' چار جلدوں میں لکھ ڈالی۔ اس کی تصنیف میں ملا مبارک یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ مسلسل بولتے جاتے تھے اور کاتب لکھتے جاتے تھے۔ گویا ملا نے بطریقِ املا یہ تفسیر لکھوائی تھی۔

مولانا مناظر احسن گیلانی نے اپنی کتاب ''ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت'' کے صفحہ ۹۰ پر تحریر کیا ہے۔

''عقلی علوم میں ملا مبارک کی حذاقت و مہارت غیر معمولی تھی اگار زونی کوئی معمولی عالم نہ تھا وہ علامہ جمال الدین دوانی کے براہ راست شاگرد تھے دوانی کا جو مقام عقلی علوم میں تھا اس سے اہل علم کے طبقہ میں کون ناواقف ہے اور یہ حال تو ملا مبارک کا عقلی علوم میں تھا حدیث ملا مبارک نے میر رفیع الدین الاتیکی الشیرازی سے آگرہ میں پڑھی تھی اور میر رفیع الدین علوم نقلی شیخ سخاوی مصری قاہری سے حاصل کی جو ابن حجر عسقلانی کے شاگرد تھے یعنی ملا مبارک دو واسطوں سے ابن حجر عسقلانی کے شاگرد تھے اور اس اعتبار سے حدیث، سیر و رجال میں جو مذاق ملا مبارک میں پیدا ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے اسی بنیاد پر یہ توقع غلط نہ ہو کہ ملا مبارک کی یہ املا کرائی ہوئی تفسیر اپنے دامن میں ضرور کچھ نہ کچھ خصوصیت رکھتی ہے۔

''سیر المتاخرین'' کا بھی ایک حوالہ اوپر کے فقرہ میں درج کتاب کے صفحہ ۹۲ پر ملتا ہے جس میں لکھا ہے ''شیخ مبارک نے اپنی زندگی میں قرآن مجید کی ایک عمدہ تفسیر لکھی تھی۔ باپ کی وفات کے بعد اسے ابوالفضل نے بادشاہ کے نام سے منسوب کیا اور اس کے متعدد نسخے لکھوا کر بہت سے اسلامی شہروں میں بھیجا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ آج سے چار پانچ سو سال قبل جب پریس اور مطبع کی وہ سہولت جو آج ہم کو حاصل ہے۔ اس وقت کہاں تھی۔ لیکن کیا یہ جان کر آپ کو حیرت نہیں ہوگی۔ کتابوں کی فراہمی کا مسئلہ آج کے مقابلہ میں اس وقت کہیں آسان تھا۔ شہروں اور قصبوں میں آبادی کا ایک خاص طبقہ درّاقوں کا پایا جاتا تھا جن کی گذر بسر ہی دراقیت پر تھی۔ درّاق نام ہے ان لوگوں کا جو قرآن مجید، حدیث اور دوسری کتابیں نقل کرنے کا کام کرتے تھے کبھی کاغذ فروش کو بھی درّاق کہا جاتا تھا۔ ہندوستان میں ان

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

درّاقوں کونساخ بھی کہتے تھےان کی زودنویسی کا اندازہ اس حقیقت سے کیجئے کہ مولانا آزاد لکھتے ہیں کہ شرح جامی جو بڑی تقطیع پر چار پانچ سوصفحات پر مشتمل ہےاول سے آخرتک ایک ہفتہ کےاندرنقل کر دینا کوئی مشکل نہ تھا۔پھرکمال یہ تھا کہ پوری کتاب میں ایک جملے یاایک لفظ کا کیا حساب ایک نقطہ کی غلطی نہیں ملتی تھی۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب اخبارالاخیار کو پڑھ ڈالیئے اور دیکھئے زودنویسی اور مشق کتابت کے کیسے کیسے محیرالعقول واقعات سامنے آتے ہیں۔حضرت شیخ فریدگنج شکر کے خاندان کے ایک بزرگ شیخ جنید کے تعلق سے عام شہرت تھی کہ وہ تین دن میں پوراقرآن مجیداعراب کے ساتھ لکھ ڈالتے تھےخود ہمارے ممدوح میاں مبارک کے تعلق سے مشہور ہے کہ انہوں نے اپنے قلم سے پانچ سوکتابیں تحریر کئے۔اپنے ہاتھ سے پانچ سوکتابیں نہیں بلکہ 'ضخیم کتابیں نقل کرنا بلاشبہ افسانہ سے زیادہ شاید نہ سمجھا جائے۔لیکن خدا نے انسان میں جوکمالات پوشیدہ کئے ہیں ان کوبروئے کارلانے پر جب کوئی آمادہ ہوجاتی ہےتووہ ہواپربھی اُڑسکتی ہے۔سمندرکوگھر بناسکتی ہےاور جوکچھ کرسکتی ہے ہمارے سامنے ہےلیکن جس کے مردہ اخلاق کودیکھ کرانکے زندہ اسلاف کی طرف اس قسم کے عجائب کاانتساب محل غوروتامل ہے۔آج آپ کواس امر پر تعجب ہورہا ہے کہ ایک شخص (ملامبارک) جن کا ظاہر ہے کتابت ہی پیشہ نہ تھا بلکہ پچاس سال تک آگرہ میں اپنے درس وتدریس کاغلغلہ بلندکررکھا تھا پانچ سوضخیم مجلّات کوکس طرح نقل کیا ہوگا۔

ڈاکٹرقمرالدین کا خیال ہے کہ میاں مبارک کوعوام میں ان کے تقویٰ' توکل' ریاضت اورسب سے بڑھ کر قیام امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے پیش پیش رہنے کے باعث جومقبولیت حاصل تھی وہ علمائے دربارمخدوم الملک اورعبدالنبی کی آنکھوں میں خارکی طرح کھٹک رہی تھی اوران دونوں نے میاں مبارک پرمصائب ومشکلات کے پہاڑتوڑے جس کے باعث میاں مبارک کوشیخ سلیم چشتی کی پناہ ڈھونڈنی پڑی۔شیخ سلیم چشتی کے مشورہ پروہ مرزاعزیزکوکہ گورنرگجرات سے رجوع ہوئے اور مرزا نے میاں مبارک کواکبر بادشاہ سے متعارف کروایا کہ وہ ایک بااعتماد عالم باعمل' متقی وپرہیزگارفرد ہیں۔ یہ بات ۱۵۷۵ء کی ہے جہاں سے گردشِ دوران نے یہ بھی دیکھا کہ کل جو بادشاہ اوراعیانِ سلطنت کے منظورِنظر تھے معتوب ہوئے۔مخدوم الملک اورعبداللہ سلطانپوری پھٹکاری ہوئے اورخاک چاٹنے پرمجبور ہوئے۔

ذرائع ابلاغ خواہ وہ مہدویہ سے ہوں یاغیرمہدوی اس بات پرمتفق ہیں کہ میاں مبارک عقائدواعمال سے پکے مہدوی تھے۔خاتم سلیمانی کا ذکرآچکا ہے۔غیرمہدوی ذرائع ابلاغ میں عبدالقادر بدایونی کا یہ حوالہ سامنے آتا ہے کہ مخدوم الملک اور عبدالنبی اوردوسرے علماءبادشاہ سے شکایت کرتے ہیں کہ شیخ مبارک نہ صرف مہدوی ہیں بلکہ بدعتی بھی ہیں اورساتھ ہی بتایا کہ امام علیہ السلام کی وفات حسرت آیات پرانہوں نے مضیٰ مہدی سے تاریخ نکالی ہے۔جو۹۱۰ھ برآمد ہوتی ہے۔لیکن بعض مورخین میاں شیخ مبارک کومہدوی تسلیم کرنے پراس لئے آمادہ نہیں پائے جاتے کہ (۱) ناگور جہاں میاں مبارک نے اپنی حیاتِ مستعار کے کئی سال گذارے ہیں وہاں کوئی مہدویہ دائرہ نہیں تھا (۲) تاریخ یہ بتانے سے قاصر ہے کہ میاں مبارک نے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کس کے دست حق پرست پر بیعت کی (۳) ان کے کسی دائرہ میں قیام پذیر ہونے کی کوئی روایت نہیں ملتی۔ ابوالفتح کا یہ احساس ہے کہ اگر چمگاڈر سورج کی کرنوں کو دیکھنے میں ناکام رہتی ہے تو اس میں سورج کا قصور نہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ حضور مہدی علیہ السلام کے اس جہاں سے پردہ فرما لینے کے ایک سال بعد تمام کے تمام صحابہ گجرات واپس ہو چکے تھے اور ۹۲۰ھ میں ثانی مہدیؓ نے اپنی رحلت سے قبل پورے گجرات میں مہدویہ دائروں کا جال بچھا دیا تھا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قیام کے سلسلہ مہدویہ دائروں کی جانفشانہ سرگرمیوں سے کوئی تاریخ خالی نہیں ہے۔ عطر اور مشک کی خوشبو کو چھپانے اور مٹانے کی جتنی کوشش کی جائے اس کے نتائج بہرصورت معکوس۔ الٹے اور منفی پہلو لئے ہوئے ہوتے ہیں۔

ناگور میں مہدویہ دائرہ کے وجود یا عدم وجود کو اتنا زیادہ اہمیت اس بناء پر بھی نہیں دی جاسکتی کہ دعوئے موکد کے بعد خراسان جاتے ہوئے حضور سیدنا علیہ السلام نے جن مقامات کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔ ان میں تیسرا مقام خود ناگور ہے اور اگر آپ بھیلوٹ کو مرکز مان کر ۱۰۰ کلومیٹر کے نصف قطر سے ایک دائرہ کھینچیں تو تمام ۱۸ دائرے جو ۹۲۰ھ میں عالم وجود میں آئے اور ۱۰۵۰ھ تک آب وتاب سے تاریخ کی نگاہوں کا مرکز بنے رہے ان سب کی بڑی بھاری اکثریت اسی دائرہ میں ہوگی ایسی صورت میں جبکہ گجرات کے اس خطہ میں اپنے وقت کی نابغہ روزگار شخصیت کا اطراف وجوانب میں ہونے والی ہلچل سے ناواقف ہونا بعید از فہم ہے۔ تاریخ مہدویہ سے معمولی جانکاری رکھنے والا شخص بھی یہ جانتا ہے جب میاں شیخ مبارک ناگوری بقید حیات تھے وہیں میاں عبدالملک سجاوندی، میاں شیخ علائی، میاں عبدالرشید، میاں مصطفیٰ گجراتی، میاں عبداللہ خاں نیازی اور میاں عبدالمجید نوری اور ان کے فرزند میاں عبدالکریم اور میاں الہداد حمید جیسے نامور ستارے آسمانِ مہدیت پر کہکشاں کا منظر پیش کر رہے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ تاریخ اس پر روشنی ڈالنے سے قاصر ہے کہ میاں مبارک کس کے دستِ حق پرست پر تصدیق کی دولت حاصل کی۔ کوئی زیادہ اہمیت کی بات نظر نہیں آتی خاص طور پر اس وقت جب ہم میاں شیخ مبارک کے اس خط پر غور کرتے ہیں جو انہوں نے عالم باللہ بندگی عبدالملک سجاوندی کو تحریر کیا تھا۔ آیئے آپ بھی ایک نظر اس خط پر ڈال لیجئے۔ اس خط اور اس کے جواب کو ادارہ اشاعت کتب سلف الصالحین جمعیۃ مہدویہ مشیرآباد نے آج سے کوئی ۴۷ سال قبل شائع کیا تھا۔ مذکورہ خط میں کوئی ۱۲ سوالات ہیں جن کے تشفی بخش جوابات عالم باللہ نے دیئے ہیں۔ اور یہ سوالات اور جوابات کو ۱۳۲ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔

کتاب کی ابتداء میاں عبدالملک سجاوندی کے ایک نوٹ سے ہوتی ہے جس میں بعد حمد، صلوات والسلام لکھتے ہیں۔

بارگاہ احدیت وصمدیت کا پناہ گزین عبدالملک جو یونس سجاوندی کی اولاد سے ہے کہتا ہے کہ جب برادر صالح، عالم دانشمند زاہد ومتقی یکتائے زمانہ وحید العصر زیور معقول ومنقول سے مزین جس کو اللہ پاک نے اس کے نام کے موافق مبارک بنایا ہے۔ اور بلدہ آگرہ میں سکونت پذیر ہے، کا مکتوب مشتمل بر سوالات مہدی آیا تو میرے بعض برادران اور جگر کے ٹکڑوں کی آرزو ہوئی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کہ میں اس مکتوب کا جواب لکھوں اگر چیکہ میں اس بارہ میں پس وپیش کر رہا تھا لیکن ان کے پیہم اصرار پر بارگاہ وہاب سے مدد چاہتے ہوئے ان کی خواہش کی تکمیل کی ہے اگر برادروں کو میری تحریر میں کوئی خلل اور لغزش نظر آئے تو اصلاح فرمادیں اور مجھے نیز ملامت کا نشانہ نہ بنائیں۔

مکتوب کی ابتداء میاں شیخ مبارک ناگوری نے اس طرح کی ہے۔

اس نامراد دردمند کے دل میں چند شبہات بطریق انصاف نہ کہ بطریق تعصب و اعتراض پیدا ہو رہے ہیں ان کے دفع کرنے کے لئے التماس کرتا ہوں پس اللہ کے واسطے حضرت مہدی کے جو ارشادات سے آپ کو معلوم ہے اور کتاب اللہ' احادیث اور اقوال سے جو چیز ثابت ہے تحریر فرمائیں اور مسکین کے دل کو تسکین عطاء فرمائیں۔ ان سوالات کا مطالعہ کریں تو کہیں بھی احساس نہیں پیدا ہوتا کہ جس سے ان کی مہدویت پر شک وشبہ اور گمان کا ہلکا سا سایہ لرزاں ہے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ ایمان اور عقیدہ ایک الگ چیز ہے اور شبہات اشکال اور اطمینان قلب کے لئے کسی مسئلہ کی تشفی حاصل کرنا علیحدہ چیز ہے ایک سے دوسرے کو خلط ملط کرنا دلیلِ کم نظری و کج فہمی کے سواء کچھ نہیں۔ یہاں میں آپ کی توجہ سورۃ بقرہ کی آیت ۲۶۰ پر مبذول کرنے کی جراءت کر رہا ہوں جہاں حضرت ابراہیم علی نبینا پرودگار عالم سے عرض کرتے ہیں ''اے میرے پروردگار کیا تو مردے کو زندہ کرے گا۔ قرآن بتاتا ہے کہ اس موقع پر سبحانہ وتعالیٰ حضرت ابراہیم سے دریافت کرتے ہیں کیا تم اس پر ایمان نہیں رکھتے۔ حضرت ابراہیم عرض کرتے ہیں'' میں ایمان لاتا ہوں مگر یہ سوال دل کے اطمینان کے لئے ہے اس موقع پر آپ کو چار پرندوں کو پکڑنے' ان کو ذبح کرنے اور پھر اس گوشت کو پہاڑ کے مختلف حصوں پر رکھ دینے اور پھر انہیں بلانے کا حکم ملتا ہے تاکہ حضرت ابراہیم کو اطمینان قلب ہو جائے کہ وہ خدا جو مارنے پر قدرت رکھتا ہے دوبارہ مردہ کو زندہ بھی کرسکتا ہے۔ پس اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر ایک نبی اپنے دل کے اطمینان کے لئے پروردگار عالم کے حضور کچھ اشکال کا حل دریافت کرسکتا ہے تو ایک انسان جسے قرآن ظلوماً جھولا کہتا ہے اپنے دل کی تسکین و تشفی کے لئے سوالات پیش کرے تو اس کو ایمان اور عقیدہ کی کمزوری پر دلیل لانا کج فہمی نہیں تو اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

ملک سلیمان لکھتے ہیں کہ میاں مبارک کا ایک اور رسالہ بھی مشہور ہے جس میں انہوں نے دنیا کی مذمت فرمائی ہے اور یہ رسالہ بقول ان کے لطافت و فراست سے پُر ہے پھر اپنے مندرجات کو اس حمد پر ختم کیا ہے۔ آن حضرت کی شہادت خاتم المرشد کے وصال کے پانچ سال بعد ۱۰۰۱ھ میں نواح آگرہ میں ہوئی۔ لیکن صاحب تذکرہ مولانا ابوالکام آزاد کا یہ خیال ہے کہ میاں مبارک کا وصال ۱۷/ ذی قعدہ ۱۰۰۱ھ (۴/ ڈسمبر ۱۵۹۳ء) کو بعمر ۹۰ سال لاہور میں ہوا۔ لاش کو آگرہ لایا گیا اور چار باغ میں سپرد خاک کیا گیا بعد کو یہ روضہ لاڈلی بیگم میں منتقل کر دی گئی۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں عبدالملک سجاوندیؒ

برصغیر کے جن دانشوروں نے حضور سیدنا مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی احیائے سنت کے سلسلہ میں مساعیٔ جمیلہ پر قلم اُٹھایا ہے ان میں سے ایک پروفیسر مجیب بھی ہیں جو کسی زمانہ میں ہندوستان کی مشہور یونیورسٹی جامعہ ملیہ کے وائس چانسلر بھی تھے ان کی ایک کتاب ''ہندوستانی مسلمان'' لندن کے ایک ادارہ جارج ایلن اوراین دین لمیٹیڈ نے ۱۹۶۶ء میں شائع کی ہے۔ ۵۹۰ صفحات پر پھیلی ہوئی اس کتاب کے باب چہارم میں مذہبی افکار کے تحت حضرت مہدی علیہ السلام کی سیرت اور تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر موجود ہے۔ میں یہاں مضمون کی تفصیلات میں نہیں لے چلوں گا بلکہ یہاں میرا مقصود صرف اس کتاب میں موجود ان دو جملوں پر توجہ مبذول کروانا ہے جو صفحہ ۱۰۳ کے دوسرے فقرہ میں ملتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

''یہ ایک افسوس ناک بات ہے کہ (حضرت) سید محمد کی حیاتِ طیبہ میں اور بعد میں ایک صدی تک اختلاف اس امر پر مرکوز رہا کہ آیا وہ واقعتاً وہی مہدی تھے جن کے آنے کی پیشین گوئیاں ملتی ہیں یا نہیں۔ اس سے ان کے مخالفین کو جنہیں انہوں نے کئی موقعوں پر بے بس کر دیا تھا۔ اس بات کا موقع ملا کہ وہ ان پر اور ان کے متبعین پر ابتلاء و آزمائش کی صعوبتوں کے ساتھ اخراج کی اذیت پہنچانے کے مواقع حاصل ہوئے بلکہ مہدی کو اور ان کی تحریک کو عام مسلمانوں کی نظر میں کم سے کم حد تک گھٹا کر پیش کرنے کی ممکنہ حد تک کوشش کی''

میری دانست میں یہی وہ جذبہ ہے جس کے تحت کبھی ماہنامہ تجلی (دیو بند) نے تو کبھی اردو ٹائمز بمبئی یا مشرقی آنچل (دہلی) کے صفحات پر ایسی تحریرات ہمارے سامنے آتی ہے جس میں بتایا جاتا ہے کہ حضور سیدنا علیہ السلام کے حلقہ ارادت میں بجز چند سپاہیوں اور نچلے درجہ کے عوام کے کوئی قابل اعتناء شخصیتیں نہیں نظر آتے۔

اب انہیں کون بتائے کہ اس معدن میں کیسے کیسے گوہر تابدار پنہاں ہیں جن میں سے ایک تو وہ ہیں جن سے نور حیات کے پچھلے صفحات زینت پا چکے ہیں ان میں شہرت تامہ کے حامل میاں الہداد حمید، میاں شیخ علائی اور میاں شیخ مبارک ناگوری جن کے تبحر علمیٔ فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سلسلہ کی مساعی جمیلہ کو ماضی اور حال کے جید علماء و اساتذہ فن نے خراج عقیدت پیش کیا ہے اسی سلسلہ میں آج کی تحریر عبارت پارہی ہے میاں عبدالملک سجاوندی کے حال واحوال سے کہ آپ ایک طرح سے حضور میراں علیہ السلام کے مبشر قرار پاتے ہیں۔ تذکرۃ الصالحین کے مصنف نے صفحہ نمبر ۲۴۱

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

پرایک نقل یوں پیش کی ہے جن کے راوی بندگی میاں شاہ دلاور ہیں اورنقل شریف کی عبارت اس طرح آتی ہے۔

’’حضرت میراں بشارت دادہ بودند کہ پیش بھائی دلاور علمائے ظاہری و باطنی زانو خواہند (حضرت میراں نے بشارت دی تھی کہ بھائی دلاور کے سامنے علمائے ظاہری و باطنی زانوئے ادب تہہ کریں گے)

اور میاں عبدالملک سجاوندی کے تعلق سے مورخین نے رشید شریعت' کلید طریقت' زبدۃ العلماء کے القاب استعمال کئے ہیں جو ممدوح کے مقام ومنزلت کی طرف نشاندھی کرتے ہیں۔تاریخ سلیمانی میں یہ بھی لکھا ہے کہ’’**در چھاردہ علوم تحصیل تمام بود وشھرت وکمالیت وفضیلت بسمع اعیان سلطنت وامراء کرشته بود**‘‘(انہوں نے ۱۴علوم میں کمال حاصل کیا اس کی شہرت حکام سلطنت اورامرائے شہر تک پھیل چکی تھی) پھراس سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے ملک سلیمان نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ اس عہد میں میاں عبدالملک کی علمیت' فضیلت وقابلیت کی نظیر نہیں ملتی تھی۔اور یہ کہ علماء' امراء اور سلطان کے منظور اور مقبول تھے۔

صاحب خاتم سلیمانی کے بموجب میاں عبدالملک سجاوندی کا سلسلہ نسب کے اعتبار سے ۱۸ویں پشت پر امیر المومنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہ سے ملتا ہے۔آپ کے والد میاں عبدالمجید کے دوفرزند میاں عبدالغفور اور میاں عبدالملک بتائے گئے ہیں۔میاں سید روح اللہ کی تصنیف ’’پنج فضائل‘‘ کے صفحہ نمبر ۲۰۵ پر مرقوم ہے کہ جن دنوں دونوں بھائی شہر نہروالہ (پٹن) میں مقیم تھے امام علیہ السلام کے دعوئ مہدیت اور بیان قرآن کی تفصیلات سنی تو اس کی تحقیق وتفتیش میں حضرت شاہ دلاور کے دائرہ معلی میں جو موضع بھنکار میں تھا' تشریف لائے اور ۹۱۹ھ م ۱۵۱۳ء میں تلقین ہوکر صحبت اختیار کی۔اسوقت آپ کے ہمراہ آپ کے ماموں قاضی عبداللہ بھی تھے لیکن بعض روایتوں میں آپ کے بھائی میاں عبدالغفور سجاوندی کے تلقین ہونے کا ذکر ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا صحیح ہے۔جس وقت میاں عبدالملک نے شاہ کے حضور حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور مجھ کو تلقین کیجئے اور خادموں میں میرا شمار فرمایئے تو صاحب تاریخ سلیمانی لکھتے ہیں کہ شاہ نے فرمایا اے میاں عبدالملک تم کو فقیر کی صحبت موافق نہیں آئے گی۔میاں عبدالملک عرض کرتے ہیں کہ حضور کیوں آپ طالبِ مقصود کو جو اپنے ہونٹوں کو وادی شوق سے سیراب کرانے کے لئے منبع فیض وبخشش پر حاضر ہوا ہے۔حصولِ مراد سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔شاہ فرماتے ہیں۔’’بندہ اُمی ہے پڑھا لکھا نہیں ہے قل کو کُل کہتا ہے جبکہ تم عالم ہو مبادا کل کہیں شک وشبہات پیدا نہ ہوں۔‘‘ میاں عبدالملک عرض کرتے ہیں حضور بندہ نے جو کچھ علم حاصل کیا تھا اس کو چھوڑ کر اور اپنی سمجھ کو ایک طرف ڈال کر حاضر ہوا ہے۔نعمتِ باطنی کے حصول کا امیدوار ہے۔خوندکار اگر قل کو کل کہتے ہیں تو بندہ اسی کو حق سمجھ کر ویسا ہی عمل کرے گا۔روایت بتاتی ہے کہ بندگی میاں شاہ دلاور نے اس جواب کو سن کر اظہارِ خوشنودی کیا اور یوں میاں عبدالملک بندگی میاں کی صحبت سے سرفراز وممتاز ہوئے اور پھر اس تاریخ سے شاہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کی پوری حیات میں خواہ حالتِ سفر میں ہوں یا حضر میں ایک لمحہ کے لئے جدا نہیں ہوئے۔

رہروانِ وادیٔ سلوک ومعرفت کا کہنا ہے کہ اس دشت کی سیاحی میں مرید کا کمال اس کی ریاضت ومحنت سے زیادہ مرشد کی خوشنودی کے حصول میں پوشیدہ رہتا ہے اسی پس منظر میں تاریخ سلیمانی کی یہ روایت جو جلد چہارم کے گلشن نہم چمن چہارم کے صفحہ ۲۰۱ پر درج ہے محتاج توجہ ہے۔

" چنانچه در سفر وحضر میاں عبدا لملک از شاه جدا نه شد وخوشنودی مرشد کمال حصول کرده اندو بشارت سینه از مرشد مشرف وسرفراز شد ند یکے آنست کے عالم بالله فرمودند دیگر علم الیقین فرمودند دیگر در اثنائے عشر مبشر خود بجائے دوم شمر دند"

مطلب یہ کہ بندگی میاں شاہ دلاور نے آپ کو عالم باللہ کے لقب سے سرفراز فرمایا نیز صاحب علم الیقین کی بشارت دی ہے۔اور یہ کہ اثنائے عشرہ مبشرہ میں دوسرے نمبر پر اپنے بجائے میاں عبدالملک کو شمار کیا ہے۔

اس سلسلہ کو طول دیتے ہوئے ملک سلیمان نے ایک اور روایت بھی درج کی ہے جو حسب ذیل ہے۔

" شاه روزے سوے برادران دیده فرمودند که اخوانی مهم منزلتی الشبان اند ما چهار کسان بیشتر ازیں مقام دارند واز آن یکے میاں عبد الملک اند"

ترجمہ: ایک روز بندگی میاں شاہ دلاور نے برادران دائرہ کی طرف نظر ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں بھائیاں ہم منزلت (ہم مرتبہ، ہم شان) کا مقام رکھتے ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ تفسیر کبیر کے حوالہ سے حضرت مولانا ابوسعید سید محمود صاحب تشریف اللّٰہی نے اپنی تالیف نقلیات میاں عبدالرشید معہ توضیحات کے صفحہ ۱۴۲ حضور نبی کریم ﷺ سے مروی یہ حدیث بھی درج کی ہے کہ حضور نے فرمایا"میں ایسی قوم کو جانتا ہوں جو میری منزل میں ہے"اصحاب نے عرض کیا یہ کیوں کر ہو سکے گا جبکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔آپ نے فرمایا"وہ لوگ تو انبیاء نہیں ہیں لیکن اللہ سے ان کے قرب اور مقامِ قرب کی وجہ سے انبیاء ان سے رشک کریں گے وہ سب اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والے ہوں گے"روایت کے پس منظر آیا ہے کہ ایک بار جب شاہ اپنے حجرہ سے باہر آئے تو فقراء کی جماعت کثیر کو ذکر میں مشغول دیکھ کر ارشاد فرمایا تھا کہ بھائیاں اپنے ذکر کثیر وفکر کے سبب اس مقام پر ہیں جہاں حضور اکرم نے ہم منزلت کی طرف اشارہ دیا تھا۔

مضمون کو ختم کرنے سے قبل ایک چھوٹے سے واقعہ کی طرف توجہ مبذول کرانے کی اجازت چاہتا ہوں جس سے میاں

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

عبدالملک کے بے لوث و بے داغ کردار پر روشنی پڑتی ہے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ آپ کی فضیلت ومرتبت کے پیش نظر گجرات کے حکمران سلطان محمود بیگڑہ ایک موضع جو بڑھاسن کے نام سے مشہور تھا اور جہاں آپ کا دائرہ تھا بطور مدِ معاش نذر گزرانا۔ اسی کے حوالہ سے آپ کے ایک ہمعصر نے آپ کے نام کا غلط تلفظ کرتے ہوئے عبدالملک کو عبدالملک (نام میں موجود لفظم پر زبر کے بجائے زیر دے کر) لکھا۔ جب یہ خط آپ کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے زبر اور زیر کے فرق کو جس سے حضرت کی تنقیص (برائی) کرنا مقصود تھا محسوس کیا۔ لیکن بجائے برافروختہ ہونے غصہ کرنے اور کاتبِ تحریر کی مذمت کرنے کے ارشاد فرمایا۔ کاتب نے جو کچھ لکھا ہے بندہ اس سے بھی گیا گذرا ہے اس چھوٹے سے واقعہ میں حضرت کے حلم، انکساری، بردباری اور نیستی پر جو روشنی پڑ رہی ہے وہ صاحبانِ فکر سے پوشیدہ نہیں۔

اگر چہ کہ مضمون طوالت پکڑ رہا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ آپ سمع خراشی پر برہم نہ ہو جائیں لیکن قلم کو ضد ہے کہ ایک اور روایت بھی تاریخ سلیمانی ہی کے حوالہ سے گوش گذار کروں۔

روایت بتاتی ہے کہ ایک بار کسی نے جن کا دینی تعلق بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن سے تھا اپنا عشر بندگی عالم باللہ کے حضور پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ برائے خدا اس کو قبول فرمائیں۔ میاں نے فرمایا ''عشر را بہ مرشد خود رساند (تم کو اپنا عشر خود سے جا کر مرشد کو دینا چاہئے۔) اور جب شخص مذکور اس رقم کو لے کر مرشد کی خدمت میں پہنچے تو بندگی شاہ عبدالرحمٰن فرماتے ہیں'' بندہ نے حصولِ عشر کی نیت سے تم کو تلقین نہیں کیا۔ بندہ کی عین خوشی اسی میں ہے کہ جہاں کہیں متوکلین حقیقی ہوں وہاں عشر پہنچایا جائے''

دیکھا آپ نے ہمارے دائروں میں یہ وہ توکل رواج پا رہا تھا جس کی مقناطیسی کشش کشاں کشاں غیروں کو اپنے دائروں میں کھینچ لا رہی تھی۔ جب وہ چیز مفقود ہوگئی تو نظامِ دائرہ بکھر گیا۔ ہم آپ بکھر گئے اور دل سے ہوک اٹھی۔

زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
ہم ہی سو گئے داستاں کہتے کہتے

الغرض یہ آفتاب علم وحکمت ۲۴/ شوال ۹۸۱ھ م ۱۶/ فبروری ۱۵۷۴ء کو بڑھاسن میں غروب ہوا۔ بڑھاسن احمد آباد سے براہ کڑی ۲۶ کلومیٹر پر واقع ہے۔ آپ کے ۱۸ فرزندوں میں سے سجاوندی دائرہ کی آج بھی رشد وہدایت کی روشنی پھیل رہی ہے اس کے ماسواء آپ کی مندرجہ ذیل پانچ کتابیں موجود ہیں۔ (۱) فضیلت المہدی علی الشیخین (۲) منہاج التقویم (۳) خصائص امام مہدی (۴) سراج الابصار (۵) سراجِ ملّت

ڈاکٹر اطہر عباس رضوی اپنی تالیف ''شمالی ہند میں احیائے اسلام کی سرگرمیاں'' کے صفحہ ۱۱۴ پر اس امر کا اعتراف کرتے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ہیں کہ میاں عبدالملک سجاوندی کی جملہ تصانیف میں سراج الابصار سب سے زیادہ اہم کتاب ہے۔اس میں شیخ علی متقی کے رسالہ ''الرد'' میں اٹھائے گئے ان اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جو شیخ نے حضور میراں علیہ السلام کے دعوئ مہدویت کے سلسلہ میں کئے تھے۔سراج الابصار رسالہ کا پورا نام ''سراج الابصار الرفعات الظلم عن اہل الانکار'' ہے مورخین نے لکھا ہے کہ اس رسالہ کی اہمیت کا اندازہ اس حقیقت سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ آپ کے ہمعصروں نے بھی اس کا بصد اشتیاق مطالعہ کیا جس کی کئی روایات ملتی ہیں۔

عالم باللہ کی یہ تالیف اور دوسری بعض تالیفات جن میں فضیلت المہدی علی الشیخین ' منہاج التقویم اور خصائص امام مہدی شامل ہیں۔ادارۂ اشاعت ِکتب سلف الصالحین مشیرآباد نے زیور طباعت سے آراستہ کرکے عوام الناس کے استفادہ کے لئے معہ اردو ترجمہ کچھ عرصہ پہلے پیش کردیا ہے۔''نور حیات'' کے ان ہی صفحات پر پچھلے شمارہ میں منہاج التقویم کا ذکرآچکا ہے۔رسالہ خصائص امام جو ۱۴۰۸ھ میں دوسری مرتبہ شائع ہوا ہے۔کراؤن سائز کے ۱۶صفحات پر مشتمل ہے اوراس میں امام علیہ السلام کی بارہ خصوصیات مذکور ہیں۔جو سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ نے مختلف مواقع پر امام مہدی کی نسبت فرمائے ہیں۔

ان کتابوں سے ہٹ کر جو چیز قارئین کی توجہ کے لئے بطور قند مکرر عرض ہے وہ یہ کہ جو ہماری شادی کی تقاریب میں دو خطبۂ نکاح مروج ہیں ان میں سے ایک کے مصنف عالم باللہ ہیں تو دوسرے کے مصنف مجتہد گروہ ہیں۔ذی علم اصحاب نے بطور خاص اس کو نوٹ کیا ہوگا کہ محفلِ عقد میں جب قاری النکاح ''**اے که تو حُرّی وعاقلی وبالغی در مجلس مسلمانان حاضره آمدی**'' کے الفاظ سے دولہے سے خطاب کرتا ہے تو محفل میں ایک سناٹا چھاجاتا ہے اورتمام حاضرین بہ جان ودل گوش برآواز ہوجاتے ہیں یہ خطبہ میاں عبدالملک سجاوندی کے جلالت علمی کی منہ بولتی تصویر ہے۔اس کی شوکت لفظی' بلاغت اورفصاحت والے سے خراج تحسین حاصل کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں سید عبدالکریم نوریؒ

میاں عبدالکریم نوری طبقہ تابعین سے ہیں اور ایک اعتبار سے حضور سیدنا علیہ السلام کے مبشر بھی۔اس کی تفصیل حضرت سید ولی صاحب کی تالیف سوانح مہدی موعود کے صفحہ ۱۹۶ پر اس طرح دی گئی ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ جن دنوں کاروانِ مہدیت علاقہ افغانستان کے مقام فراہ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔حضرت مہدی علیہ السلام جمعہ کے دن نماز کی ادائیگی کے لئے فراہ سے متصلہ علاقہ رچ تشریف لے گئے اور بعد ادائی نماز جب واپس قیام گاہ ''فراہ'' لوٹے تو حرارت محسوس ہوئی اس کے ساتھ ہی آپ کو ایک قئے ہوئی۔اس وقت میاں عبدالمجید صحابی جو آپ کے قریب تھے فوری اس کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا اور بے پناہ جذبہ عقیدت، محبت اور وارفتگی سے مخمور ہو کر نوش کر لیا۔میاں سید سلام اللہ جو قریب کھڑے تھے اس واقعہ کو دیکھ کر معترض ہوئے اور فرمایا کہ قئے ایک مکروہ چیز ہے اس کا پینا مناسب نہیں۔ امام علیہ السلام اس نوبت پر ارشاد فرماتے ہیں ''این قئے بنود بلکه نو ربود'' یہ قئے نہیں تھی بلکہ نور تھا۔میاں عبدالمجید اسی حالت میں اپنے حجرہ کو لوٹ جاتے ہیں اور اپنی اہلیہ بی بی خونزا مریم سے فرماتے ہیں کہ ''بی بی اگر تم کو اولاد کی تمنا ہے تو کیا ہی اچھا ہوا گر تم ان ہاتھوں کو چاٹ لو'' بی بی فوری تیار ہو کر ان ہاتھوں کو چاٹ لیتی ہیں۔اس پر ارشاد عالی ہوتا ہے'' **ازیں نتیجه یک فرزند صالح پیدا خواهد شد**'' ترجمہ اس کے نتیجہ میں اللہ تمہیں ایک نیک صالح فرزند دے گا'' بعد ازاں جب بی بی مریم حاملہ ہوئیں تو ایک رات خواب میں معاملہ دیکھا جس کو حضور مہدی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا تو ارشاد ہوا۔

" شمار ا خدائے تعالیٰ فرزند دهد وحلم باشد. فرزند صالح بر مقام مهتر یحییٰ علیه السلام خواهد شد"

ترجمہ: خدائے تعالیٰ تمہیں فرزند دے گا وہ حلیم ہوگا اور اسے یحیٰ علیہ السلام کے مقام کی تجلیات ہوں گے

الغرض ان پیہم بشارتوں کی روشنی میں مورخین نے بلا استثناء آپ کا یعنی میاں عبدالکریم نوری کا شمار مبشرین میں کیا ہے۔ آپ کی ولادت ۹۱۱ ھ کی قرار پاتی ہے اور بزرگ باپ کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے وقت آپ کی عمر ۸ سال تھی۔مخفی مباد کہ میاں عبدالمجید نوری کا وصال ۱۸/محرم الحرام ۹۱۹ھ کو ہوا۔بعض مورخین ۹۱۸ھ بھی بتاتے ہیں۔اور تذکرۃ الصالحین میں ۹۲۰ھ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

لکھا ہے۔

میاں عبدالکریم نوری کی ولادت کے بعد دیگر اصحاب ومہاجرین کے ہمراہ میاں عبدالمجید نوری بھی امام علیہ السلام کی روح مقدسہ سے اجازت پا کر نقل مقام کرتے ہیں اور حضرت میراں سید محمود ثانی المہدی کی رضاء سے احمد آباد میں نین پورہ کے مقام پر دائرہ باندھتے ہیں ان دنوں گجرات پر مظفر شاہ بیگڑھ جو سلطان محمود بیگڑھ کا لڑکا تھا سر برآ رائے سلطنت تھا اور فطرت سے ظالم تھا۔ علمائے سو کے بہکانے سے وہ مہدویوں سے سخت پر خاش اور جا و بے جا ظلم کرنے سے نہیں تھکتا تھا وہاں عبدالمجید بھی اس کے ظلم کا شکار ہوئے اور درجہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ بچپن ہی سے میاں عبدالکریم نوری دیندار اور نہایت پرہیز گار تھے۔ والد کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد بندگی میاں شاہ دلاور سے تلقین ہوئے۔ آنحضرت کی صحبت اختیار کی۔ لیکن یہاں ملک سلیمان چمن چہارم گلشن نہم میں صفحہ ۱۴۷ پر لکھتے ہیں۔

نقل است که شاه عبدالکریم در ملک سور ٹھ در سرکار امیر دوبے چنددر نوکری بودند۔ امیر مذکور احوال وافعال واقوال حسنه محموده ذات گرامی صفات معائنه کرده بسیار ادب وتواضع بجا آورد۔ وهمه اوقات مانع آن حضر ت بود که سلام ومجرا متصدع نشوند۔ اگر خاطر گرامی خواهد وقتے از اوقات گاهے قدم رنجه فرما نیدو بوقت کار آنحضرت را خواهم طلبید لیکن بندگی میاں شاه عبد الکریم در نوکری قصوری روانمیدا شتند وبحمد وسعی وافر خدمانش ومهمانش بحتسب شرط نمک می کو شید ندامیر خد اترس بود۔ نظر بر شان زاید الوصف آنحضرت کرده به تنگ می آید بنا براں بندگی شاه عبدا لکریم دید ند که در نوکری دنیوی منفعت نیست ودنیا غدار ومکاراست ترک باید داد بنا براں فی الفورترکِ دنیا کرده زاد وراحله ومرکب مریدنموده به سمت دکھن روانه شد ند وحضور پر نور بندگی شاه دلاور رسیده واراده در صحبت ماند"

ترجمہ: روایت ہے کہ حضرت شاہ عبدالکریم ملک سورٹھ میں ایک امیر کے ہاں ملازمت اختیار کی۔ امیر آپ کے افعالِ حسنہ سے ازحد متاثر تھا۔ اور آپ کو سلام ومجرا کے لئے جیسا کہ اس وقت کا عام دستور تھا حاضر ہونے سے منع کر دیا اور جب حاکم ضرورت محسوس کرے گا طلب کر لے گا لیکن میاں عبدالکریم کو نوکری کے معاملے میں اس قسم کی رعایت گوارہ نہ تھی اور حسب طریق شرطِ نمک نوکری بجالاتے رہے۔ پھر ایک دن وہ بھی آیا جب آپ نے محسوس کیا کہ نوکری میں دنیاوی منفعت نہیں ہے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اور چونکہ دنیا بزرگوں کا کہنا ہے کہ مکار وغدار ہے کسی کا نہ ساتھ دی ہے نہ دے گی آپ نے نوکری سے علیحدگی اختیار کی۔حسب طریق ترک دنیا کا فریضہ ادا کیا اپنے لئے سامانِ سفر کا بندوبست کیا۔ایک گھوڑا خریدا تا کہ سفر میں سہولت ہو اور دکھن کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ بالآخر حضور بندگی میاں شاہ دلاور کے دائرہ میں آ پہنچے تا کہ شاہ کی صحبت سے اکتسابِ فیض کریں۔

جس روایت کو تاریخ سلیمانی سے لے کر میں نے اوپر کی سطور میں آپ کے آگے رکھا ہے وہ وہاں ختم نہیں ہوتی۔آگے چل کر ملک سلیمان لکھتے ہیں کہ جہاں طالبانِ مولیٰ کو جو حضرت شاہ دلاور کے دائرہ میں سلوک ومعرفت کی راہوں سے گذر رہے تھے۔'' **هر طالبے را بینائی حاصل شد**'' ہر طالب کو بینائی حاصل ہو رہی تھی لیکن'' **اما میاں عبدا لکریم رادر آن ایام هیچ کشایش وبینائی نه شد**''لیکن میاں عبدالکریم کو ان ایام میں کسی قسم کی کشائش اور بینائی حاصل نہیں ہوئی۔اور نتیجہ کیا ہوا آپ خود جوش میں آ کر نفسِ مجاہدہ کے سرکش گھوڑے کو مہمیز لگائی اور خود جنگل و بیاباں کی طرف نکل گئے۔ادھر ہاتفِ غیبی نے صاحب دائرہ کو وقوع پذیر واقعہ کی اطلاع دی جس پر بندگی میاں شاہ دلاور دائرہ سے باہر تشریف لائے اور آہستہ آہستہ جنگل کی طرف چل پڑے اور وہاں دیکھتے ہیں کہ'' شاہ عبدالکریم درحال جذبہ مست ومستغرق اند'' شاہ عبدالکریم جذبہ کی حالت میں مست ومستغرق ہیں اور اس وقت آپ خوشی سے فرماتے ہیں'' برادرزادہ۔برادرزادہ۔ برادرزادہ۔یہ تمہارے خاندان کی روش نہیں ہے۔ یہاں یہ وضاحت کر دینا نا مناسب نہیں کہ حضرت شاہ دلاور نے ازراہِ محبت میاں عبدالکریم نوری کو کبھی بھی نام لے کر نہیں پکارا بلکہ اپنے ساتھی صحابی میاں عبدالمجید نوری کے رشتہ سے آپ ہمیشہ پسر بھائی عبدالمجید سے خطاب کیا کرتے تھے۔

پھر آپ میاں عبدالکریم نوری کو ساتھ لے کر دائرہ کو لوٹے اور ایک حجرہ میں چھوڑ دیا۔آگے کا حال آپ روایت سے جان لیں۔

'' هر شب روز بنوارنش وعطائے فیض وعالی وبشارات متعالی شاه عبد الکریم را سر فراز وممتازی ساختند''

روایت کو ختم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان متعدد بشارتوں میں سے ایک یہ بھی ہے حضرت شاہ دلاور نے فرمایا۔میاں عبد الکریم کو عین الیقین کا درجہ حاصل ہے۔اور پھر آپ کو اپنے خلفاء میں سب سے پہلے مقام پر رکھا ہے۔

اس سے قبل بھی یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ اکثر صورتوں میں واقعات کا تسلسل ہماری قدیم تاریخ کی کتابوں میں کڑی در کڑی نہیں ملتا۔یہی صورت حال یہاں بھی پیش آئی۔اگر تاریخ سلیمانی کی مذکورہ روایت ہمارے سامنے نہ رہے۔قیاس مذکورہ روایت کو اس بناء پر تسلیم کرتا ہے کہ ایام طفولیت اور لڑکپن سے گذر کر جب میاں عبدالکریم نوری جوانی کی پائیدان پر قدم رکھتے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ہیں تو یقیناً مہمات سپاہ یانہ میں حصہ لینے کی آرزو دل میں مچلی ہوگی۔ اور وہ فوج کی ملازمت اختیار کئے ہوں گے اور کچھ مدت کے بعد دنیا کو لات مارنا اور فریضۂ ترکِ دنیا کا ادا کرنا ایسا قابلِ قبول امر ہے جس سے کسی کو انکار ممکن نہیں۔ جہاں تک ابتدائے جوانی ہی سے ذکروفکر اور دینداری کی روش کو صرف اپنانا بلکہ اس میں غرق ہوجانا کوئی ایسا محیر العقول واقعہ نہیں نظر آئے گا اگر ہم پردۂ تصور پر اس واقعہ کو تازہ کرلیں جب شاہ کے والد بزرگوار نے نور سے اپنے دہنِ مبارک کو بھر لیا تھا وہ نور تھا جس کے حامل نے ۱۲ سالہ جذبہ میں ایک وقت کی نماز بھی قضاء نہیں کی تھی۔ اگر اس نور کی تاثیر اس طرح ظاہر ہو تو تعجب کیسا؟ حیرت کیوں؟ ایسی صورت میں تذکرۃ الصالحین کا کہنا کہ بندگی شاہ عبدالکریم نوری ریاضت وعبادت میں اپنے زمانہ میں نادر تھے بلاشبہ ایک امر واقعہ ایک حقیقت اور ایک ناقابل تردید حقیقت بن کر سامنے آتی ہے۔ اس پس منظر میں درج ذیل روایت کو بھی سامنے دیکھئے۔ اربابِ سیرت نے لکھا ہے کہ ایک روز بندگی شاہ دلاور رات کے وقت شاہ عبدالکریم کے حجرہ میں آئے اور دونوں بزرگ مرشد طالب قبلہ رو ہو کر یادِ خدا میں مشغول ہوگئے۔ صبح ہوئی تو بندگی شاہ دلاور نے بہ کمالِ مسرت فرمایا کہ بھائی عبدالمجید کا لڑکا بازی لے گیا۔ رات جب ذکر میں بیٹھے تو ہم نے ساری رات میں دو تین بار پہلو بدلے۔ لیکن بھائی عبدالمجید کے بیٹے نے سرمو حرکت نہیں کی اور رات بھر ایک ہی نشست پر قائم رہا۔ آج ہمارا یہ دیکھا بھالا واقعہ ہے کہ جب مسجد میں بمشکل پانچ منٹ ہی قیام کرنا پڑتا ہے تو کبھی سر کھجایا جاتا ہے کبھی پیر۔ کبھی کمر تو کبھی چہرہ ملا جاتا ہے۔ تو ایسی صورت میں غور کیجئے وہ کیسے بندگانِ خدا تھے جو رات رات بھر ذکروفکر میں مصروف رہتے۔ لیکن ساکت وجامد۔ اس طرح کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ بس پتھر کے بت ہیں اسی لئے کسی نے ملائے اعلیٰ کے مقدس فرشتوں سے تشبیہ دی تھی۔

ملک سلیمان نے لکھا ہے کہ آپ کی تین بی بیاں تھیں پہلی بیوی بی بی صالحہ جو قاضی دہولقہ کی دختر تھیں ان سے چار لڑکے میاں عبدالغنیؒ میاں عبدالصمدؒ میاں عبدالرحمٰن اور میاں صادق محمد ہوئے دوسری بیوی حضرت شاہ نعمت کی صاحبزادی بی بی فاطمہ کے بطن سے میاں عبداللطیف اور میاں عبدالحلیم ہوئے۔ آگے لکھتے ہیں کہ کتنی لڑکیاں ہوئیں وہ سننے میں نہیں آیا۔ البتہ تذکرۃ الصالحین میں مرقوم ہے کہ جب دولت آباد میں میاں عبدالکریم بیمار ہوئے تو میاں عبدالحلیم نے باپ کے انتقال سے پندرہ دن قبل ترکِ دنیا کیا اور جانشین ہوئے۔ والد بزرگوار کے جانشین ہوئے لیکن انتقال کب ہوا اس کا ذکر نہیں البتہ تقویم مہدویہ نے ۱۵/شعبان کو آپ کا عرس واقع ہونا تحریر کیا ہے۔ **وما علینا الا البلاغ**

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں لاڑ شاہؒ

تاریخ کا ایک طالب علم جب حضور سیدنا مہدی موعود علیہ الصلواۃ وتحیۃ کی سیرت کے مطالعہ کے دوران ۸۸۷ھ میں شروع کردہ سفر ہجرت کے مختلف منزلوں سے گذرتے ہوئے ۱۹ویں منزل پر پہنچتا ہے تو مورخین نے لکھا ہے کہ امام عالی مقام اس مقام کے تعلق سے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہاں عشق کی بوآرہی ہے جبکہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ آپ نے اس مقام کو معدن عشق یا عشق کی کان سے تعبیر فرمایا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ سفرِ ہجرت کی ۱۹ویں منزل گجرات کے پایہ تخت احمد آباد سے ۱۸۰ میل پر واقع شہر پٹن جسے کبھی انہلواڑہ سے بھی پکارا جاتا تھا اسی مقام کو حضور مہدی موعودؑ نے معدن عشق سے یاد کیا تھا۔ کیوں نہ ہو اسی معدنِ عشق سے کئی نایاب گوہر ہم نے پائے۔ بندگی میاں شاہ خوندمیر ہوں یا میاں عبدالمجید نوری' میاں امین محمد ہوں کہ میاں یوسف سہیت یا میاں ملکجی سب ہی جواہر جن کی چمک دمک سے مہدویت کی فضائے بسیط جگمگارہی ہے اس معدن عشق سے نکلے ہوئے جواہر ہیں ان سب کے حال احوال اقوال سے عباداللہ الصالحین کے اوراق مزین ہو چکے ہیں آج کی گفتگو اِسی معدن کے ایک اور تراشیدہ ہیرے جسے تاریخ کے صفحات نے میاں لاڑ شاہ کے نام نامی اسم گرامی سے یاد کیا ہے' کے گرد گھوم رہی ہے۔

میاں لاڑ شاہ کا تعلق بنیانی قبیلہ سے تھا بیشتر روایات میں مرقوم ہے کہ آپ صاحب علم وبصیرت ہونے کے ساتھ ساتھ عالم باعمل کی حیثیت سے پٹن میں مشہور تھے۔ بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن کی مشہور عام تالیف ''مولود'' سے آپ کے سجادہ نشین ہونے کی روایت سامنے آتی ہے۔ لیکن اس روایت میں ایک نقص یہ ہے کہ ام المصدقین بی بی ملکان کے عقد کے موقع پر آپ کا بقید حیات نہ ہونا مذکور ہے۔ جبکہ دیگر موالید میں موجود روایت اس کی نفی کرتے ہیں۔ ۹۰۳ھ کے اواخر میں امام عالی مقام کا پٹن میں ورود مسعود ہونا ہے۔ اور حسبِ عادت آپ بیان قران کی مجلس آراستہ کرتے ہیں اور میاں لاڑ شاہ بالالتزام مجالس وعظ و بیان میں شریک رہا کرتے تھے۔ ان ہی دنوں آپ کے علم میں یہ بات آئی کہ سیدنا مہدی علیہ السلام قرآن شریف کی چوتھی سورت سورہ النساء کی تیسری آیت **فانکحوا ما طاب لکم عن النساء مثنیٰ وثلاثه وربع** کی تعمیل میں کسی شریف خاندان میں نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں کیونکہ بی بی الہدادی کی ۸۹۱ھ میں رحلت کے بعد بڑی حد تک دائرہ کے معاملات اتنی وسعت اختیار کر چکے تھے کہ بی بی خونزا اور بی بی بونجی کے نازک کاندھوں پر مزید کسی طویل مدت تک کے لئے سونپنا ممکن العمل

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

نہیں تھا اس وقت میاں لاڑ شاہ امامنا مہدی موعود کی خدمت اقدس میں یہ عریضہ گذرانتے ہیں کہ بندہ کی ایک لڑکی ہے جو سیرت اورصورت دونوں اعتبار سے بہتر ہے اگر حضورا سے قبول فرمائیں تو بندہ کے لئے باعثِ عزوافتخار ہوگا۔مہدی علیہ السلام نے بہ کمال خندہ پیشانی اس درخواست کو قبول کیا اورایک گجراتی مقولہ ارشادفرمایا'' پہاڑ سے ہجوم باراں لے کرابراٹھااور پہاڑ کے دامن میں برس پڑا'' حضورمیاں لاڑ شاہ کے مکان پر تشریف لے جا کر بی بی ملکان کوشرفِ زوجیت سے ممتاز کرتے ہیں۔بی بی کے تعلق سے روایت میں آیا ہے کہ آپ نہ صرف صورت وسیرت میں اپنا مقام رکھتی تھیں بلکہ خوش گو،خوش فہم،ذکی الطبع،ذہین الفطرت ہونے کے ساتھ ساتھ بڑی خوبیوں کی حامل تھیں۔آپ کی ایک اورخصوصیت جس پر اکثر روایتوں سے سند ملتی ہے وہ عملی حیثیت ہے جو بلند مرتبہ کی دلیل ہے۔کیوں نہ ہووہ کس باپ کی بیٹی تھیں مشہور کہادت ہے ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔

جولوگ قرآن شریف کا باترجمہ مطالعہ کرتے ہیں وہ یہ جانتے ہیں کہ جب معلم الملائکہ شیطان نے حضرت آدم کوسجدہ کرنے سے انکار کیا تو اسے بارگاہِ خداوندی سے پھٹکار نصیب ہوئی۔اوردھتکاردیا گیا۔اسوقت اس نے رب العزت سے التجا کی کہ اسے انسان کے قلب تک رسائی حاصل کرنے کی اجازت ملے تا کہ وہ اس کوجس کی وجہ سے وہ اعزاز واکرام سے محروم ہورہا ہے سیدھی راہ سے بھٹکا سکے۔دربارالٰہی سے وہ اجازت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا لیکن ساتھ ہی یہ وارننگ بھی دی گئی کہ تیری تمام تر کوششوں کے باوجود متقی لوگ بہرحال اس کے دام فریب میں نہیں آئیں گے۔اس روایت کو ذہن نشین رکھتے ہوئے آپ نقلیات میاں سید عالم جسے دارالاشاعت کتب سلف الصالحین نے ۱۳۷۶ھ میں ابراہیمیہ مشین پریس عابد روڈ پر چھپوا کر شائع کیا ہے' کہ صفحہ ۱۸ کی یہ روایت ملاحظہ فرمایئے۔

نقل ہے کہ بی بی ملکان کے والد میاں لاڑ شاہ بقدرنو درم افیون کھایا کرتے تھے ایک موقع پر جب میاں لاڑ شاہ اسے استعمال کررہے تھے حضورمہدی موعودؑ تشریف لائے اور پاس افیون کودیکھ کر دریافت کیا کہ اس بلا کوکتنے دنوں میں کھاؤ گے۔ میاں لاڑ شاہ کو پاس ادب سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔میاں سید سلام اللہ جو اس وقت میاں لاڑ شاہ کے پاس تھے عرض کیا خوندکار یہ تو ایک دن کی خوراک ہے ان کا ذخیرہ تو علیحدہ ایک صندوق میں محفوظ ہے۔اگر حکم ہوتو بندہ حاضر کرسکتا ہے اس کے بعد وہ صندوق کو لاکر امامنا کے حضور میں پیش کردیا۔حضرت نے میاں لاڑ شاہ سے مخاطب ہوکر فرمایا'' اے میاں لاڑ یہ تم بندہ کو دیدو'' میاں لاڑ نے حکم کی بسروچشم تعمیل کی اوراللہ دیا کہہ کر حضور میں گذران دیا۔حضرت مہدی علیہ السلام نے اس پورے ذخیرہ کوفروخت کروادیا اورفروخت سے حاصل شدہ رقم مہاجرین اور رفقائے دائرہ میں سویت کرادی۔ساتھ ہی میاں لاڑ شاہ کو پسخوردہ پانی پلایا جس کا فوری نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کے ذہن وقلب میں افیون کی جو طلب بیٹھی ہوئی تھی وہ یکسرمٹ گئی اورپھر کبھی آپ نے نہ افیون استعمال کی اور نہ ہی اس کی طلب آپ کو متاثر کرسکی۔عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جولوگ نشہ آوراشیاء یا

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

دوسری طلب کی چیزیں جیسے پان، زردہ، سگریٹ وغیرہ جب یکلخت چھوڑ دیتے ہیں تو اس کے نتیجہ میں قویٰ انسانی بھی مفلوج ہوکر رشتۂ حیات جلد منقطع ہوجاتا ہے لیکن یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ میاں لاڑ شاہ نے طویل عمر بھی پائی ہے۔ تاریخ سلیمانی جلد سوم چمن چہارم کے صفحہ ۱۰۲ پر لکھا ہے۔ **بندگی میاں لاڑ شاہ عمر دراز یافته وتا وصال آنحضرت از مهاجران وصحابه کسے از گجرات حیات نبود۔** ترجمہ: میاں لاڑ شاہ نے طویل عمر پائی اور آپ کے وصال کے وقت صحابہ اور مہاجرین سے کوئی بھی بقید حیات نہیں تھے۔ اگرچیکہ آپ کی رحلت کا سن اور تاریخ دونوں پر راز کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن آثار وقرائن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا وصال حضرت سید نجی خاتم المرشد کے حین حیات ہوا۔ حضرت سید نجی کی رحلت ۹۹۶ھ کی ہے اور آپ حضرت سید شہاب الدین شہاب الحق کے وصال کے بعد کوئی ۲۵ سال بقید حیات رہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ میاں لاڑ شاہ جنہوں نے ۹۰۴ھ میں بمقام پٹن تصدیق کی دولت سے مالا مال ہوئے ۹۷۱ھ تک بقید حیات رہنا ثابت ہوتا ہے۔

اب آیئے ہم تاریخ سلیمانی کی جلد سوم چمن چہارم سے رجوع ہوتے ہیں۔ راقم السطور کے سامنے اس کا جو نسخہ رکھا ہے اس صفحہ ۱۰۳ پر لکھا ہے کہ **آنحضرت وقتے سیاحت سمت دهلی وآگره کرده اند** یعنی آپ نے دہلی وآگرہ کا سفر بھی کیا ہے۔ اور وہاں آپ کا دائرہ رہا ہے اور آگے چل کر صفحہ ۱۱۰ پر میاں لاڑ شاہ اور میاں شیخ علائی کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالنے والی دو روایتیں درج ہیں پہلی روایت میں بتایا گیا ہے کہ پیکرِ عزیمت وصداقت میاں علائی، میاں عبد اللہ خاں نیازی کے دستِ حق پرست پر تصدیق مہدی کی سعادت حاصل کی اور تلقین ہوئے اور اس زمانے میں حضرت امام علیہ السلام کے جو صحابہ بقید حیات تھے ان کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور ساتھ ہی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

" بتخصیص بصحبت بندگی لاڑ شاه بهره اندوز شد وروش وطریقه مهدویه پسند نموده آنچه اخلاق مضافات بحسب خاطر خواه خود پر سیدن بودوپر سیده وتربیت شده وترکِ دنیا نموده ودائره بسندچنانچه آنحضرت رساله استفتاروغیره تصنیف کرده اند۔

یعنی خصوصیت کے ساتھ آپ (میاں شیخ علائی) بندگی میاں لاڑ شاہ کی صحبت سے بہرہ حاصل کیا۔ مہدویہ طریقہ کو پسند کیا اور دائرہ کے اخلاق وغیرہ سے متاثر ہوکر ترک دنیا کی اور تربیت ہوئے اور ایک رسالہ بھی تحریر کیا۔

تاریخ سلیمانی کے صفحہ ۱۱۰ پر جس دوسری روایت کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اس میں مرقوم ہے کہ میاں شیخ جب بیانہ سے آگرہ کی سمت جارہے تھے تو اثنائے راہ میں ایک بقال کی دوکان کے پاس میاں لاڑ شاہ کی مڈبھیڑ میاں شیخ علائی سے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ہوئی جو پورے کروفر کے ساتھ ایک پالکی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میاں لاڑ شاہ سے جوں ہی آنکھیں چار ہوئیں میاں نے برجستہ ارشاد فرمایا ”روپیہ پیسہ والا دین دار نہیں ہوسکتا“

مخفی مباد کہ میاں شیخ علائی کے دائرہ مہدویہ میں قدم رکھنے سے قبل ان کی حالت کیا تھی اس کا اندازہ ابوالکلام آزاد کے ان الفاظ سے لگایئے جہاں وہ کہتے ہیں۔

”ارشاد وتلقین کی ناؤ کھیتے ہوئے سخت ریاضتیں اٹھانے کے باوجود یکتائی کے دعوے اور بے ھمتالی کے غرور میں ایسے مہیب تھے کہ فقیری کے کجاوے پر فرعونیت کا تاج پہن کر بیٹھے تھے نفس پرستی کا یہ عالم تھا کہ الامان الحفیظ جہاں کسی عالم کی طرف ذرا بھی لوگوں کو مائل پاتے فوراً مریدوں کی فوج لے کر چڑھ دوڑتے۔ کبھی بحث ومناظرہ کے زور سے تو کبھی سوئے اعتقاد کے الزام سے کبھی حیلہ وبہانہ کر کے اس طرح ذلیل ورسواء کرتے کہ غریب شہر چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا۔“

ایسے شخص کے منہ پر جب ایک فقیر بے نوا یہ کہے **دوہ دار دیندار نہ باشد** سوچئے قلب وذہن پر کیسے ہتھوڑے برسے ہوں گے مگر وہ جو مقلب القلوب ہے خیالات کی رو کو یکسر بدل دیتا ہے شیخ علائی کی سواری رک جاتی ہے وہ گردن جھکائے غور وفکر کی وادیوں میں گم ہو جاتے ہیں کچھ دیر بعد حالت سنبھلی تو شاگرد پیشہ کو حکم دیا کہ وہ اس فقیر بے نوا کی مقام رہائش کا پتہ اٹھا کر آئے۔

رات ہوئی اور سیاہی نے اپنی زلفیں دراز کئے تو جہاں راستہ کی رونق کم ہوئی تو مورخ لکھتا ہے کہ میاں شیخ علائی اپنے شاگرد پیشہ کو ہمراہ لئے اپنی جائے قیام سے اس دائرہ کی طرف قدم بڑھائے جہاں امام آخر الزماں حضرت مہدی علیہ السلام کے بوریہ نشین ذاکر اللہ کی یاد میں نوبت بیٹھے ہوئے تھے شیخ علائی میاں لاڑ شاہ کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں مسئلہ مہدیت اور اس کے لوازمات پر گفتگو ہوتی ہے روایت کے الفاظ میں

” آنچه سوالها واشکالها پیش آورند از آنحضرت جواب برجسته وباصواب در ذهن نشین یافتند“

ترجمہ: جو کچھ سوالات اور اس سلسلہ کی مشکلات تھے پیش کرتے ہیں اور میاں لاڑ شاہ سے برجستہ جواب پاکر ان کو ذہن نشین کر لیتے ہیں۔

یہ تھی میاں لاڑ شاہ کی علمی استعداد اور شانِ توکل کہ فقیری کے کجاوے پر فرعونیت کا تاج پہنے ہوئے علماء بھی سر کو جھکائے حضرت کے آستانہ کو اپنا قبلہ بنانے میں فخر محسوس کرتا ہے۔

گفتگو علمیت کی آگہی ہے تو لیجئے تذکرۃ الصالحین کی اس روایت کو بھی پڑھ لیجئے۔ لیکن یاد رکھیئے کہ ان ہی سلسلہ وار

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

مضامین میں ایک جگہ میں نے قرآنی حکایت کو پیش کرتے ہوئے یہ بات واضح کردی ہے ایمانیات کے مسئلہ کو خورد بینی نگاہوں سے دیکھنے کے بجائے پورے مسئلہ کو اس کے وسیع پس منظر میں دیکھنا ضروری ہے۔سیدنا ابراہیم علی نبینا نے حیات بعدالممات پر اپنے عدم اطمینان کا اظہار کیا تو بارگاہ رب العزت سے ان کی تشفی ہوئی تھی میاں شیخ مبارک ناگوری نے بھی اپنے ذہنی اشکال میاں عبدالملک سجاوندی کے حضور پیش کئے تھے اور ایسی ہی صورت حال روایت زیر گفتگو میں سامنے آرہی ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ گجرات میں ایک ملا جس نے مصدقین کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ جاری کیا تھا چند برادران دائرہ اس کو قتل کے لئے کوشاں تھے ایک موقع پر جب برادروں نے اس کو دیکھ کر پیچھا کیا تو اس نے بھاگ کر میاں لاڑشاہ کے گھر میں پناہ لے لی۔لیکن برادروں نے اندر گھس کر اس کا سر قلم کر دیا جس پر میاں لاڑشاہ سخت دل گیر و آزردہ ہوئے اور اس پر ہر وقت افسوس کیا کرتے تھے۔حسن اتفاق سے ان ہی دنوں بندگی میاں شاہ نظامؒ کی بہرہ عام کے سلسلہ میں میاں عبدالرحمٰن کے جماعت خانہ میں انوندرہ میں سب جمع ہوئے عصر کی نماز کے بعد سب حاضرین نے میاں لاڑشاہ سے بیان قرآن کی درخواست کی۔میاں نے بیان شروع کیا اور دوران بیان اس امر پر اظہار افسوس کیا کہ ہمارے بعض بھائی کلمہ گو کو گائے بیل کی طرح قتل کر دیتے ہیں جس کی شرع میں سختی سے مخالفت آئی ہے اس مجلس وعظ میں فرزندان شاہ خوندمیر حضرت سید شہاب الدین شہاب الحقؒ اور حضرت خاتم المرشدینؒ بھی موجود تھے۔اور آپ پر یہ بات گراں گذری۔جب میاں لاڑشاہ نے بیان ختم کیا تو حضرت سیدنجی نے صف نماز پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ ہم قرآن شریف کی ۴۹ ویں سورۃ جو سورہ حجرات کہلاتی ہے ' کی ۹ ویں آیت کی روشنی میں قتل کرتے ہیں اس لئے کہ ذات مہدی امر اللہ ہے۔

روایات بتاتے ہیں کہ مسئلہ تکفیر پر بھی ابتداء میں میاں لاڑشاہ دائرہ کی روش سے مطمئن نہیں تھے۔اس سلسلہ میں ہماری مشہور کتاب انصاف نامہ کے باب دوم میں تفصیلی گفتگو مزید جانکاری کے لئے دیکھی جاسکتی ہے کہ اس کی تفصیل مضمون کو غیر ضروری طوالت سے دوچار کردے گی لیکن یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ عقائدی امور میں متحدالخیال ہونے کی خاطر ۹۱۴ھ میں جب بندگی میاں شاہ دلاورؒ نے اجماع کا انعقاد کر کے محضرہ مرتب کیا جو محضرہ بندگی میاں شاہ دلاور کے نام سے موسوم ہے اور جو ادارۂ اشاعت کتب سلف الصالحین کی جانب سے شائع ہو چکا ہے تو اجماع صحابہ کے فیصلہ اور تابعین کرام کے دلائل کو قبول کرتے ہوئے اپنے پچھلے خیالات سے دستبرداری اختیار کی۔

یہ تھی اہلِ دائرہ کی کسرنفسی' دیانت' خداترسی اور راست بازی کہ انہوں نے مسائل میں اختلاف رائے کیا تو نفس کی کارستانی نہیں بلکہ الہیت پیش نظر رہتی تھی اور جب راہ راست نظر آئی تو ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر رجوع لا لیتے تھے۔

اگرچہ کہ کتب تعلیمات میں میاں لاڑشاہ سے مروی کئی ایک نقلیات سامنے آتی ہیں لیکن ان کے پیش کرنے میں

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

دشواری یہ ہے کہ مہاجرین میں لاڑشاہ نام کے دو بزرگ ملتے ہیں ایک میاں لاڑشاہ جونپور کی جامع مسجد کے امام تھے جو پورے سفر ہجرت میں امام مہدی موعود علیہ السلام کا ساتھ دیتے ہیں اور دوسرے ان سطور کے ممدوح جو جنہیں امامنا علیہ السلام کے خسر ہونے کا اعزاز حاصل ہے چونکہ راوی کی حیثیت سے صرف نقلیات میں میاں لاڑ شاہ سے منقول ہے' کے الفاظ سے پتہ نہیں چلتا کہ کون سے لاڑشاہ ہیں اسی وجہ سے نقلیات پر گفتگو آگے نہیں بڑھائی جارہی ہے۔

تاریخ سلیمانی کے صفحہ۱۰۲ کی آخری سطر میں لکھا ہے کہ

آن حضرت در احمد آباد تاج پورہ واصل حق شدہ اندومرقد عالی آن جاء است مشہور ومعروف لیکن تاریخ رحلت وسن وعمر وشجرہ جدی حضرت معلوم نیست۔

ترجمہ: آنحضرت کی رحلت احمد آباد میں تاج پورہ کے مقام پر جہاں آپ کا دائرہ تھا واقع ہوئی۔اور وہیں آپ کا مقبرہ مشہور ہے لیکن تاریخ رحلت' سن اور عمر اور آپ کا شجرہ معلوم نہیں۔ و ما علینا الا البلاغ

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں ملک الہداد خلیفہ گروہؓ

اللہ کے اس نیک اور صالح بندہ کے احوال وواقعات سے جس کے لئے صاحبِ تذکرۃ الصالحین میاں سید حسین نبیرہ حضرت سید علی ستونِ دین نے مرد صالح ودیندار وپرہیزگار کے القاب استعمال کئے ہیں۔ جبکہ شواہد الولایت کے مصنف شاہ برہان آپ کو مرشد الارشاد کہا ہے یہ ہیں بندگی میاں ملک الہداد جو عام طور پر خلیفہ گروہؓ کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

روایت میں آیا ہے کہ بندگی ملک الہداد ملک یعقوب باڑی وال کے پوتے اور ملک احمد کے نورِ نظر تھے۔ بتایا جاتا ہے کہ باڑی راجستھان میں بیانہ کے قریب ایک موضع تھا جسے ملک یعقوب نے آباد کیا تھا۔ اور اسی اعتبار سے آپ باڑی وال سے مشہور ہوئے۔ کتاب سیرت صدیق ولایتؓ مصنفہ حضرت پیرومرشد سید اسماعیل موسیٰ میاں صاحب قبلہ نے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فرزند حضرتت ابوعبدالرحمٰنؓ سے بتایا ہے۔ ساتھ ہی حاشیہ میں تاریخ سلیمانی کی یہ روایت بھی درج ہے کہ ملک یعقوب حضرت یحییٰ منیری کی اولاد سے ہیں۔ جبکہ حضرت یحییٰ منیری حضرت سید عبدالقادر جو حضرت امام حسن کی اولاد سے ہیں ظاہر کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے آپ سادات حسنی سے ہوتے ہیں۔ شواہد الولایت میں مرقوم ہے کہ آپ بادشاہ گجرات کے امراء کبار میں سے تھے۔ جب حضور سیدنا مہدی موعود کا ورود مسعود گجرات کے علاقہ پٹن میں ہوا اور وعظ وبیان کی شہرت ہونے لگی تو آپ نے ملک بخن اور ملک حماد کے ہمراہ کاشانۂ ولایت پر حاضر ہوکر تصدیق وتلقین کی دولت پائی۔ جبکہ پنج فضائل میں پانچ افراد جن میں ملک شرف الدین اور ملک پیر محمد بھی شامل ہیں حاضر ہونے اور تصدیق وتلقین سے فیضیاب ہونے کی روایت ملتی ہے۔ لیکن ایک اور کتاب اخبار الاسرار میں صرف حضرت ملک کی امام علیہ السلام سے پٹن میں ملاقات اور بعد تحقیق وتصدیق کی روایت درج ہے۔ یہاں یہ بات نہ بھولنی چاہئے کہ تصدیق وتحقیق علیحدہ چیز ہے اور ترکِ دنیا کے فریضہ کی ادائی علیحدہ امر ہے۔ خلیفہ گروہ نے پہلے مرحلہ پر تصدیق کی دولت حاصل کی اور کچھ مدت بعد فریضہ ترک دنیا ادا کیا۔ اس کی تصدیق ایک اور روایت سے بھی ہوتی ہے جو ذیل میں دی جارہی ہے۔ تذکرۃ الصالحین میں آیا ہے کہ ایک مجلس میں جب کسی خاص مسئلہ پر گفتگو کا سلسلہ دراز ہوا اور بات ختم نہیں ہو پارہی تھی سید الشہداء بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ غیر مہاجر یعنی کاسبین ہیں اس مجلس سے اٹھ جائیں تاکہ سب برادر کچھ گفتگو کریں۔ جیسے ہی سید الشہداء کا حکم ہوا اور کاسبین کے ساتھ ملک الہداد بھی اٹھنے لگے تب میراں سید محمود نے آپ کے کمربند کا گوشہ پکڑ کر

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بٹھادیا اور فرمایا کہ بھائی داؤد تم ہم میں سے ہو۔جس چشمہ سے ہم کو فیض پہنچتا ہے تم کو بھی اس سے پہنچتا ہے۔آپ نے دیکھا کہ بندگی میاں کا اہل مجلس سے خطاب کرتے ہوئے غیر تارک الدنیا افراد کو مجلس سے اٹھ جانے کا حکم دینا اور بندگی ملک کا فوری اپنی نشست سے اٹھ جانا یہ ثابت کرتا ہے کہ اس وقت ملک الہداد کا تعلق امرائے دربار سے باقی و برقرار تھا اسی وجہ سے آپ نے مجلس سے اٹھ جانے کو ترجیح دی ساتھ ہی حضرت میراں سید محمود کا آپ کو بہ اصرار مجلس میں بیٹھانا آپ کے علوئے مرتبت کی غمازی کرتا ہے۔جہاں تک آپ کے بوقت تصدیق وتلقین ترک دنیا نہ کرنے کا معاملہ ہے تذکرۃ الصالحین کی یہ روایت پیش نظر رہنی چاہئے۔لکھا ہے کہ ایک روز آپ ترک دنیا اور خدا کی طلب کے راستہ کے پردوں کے بارے میں غور کررہے تھے کہ اس وقت ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر نفس وہوئی (خواہش نفسانی وحیوانی) میرے فرمانبردار ہوجائیں تو میں راہ خدا اختیار کرتا ہوں۔اس کے ساتھ ہی دونوں اپنی اپنی شکل میں ظاہر ہوکر کہا کہ ہم آپ کے فرمانبردار ہیں آپ راہِ خدا اختیار فرمائیں۔اسی کے ساتھ ہی آپ اور فرزند ملک پیر محمد دونوں نے ترک دنیا کیا اور بندگی میاں شاہ نظام کی خدمت میں حاضر ہوکر صحبت اختیار کی اور تین سال کی مدت تک آپ شاہ نظام کی صحبت میں رہے۔اس ضمن میں شاہ برہان تحریر کرتے ہیں کہ بندگی ملک الہداد چونکہ سن رسیدہ تھے اور بندگی میاں کی عمر آپ کے مقابلہ میں کم تھی اس وجہ سے ملک کی خاطر مبارک میں یہ بات آئی کہ بندگی میاں کے آگے یہ بندہ جس کی داڑھی سفید ہوچکی ہے کیوں کر جائے۔سفید داڑھی اور سیاہ ریش میں موافقت کی صورت مشکل میں ہی ہوسکتی ہے۔مگر شاہ نظامؓ حضور مہدی علیہ السلام کے برگزیدہ اصحاب میں سے ہیں سن بھی زیادہ رکھتے ہیں اور آنحضرت کی صحبت میں بھی زیادہ مدت رہے ہیں۔اس لحاظ سے ان ہی کی صحبت میں رہنا چاہئے۔اور اس طرح شاہ نظام کی صحبت میں رہے۔روایت میں آیا ہے کہ جن دنوں آپ شاہ کی صحبت میں تھے کئی مرتبہ آپ کے دل میں یہ احساس جاگزیں ہوتا تھا کہ اے میاں داد و تو میاں نظام کی صحبت میں رہتا ہے جب کہ تجھے تیرا حصہ بندگی شاہ خوندمیر کی طرف سے دیا جاتا ہے۔جب ایسے معاملات بار بار پیش آنے لگے تو آپ نے ان معاملات سے شاہ کو واقف کروایا تب بھی شاہ نے ملک کو بندگی میاں کے پاس جانے کی اجازت نہیں دی۔لیکن ایک دفعہ ایسا ہوا کہ شاہ کو کسی نے مدعو کیا اور ملک کو بھی دعوت کہلوادی۔ملک نے شاہ سے دعوت میں تشریف نہ لے جانے پر اصرار کیا تو شاہ نے ارشاد فرمایا **بندگان خدا وفادارزیاں کسے نیست چه دشمن چه دوست** (ترجمہ: بندگان خدا کسی اللہ کے بندے کو خواہ وہ دوست ہو یا دشمن نقصان پہنچانے کے روادار نہیں ہوتے) ایک اور روایت میں آیا ہے کہ شاہ نے فرمایا بندہ کے پاس سکوت ہے اور کسی کی برائیوں' کمزوریوں کا پردہ چاک کرنے کے بجائے ڈھول ڈھانپا کرتا ہے اور جب دعوت سے واپس آئے تو صحابہ میں اس دعوت کا ذکر چھیڑا ہوا دیکھا تو آپ ملک الہداد کو بلا کر فرمایا کہ تم میاں سید خوندمیرؓ کے پاس جاؤ وہ تیغ بے نیام ہیں اور تمہارا حوصلہ بھی اسی جگہ کے موافق ہے۔تذکرۃ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

الصالحین میں لکھا ہے کہ بندگی میاں ملک نے شاہ کا جواب پا کرعرض کیا کہ بندہ کے دل میں یہی تھا کہ خوندکار سے اجازت لے کر بندگی میاں کے پاس جاؤں کیونکہ اپنے دین کا بہرہ ان ہی کے گھر سے دیکھ رہا ہوں۔غرض بندگی ملک الہداد اوران کے فرزند ملک پیرمحمد دونوں نے بندگی میاں کے حضور آکر صحبت اختیار کی اور یہ سلسلہ گیارہ سال تک جاری رہا تا آنکہ بندگی میاں کی شہادت واقع ہوئی۔ بندگی ملک کے آجانے پر بندگی میاں بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ بھائی دادو کی بھائی نظام کے پاس جانے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شہزادہ کم سنی میں تعلیم اور آدابِ شاہی سیکھنے کے لئے کسی مکتب میں شریک ہوتا ہے۔اور جب وہ ضروری تعلیم سے آگاہی حاصل کرلیتا ہے تو اسے تخت شاہی پر لا کر بٹھا دیتے ہیں ایسے ہی بھائی دادو وہاں جاکر بندہ کی صحبت میں رہنے کے قابل ہوکر آئے ہیں۔آپ کے تعلق سے بندگی میاں نے کئی ایک بشارتیں دی ہیں ان کی تفصیل بہت طویل ہے۔اس لئے یہاں چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ایک موقع پر جب بندگی ملک نے شہادت اور حضرت سید الشہداء کی ہمراہی کی تمنا کا اظہار کیا تو فرمایا کہ تم آزردہ خاطر نہ ہو تمہارے زندہ رہنے میں مقصود خدائے تعالیٰ ہے اور اپنے فرزندوں کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمایا انہیں نام خدا یاد دلانا چاہئے۔اور تمہارا مدعا جو شہادت حاصل کرنا ہے وہ بھی تمہیں حاصل ہوگا اس جنگ میں تم کو جو کچھ زخم آئیں گے ان ہی زخموں سے تمہارا وقت آخر آپہنچے گا اور اسی سے تمہاری رحلت ہوگی۔

حاصل کلام یہ کہ بندگی میاں کی شہادت کے بعد تمام شہداء کی تجہیز و تکفین بندگی ملک الہداد کے ہاتھوں تکمیل کو پہنچی اور پھر جنگ میں جو لوگ زخمی ہوئے تھے ان سب کی دیکھ بھال بندگی ملک الہداد ہی نے فرمائی۔یوں بھی روایات سناتے ہیں کہ بندگی میاں کی شہادت کے بعد دائرہ پر بہت سخت وقت آپڑا اسد راسن سے بندگی ملک کا اخراج بھی اسی طرح سے ہوا کہ نماز عشاء تین مقامات پر پوری ادا ہوئی اس کے بعد آپ موضع تھراڈ میں قیام کیا۔یہاں کے دیسمکھ ملک ماؤنڈ تھے جو مصدق تھے اور دو سو آدمی اپنے قبیلے کے رکھتے تھے اسی زمانہ میں ملک ماونڈ سخت بیمار ہوگئے۔آپ نے بندگی ملک کے حضور معروضہ گذرانا کہ میں اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ خود سے حاضر ہوسکوں اگر خوندکار اپنے قدوم سے غریب خانہ کو سرفراز کریں تو بندہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ بندگی ملک ان کے گھر تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور اس قریہ ہی میں دائرہ باندھ کر رہیں کسی اور جگہ نہ جائیں۔لیکن بندگی ملک نے اس کو قبول نہیں کیا اور مارواڑ تشریف لے جاکر موضع پارکر میں دائرہ باندھ کر رہے۔

یہ بات تو سب ہی جانتے ہیں کہ شاہراہ سلوک کے مسافر کو بسا اوقات معاملات میں کسی نہ کسی سے رجوع ہونا پڑتا ہے اسی ضمن میں حضور مہدی علیہ السلام نے صحابہ کو یہ ہدایت دے رکھی تھی اگر وہ اپنے معاملات کے حل کے لئے سیدنا سے رجوع نہ کرسکیں تو بندگی شاہ دلاور سے رجوع ہوں۔روایت میں آیا ہے کہ جب آپ کا دائرہ جالور میں تھا اس وقت بیان قرآن کے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

دوران مغالطہ کا احساس ہوا۔تو آپ نے حقیقت حال ایک مکتوب میں ایک دوہرہ لکھ کر شاہ دلاور کے پاس روانہ کیا۔شاہ دلاور نے خط دیکھ کر ملک کو جواب بھیجا کہ حقیقت حال سے سوائے ملاقات کے واضح نہیں ہوسکتی۔شاہ کا یہ جواب پا کر بندگی ملک ایک بھیلی میں سوار ہوکر شاہ کے پاس حاضر ہوئے اور حقیقت حال سامنے رکھی اور فنا دنیستی اور گم گشتگی کی تفصیل گوش گذار کی۔اس وقت شاہ نے ارشاد فرمایا۔

''میاں دادو تم بازی لے گئے جی۔اب تم بیان قرآن بے فکری کے ساتھ کرو اگر تم کو نقصان پہنچے بندہ کا دامن پکڑ لینا''

بندگی ملک الہداد کو عام طور پر خلیفہ گروہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کو پانچوں خلفائے امام علیہ السلام سے فیض حاصل ہوا تھا اوپر ہم نے بتایا ہے کہ کس طرح میراں سید محمود ثانی مہدیؑ سید الشہداءؓ بندگی میاں سید خوندمیرؓ بندگی میاں شاہ نظام اور بندگی میاں شاہ دلاور کے حضور رسائی، اخلاص اور محبت وشفقت سے لبریز الطاف وعنایات حاصل تھے جہاں تک شاہ نعمت کا تعلق ہے یہ بات نہ بھولنی چاہئے کہ ایک زمانہ میں شاہ نعمت کا دائرہ جالور میں رہا ہے۔جب بندگی ملک الہداد جالور آئے تو بندگی شاہ نعمت نے اپنا دائرہ آپ کے حوالہ کردیا۔ان امور سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بندگی ملک کے فیضان پر جیسا کہ شواہد الولایت میں مرقوم ہے تمام مہاجرین اور تابعین متفق تھے اسی بناء پر آپ خلیفہ گروہ کے لقب سے مشہور ہیں۔

الغرض امامنا علیہ السلام کے اس دنیا سے پردہ کرلینے کے ۳۵ سال بعد ۱۵/ رمضان المبارک ۹۴۵ھ میں آپ بمقام کپڑ ونج واصل بحق ہوئے۔مخفی مباد کہ شواہد الولایت میں آپ کا وصال ۱۵/ رمضان بتایا گیا ہے جب کہ تذکرۃ الصالحین ۱۴/ رمضان ۹۴۴ھ درج ہے۔اور اخبار الاسرار میں تاریخ وصال ۱۴/ رمضان المبارک کے ساتھ سن رحلت ۹۴۵ھ بتایا گیا ہے۔

آپ کے ۱۸ خلفاء مشہور ہیں ان میں سید الشہداءؓ کے چھ فرزندان کے ساتھ بندگی سید عطن کے دو فرزند میاں سید حسن اور میاں سید حسین۔ملک حماد کے دو فرزندان ملک اسماعیل وملک احمد۔ملک گوہر کے فرزند میاں ملک وغیرہم شامل ہیں۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت ولی بن یوسفؒ

حقیقت تو یہ ہے کہ ہماری قومی زندگی کا یہ المیہ ہے کہ تاریخ جس شئے کا نام ہے وہ ہمارے پاس سرے سے غائب ہے اور اس کا اس طرح ناپید ہونا کوئی تعجب کی بات بھی نہیں۔ اس لئے ہماری تمام تر تعلیمات کا مقصد و مدعا فنا اور نیستی کے محور کے گرد ہے۔

جہاں مقصدِ حیات دنیا و دنیاداری سے فرار اور عشقِ الٰہی میں یوں ڈوب جانا اور خود کو فنافی اللہ کی راہوں میں گم ہو جانا ہو وہاں لہولعب کا کیا سوال۔ ایسی صورت میں واقعات کا رقم ہونا' حالات کا تجزیہ اور زمانہ کے رجحانات کا تقابل ایک امر غیر ضروری کے سوا کچھ اور نہیں تھا۔ یہاں یہ بات نہ بھولنی چاہئے کہ ایک موقع پر جب حضرت مہدیؑ نے صحابہ کو باہم گفتگو میں مصروف پایا تو پوچھا کیا کرتے ہو۔ عرض کیا گیا کہ حکایات و بزرگوں' اصحابِ سلف کے واقعات کا ذکر ہو رہا ہے تو ارشاد ہوا۔ بھائیو تم حکایتوں سے خدا تک نہیں پہنچ سکتے۔ ذکر کرو اور ذکر اللہ ہی سے خدا کو حاصل کرو گے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک بار صحابہ چکی میں آٹا پیس رہے تھے تو حکم ہوا اس سے بہتر تو یہ تھا کہ تم ایک مٹھی اجرت میں دے کر آٹا پسوا لیتے اور اپنا وقتِ عزیز اس طرح گنوانے کے بجائے ذکر اللہ میں مصروف رہتے۔ پھر ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جب صحابہ نے تنور کو گرم پایا تو روٹی ڈالنے بیٹھ گئے۔ ایسے میں حضور تشریف لے آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کیا ہو رہا ہے۔ عرض کیا گیا کہ تنور گرم تھا اس لئے روٹی ڈالی جا رہی ہے تو ارشاد ہوا کہ اچھا ہوتا اگر تم اپنا وقت ذکر اللہ میں گذارتے۔ غرض عرض کرنا یہ ہے کہ جن دائروں میں ذکر اللہ کی اس شدت سے پابندی پر عمل ہوتا وہاں واقعات و حالات کا قلم بند کیا جانا اور تاریخ کا ضبطِ تحریر میں آنا کہاں ممکن العمل ہو سکتا تھا۔

اس پس منظر میں یہی کیا کم ہے کہ ہمارے بزرگانِ سلف نے جیسا کچھ بھی ہے واقعات اور حالات ان کے علم میں آئے قلم بند کر کے ہم تشنگانِ راہ کے لئے سرمۂ بصیرت فراہم کیا۔ اسوقت ہمارے سامنے سیرت و تعلیمات پر جو کچھ بھی مواد سامنے آتا ہے وہ یا تو موالید کی صورت میں ہے یا پھر نقلیات کی شکل میں ہے۔ موالید میں اولیت ''مولود'' کو حاصل ہے جو تالیف ہے مبشر امام بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؓ کی اور اسی طرح نقلیات کے باب میں ہمارے سامنے تین کتابیں آتی ہیں جو میاں عبدالرشید' میاں ولی بن یوسف اور میاں سید عالم کی ترتیب دی ہوئی ہیں۔ میاں عبدالرشید والدِ بزرگوار ہیں میاں مصطفٰی کے اور بعض روایات آپ کو صحابی مہدی موعودؑ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ جب کہ میاں ولی بن یوسف تابعی قرار پاتے ہیں۔ اور میاں سید عالم کا شمار بعد کے دور میں ہوتا ہے۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ہمارے آج کے ان صفحات کے ممدوح بندگی میاں ولی جی بن یوسف کے تعلق سے ملک سلیمان کی مشہور تالیف تاریخ سلیمانی میں مرقوم ہے۔

در علم صوری ومعنوی قابلیت اتم داشتند ۔ترجمہ: آپ علم ظاہری وباطنی میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔

ساتھ ملک سلیمان لکھتے ہیں۔**انصاف نامه ورساله حجت المنصفین از تصانیف ایشیان از تابعی کبار اندودر صحبت تقابل سند صحیح دارند۔**(ترجمہ:نقلیات انصاف نامہ اور رسالہ حجۃ المنصفین آپ کی تالیفات سے ہیں اور آپ نقل کی صحت میں سند صحیح رکھتے ہیں آپ تابعین کبار (بزرگ تابعین) سے ہیں۔

سند صحیح کے الفاظ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جو نقلیات آپ نے اپنی کتاب انصاف نامہ میں درج کی ہیں انکی صحت کسی قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے۔کیوں نہ ہوئی جب کہ آپ کو پانچوں صحابائے مہدی جنہیں ہم خلفاء سے یاد کرتے ہیں ان کی صحبت، فیض درجت میں کم وبیش ۲۰ سال کی مدت گذاری ہے۔ملک سلیمان لکھتے ہیں۔

اول اول چند ماہ آپ بندگی میاں عبدالمجید نورنوشؓ کی صحبت میں رہے۔بعد میں آپ حضور میراں سید محمود ثانی مہدیؑ سے ایک سال یا اس سے زیادہ مدت تک اخذ فیض کرتے رہے۔اس کے بعد دس سال بندگی میاں شاہ خوندمیر صدیق ولایت کی صحبت میں رہے۔اس کے بعد چار سال بندگی میاں شاہ نظامؓ کے دائرہ جالور میں گذارے ہیں۔

اس کے آگے خود مصنف کی زبان سے سنیئے وہ کیا کہتے ہیں۔

"بعد ازاں همه خلفائے مهدی را صحبت کرده ایم دروش ایشان دیده ایم ونقل پاسبانِ مهدی از زبان ایشان بسیار شنیده ایم وبعضے از آن نقلها چند نقل مختصر بر نوک قلم آورده ایم ونام این رساله راانصاف نامه نهاده ایم تا هر مبتیده وخواننده انصاف کند۔

ترجمہ: بعد ازاں تمام خلفائے مہدی کی صحبت اختیار کی اور آنکھوں میں ان کی روش دیکھی اور ان کی زبان سے بے شمار نقلیات ومیاں مہدی علیہ السلام سے اور پھر ان میں بعض نقول کو نوک قلم پر لایا اور مختصر طور پر ان کو درج کیا۔اور اس رسالہ کا نام انصاف نامہ رکھا تا کہ ہر کوئی دیکھنے والا اور پڑھنے والا بہ نظر انصاف ان کا مطالعہ کرے۔

آگے چل کر میاں ولی جی تحریر کرتے ہیں۔

اگر کوئی مصدق مہدی ہو اور اسے حضور مہدی علیہ السلام کی اتباع کی خواہش ہو اور اسے مہاجر مہدی کی صحبت حاصل نہ ہوئی ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان نقول کا مطالعہ کرے تو وہ اپنی ذات سے انصاف کرے اور جو کچھ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے ان پر صدق دل سے عمل کرے اور اگر وہ اس میں کامیاب ہو جائے تو اللہ کا شکر ادا کرے۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

تفصیل کے لئے قارئین انصاف نامہ (فارسی) مرتبہ حضرت پیرومرشد سید دلاور گورے میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۂ جسے ادارہ شمسیہ نے ذیقعدہ ۱۳۶۷ھ آج سے ۵۰ سال قبل شائع کیا ملاحظہ فرمائیے۔

بلا شک وشبہ اس کو سیدنا مہدی علیہ السلام سے منسوب کرتے ہیں ایسی صورت میں بعض اولیاءاللہ اور بزرگانِ سلف کے اقوال وواقعات کو نقل کا نام دیا جائے غلط فہمی کی صورت پیدا ہوتی ہے۔

انصاف نامہ اور حاشیہ انصاف نامہ کے علاوہ بندگی ولی جی کی ایک اور تصنیف حجۃ المصنفین بھی ہے۔ دارالاشاعت کتب سلف الصالحین نے اسے ۱۳۷۵ھ میں شائع کیا تھا ۵۳ صفحات پر پھیلی ہوئی اس کتاب کے ابتدائی سطور جن سے کتاب کی وجہ تصنیف ظاہر ہوتی ہے' کا اقتباس درج ذیل ہے۔

''ساری تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس نے انسان اور جنات کو پیدا کیا ان میں وہ بھی ہیں جو محمد کی پیروی کرتے ہیں اور بعض وہ بھی ہیں جو رسول کی باتوں کو خواب کی باتیں کہا کرتے تھے محمد کو چاہئے کہ کوئی معجزہ ہم کو بتائے جس طرح پہلے رسول معجزہ لائے تھے اور اس کو حق تعالیٰ نے خبر دی۔ ایک شخص شہر کے دور تر مقام سے دوڑتا ہوا آیا اور کہا اے قوم تم مرسلوں کی پیروی کرو۔ ان لوگوں کی جو تم سے اجرت نہیں مانگتے اور ہدایت پر ہیں اور وحی بھیجی اللہ نے اس کی طرف قیامت نزدیک ہوگئی اور چاند شق ہوگیا وہ معجزہ دیکھ کر منہ پھیر لیتے ہیں کہ یہ دائمی جادو ہے تکذیب کرتے ہیں اور اپنے خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ انہوں نے قرآن کی سورتوں کی نقل لائی اور کہا قسم ہے آٹا پیسنے والیوں کی۔ آٹا گوندھنے والیوں کی' روٹیاں پکانے والوں کی پس وہ چاب کر کھائیں اور لقمہ بنا بنا کر نگل لیں۔ اور یہ کہا ہاتھی تم کو کیا معلوم کہ ہاتھی کیا چیز ہے۔ اسکو ایک دم لگی ہوئی ہے اور ایک لمبی سونڈ ہے ایسی بہت ساری باتیں لکھی ہیں جو شخص تاریخ طبری دیکھے گا اس کو معلوم ہوگا جیسا کہ ہم سے شروع کیا تھا۔ مقاصد حسنہ میں ایسا ہی ہے اے عزیز جس کی ذات سے دین کو فتح ہوئی اس کو ایسی باتیں کہی گئیں تو اس کے بعد اس کے تابع کو بھی ویسی ہی باتیں کہی جائیں گی۔ پس اس فقیر ولی بن یوسف واسطے متابعت کے بعض فرامین مہدی اور نقول یارانِ مہدی جن کو میں نے سنا تھا لکھا ہے اور بعض روایات اور اقوال بعض نسخوں سے اخذ کر کے لکھا ہے۔ اور اس رسالہ کا نام حجۃ المصنفین رکھا ہے تا کہ دیکھا جائے۔ مخالفین اس پر کیا کہتے ہیں۔''

غرض پوری کتاب ان روایتوں سے بھری ہوئی ہے جن کی تفصیل کسی بھی مولود میں ملتی ہے۔ جیسے بی بی آمنہ کا وہ معاملہ جو انہوں نے اپنے بھائی قیام الملک سے کہا تھا اور شیخ دانیال کی موجودگی میں حضور نبی کریم ﷺ کی امانت کی حوالگی وغیرہ وغیرہ۔

مضمون کو منزل اختتام تک پہنچانے کے لئے تاریخ وسن رحلت کی تلاش میں خاتم سلیمانی کی ورق گردانی بے اثر ثابت ہوتی ہے البتہ صفحہ ۱۰۴ کی ۱۵ ویں سطر پر مرقوم ہے بندر کھنمبات سے دو میل شمال کی جانب ایک کویٹ کے درخت کے نیچے میاں شیخ محمد میاں کبیر محمد کے جو اصحاب کبار و مہاجر امام الابرار تھے اور اس سے پانچ چھ قدم پر میاں ولی بن یوسف کی قبر ہے اور بس

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں شیخ بھیک مہاجرؓ

اللہ کے نیک و برگزیدہ بندوں کے احوال سے مزین واقعات کی تفصیلات اپنے قارئین کے غور وفکر کے مطالعہ کے لئے پچھلے دوسال سے چل رہا ہے اس کی ۲۵ ویں قسط عبارت پارہی ہے۔اس صحابہ بزرگ کے واقعات وحالات سے جس کو" شواہد الولایت کے مصنف شاہ برہان امام آخرالزماں کے صحابہ کبار میں سے ایک تحریر کیا ہے عبارت پارہا ہے ان کا نام نامی اسم گرامی میاں شیخ بھیک مہاجرؓ ہے

ہماری قومی تاریخ سلیمانی کے گلشن ہشتم چمن چہارم میں جو صحابہ وتابعین اور تبع تابعین کے فضائل ونقائل پر مشتمل ہے کہ صفحہ ۹۸ پر لکھا ہے۔

نقلست کہ بندگی میاں بھائی مہاجر ومیاں بھیک مہاجر ومیاں فرید مہاجر و چھارم میاں ابن این چار برادران ازاولاد حضرت زرزری بخش اندے

ترجمہ: نقل ہے کہ بندگی میاں بھائی مہاجر' میاں بھیک مہاجر' میاں فرید مہاجر اور چوتھے میاں ابن یہ چاروں بھائی حضرت زرزری بخش کی اولاد سے ہیں۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

نقلست میاں بھیک مہاجر برادر بندگی میاں بھائی مہاجر بسا بزرگ وصاحب کمال وحال بودند

ترجمہ: نقل ہے کہ میاں بھیک مہاجر جو بندگی میاں بھائی مہاجر کے بھائی ہیں ایک اللہ والے' نیک دل ونیک صفات' صاحبِ کمال اور صاحبِ حال بھی گنے جاتے ہیں۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ میاں بھیک شہر جونپور آئے ہوئے تھے اور یہیں پر آپ نے تصدیق کی دولت پائی اور اس حقیقت واقعہ کی تصدیق سوانح امام علیہ السلام الموسوم المہدی الموعود مصنفہ حضرت سید حسین صاحب محمودی کے صفحہ ۱۹۸ پر جن اصحاب کبار کے اسماء گرامی جو حضور امام سیدنا مہدی موعود کے ہمراہ جونپور سے رختِ سفر باندھا اور ہجرت میں ساتھ ہوئے ان میں سلسلہ نشان ۱۵ پر میاں بھیک مہاجر کا نام ملتا ہے جس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ میاں شیخ بھیک جونپور ہی سے امام علیہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

السلام کے ہمراہ سفر وحضر میں ساتھ رہے ہیں اس طرح ہماری آج کی اس تحریر کا محور دراصل وہ ذاتِ والا قدر ہے جس کی ولایت مآب سے مسلسل ۸۸۷ھ سے ۹۱۰ھ تک یعنی پورے ۲۳ سال تک اکتسابِ فیض کے مواقع حاصل رہے تھے۔

سیرت نگاروں نے ہماری اس تحریر کے محور میاں شیخ بھیک کو سفر ہجرت کے تیسرے Stopover میں جسے دانا پور کہا جاتا ہے ہماری نگاہوں کا مرکز بنا دیا ہے۔ آیئے اس واقعہ کی تفصیل سیرت کی مشہور کتاب ''شواہدالولایت'' کے صفحہ ۵۷ پر دیکھیں۔

''شہر دانا پور اور چندیری کے مابین ایک مقام پر شہنشاہ ولایتؑ نے قیام کیا اور وہاں سے بندگی میاں شیخ بھیک جو امام آخرالزماں کے صحابہ کبار میں سے ایک تھے ایک دوسرے صحابی کو ساتھ لے کر کسی کام کے لئے شہر میں گئے۔ ایک جگہ انہوں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ خاص وعام ایک مجمع کثیر کی صورت میں بیجد گریہ وزاری اور بیقراری میں مبتلا ہیں۔ میاں شیخ بھیک نے ان ہی میں سے بعضوں سے پوچھا کہ تم لوگ کیوں مضطرب وبیقرار ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہماری قوم کا سردار مرگیا ہے۔ شیخ نے کہا ''مجھے دکھلاؤ'' جب لوگوں نے ان کو چتا کے قریب لے گئے اور آپ نے مردے کو دیکھا تو فرمایا ''یہ تو مرا نہیں زندہ ہے'' پھر لاش کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ''اُٹھ جاؤ'' میاں شیخ کی زبان سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ لاش میں حرکت ہوئی اور جسے مردہ کہہ رہے تھے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا''

الحاصل یہ کہ شرک کے پجاری اور بتوں کی پرستش کرنے والوں کے لئے ایک انہونی واقعہ سامنے آیا تو پکار اٹھے ''یہ انسان نہیں ہے پربھو ہے، پرمیشور ہے، اوتار ہے''

مجمع کا مجمع آپ کو گھیرے میں لے لیا اور لگے ڈنڈوت کرنے۔ سجدہ کرنے۔ اس ہجوم کو دیکھ کر میاں بھیک گھبرائے اور کترا کر دائرہ کی سمت بھاگنے لگے۔ آگے آگے آپ تھے اور پیچھے خلقت۔ جوں توں کر کے امام کے حضور پہنچے۔ جب ولایت مآبؑ کو اس ہجوم کے آنے کی اطلاع ملی تو آپ نے مجمع سے خطاب کیا اور بتایا کہ مردہ کو زندہ کرنا تو بھگوان کی صفت ہے تم کیوں اپنی عقل کے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑے ہو۔ اور بلا وجہ ایک مرد ضعیف کے پیچھے پڑے ہو۔ الغرض مجمع کو سمجھا بجھا کر واپس لوٹایا پھر میاں بھیک کو طلب کر کے حقیقت حال دریافت کی۔ جب تفصیل سنی تو ارشاد فرمایا **خود کردہ را درماں چیست خود** کی لائی ہوئی مصیبت کا علاج کیا ہوسکتا ہے۔ تم نے خود سے یہ بلا مول لی ہے۔ یہ مقام عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مخصوص ہے۔ اس میں دخل نہ دو۔ پھر روایت بتاتی ہے کہ آپ نے تین روز کے لئے صوم وصال کی نیت سے روزہ رکھا۔ شرع میں صوم وصال یا صوم طیب اس روزہ کو کہتے ہیں جس میں تین روز بلا افطار کے روزہ رکھا جاتا ہے۔ المہدی الموعودؑ کے مصنف لکھتے ہیں کہ بعد تین دن کے آپ نے جناب باری میں دعا فرمائی ''اے اللہ میرے گروہ کو کرامت کی بلا سے محفوظ رکھنا''

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

یہی وجہ ہے کہ ہمارے بزرگانِ دین نے ہمیشہ اظہار کرامت سے احتراز کرتے رہے ہیں۔

یہاں اس امر کی بھی وضاحت ضروری ہے کہ میاں ولی بن یوسف انصاف نامہ کے باب ۱۸ میں ایک روایت درج کی ہے کہ میاں بھیک نے حضور مہدی علیہ السلام کے سامنے عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا۔ امامنا نے دریافت کیا تم عیسیٰ کیسے ہوئے تو میاں بھیک نے جواب میں فرمایا مجھے اسی نے عیسیٰ بنایا جس نے تجھے مہدی پیدا کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا تیری ماں بی بی مریم تو نہ تھیں جبکہ حضرت عیسیٰ کی والدہ بی بی مریم ہوں گے۔ اگر تو عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کرے گا تو کافر ہو جائے گا چندروز کے بعد روایت بتاتی ہے کہ میاں بھیک نے حضور کے سامنے رجوع لایا۔

اس پورے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں میاں شیخ بھیک مقام عیسیٰ کی بشارت کے حامل تھے وہیں راویوں اور منقولات کے باب میں ہم کو ایک فرمان امام علیہ السلام یہ بھی ملتا ہے **جان دانستن ایمان و گفتن کفر است** کہا گیا ہے۔ نقلیات کے باب میں اس فرمان ذی شان کے ساتھ یہ بھی منقول ہے کہ میاں شیخ بھیک کو میدانِ سلوک و معرفت میں تجلی روح کا مقام حاصل تھا۔ جس کے باعث آپ نے ایک بار حالت بے خودی میں "**همه حق اوست**" دہرا رہے تھے ایسے میں امام عالی مقام نے میاں بھیک سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا دیکھتے بھی ہو یا صرف کہتے ہو۔ شیخ نے جواب میں پھر ہمہ است فرمایا۔ موالید میں آیا ہے کہ جب میراں علیہ السلام نے یہ جواب سنا تو ارشاد فرمایا۔

بلے حق است۔ مگر دانستن ایمان گفتن کفر است۔ شواہد الولایت کے حوالہ سے مصنف المہدی الموعود کہتے ہیں کہ خلیفۃ اللہ کی حکیمانہ نصیحت کا اثر شیخ پر یہ پڑا کہ وہ تقید سے نکل کر راہ سلوک میں آگے بڑھ گئے۔ امام عالی مقام نے اسی موقع پر فرمایا تھا۔

بیزارم از آن کهنه خدا کے تو داری
هر لحظه مرا تازه خدائے دگرهست

راہ سلوک میں میاں شیخ بھیک کے مقام کو سمجھنے کے لئے یہاں ایک اور واقعہ جسے بعض سیرت نگاروں نے پیش کیا ہے ہم یہاں سوانح مہدی موعود مولفہ سید عربی صاحب کے صفحہ ۲۶،۲۵ سے ضروری اقتباس پیش کرتے ہیں۔

شہر بیدر میں ۱۸ ماہ قیام کے بعد جب حضرت مہدی علیہ السلام حج بیت اللہ کے ارادہ سے بیجاپور روانہ ہوئے تو اثنائے راہ آپ بیجاپور کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر منزل طئے کرنے لگے۔ اس وقت میاں بھیک نے امامنا کے حضور عرض کیا۔ میرانجی راستہ بیجاپور کا نہیں امام عالی مقام نے فرمایا ذرا سامنے دیکھو۔ راوی لکھتے ہیں کہ جب میاں شیخ بھیک نے اس سمت جدھر امام والا گہر نے اشارہ کیا تو نظر ڈالی تو آپ نے حضرت سید محمد گیسو دراز کو سبز پوشاک میں ملبوس سامنے کھڑے ہوئے دیکھا۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

دیکھا آپ نے عشق مہدی نے میاں بھیک کو کس مقام پر پہنچا دیا تھا۔

میاں بھیک کے تعلق سے یہ بات بھی شہرت رکھتی ہے کہ آپ حضور مہدی علیہ السلام کے آرام کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ایک موقع پر جب قندہار میں قیام کے دوران ایک ملا حضور سے بے تکے سوالات کرر ہے تھے اور بار بار حجت کرر ہے تھے تو آپ سے صبر نہ ہوا اور امامناؑ سے عرض کیا آپ کس بے مغز سے سر کھپا رہے ہیں۔امام علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔

''میاں بھیک اللہ تعالیٰ نے بندہ کو اسی کام کے لئے بھیجا ہے تم کو کیوں حرج ہورہا ہے''

دوگانہ تحیۃ الوضو کے سلسلہ میں ایک روایت یہ بھی موالید میں ملتی ہے کہ ایک موقع پر جیسے ہی حضور مہدی علیہ السلام حجرہ سے برآمد ہوئے میاں بھیک نے اقامت کہدی بعد نماز امامنا نے فرمایا کہ تم نے بندہ کو دوگانہ تحیۃ الوضو کی ادائی کا موقع نہیں دیا جہاں اس واقعہ سے تحیۃ الوضو کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے وہیں یہ بات بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ صاحب انصاف نامہ نے بیسویں باب میں اقامت کہنے والے کا نام میاں بھیک نہیں بلکہ ملا بھیک بتایا ہے جن کا بھی مہاجرین میں شمار ہوتا ہے۔اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ صحیح کیا ہے۔البتہ میاں بھیک کے تعلق سے یہ بات شہرت رکھتی ہے کہ آپ ان چند صحابائے کرام میں سے ایک ہیں جنہوں نے امامنا کی حیات میں رمضان ۹۰۸ھ میں بمقام کاہا (سندھ) اور پھر ۹۰۹ھ میں بمقام فراہ مبارک شب قدر کی نماز امام عالی مقام کی امامت میں ادا فرمایا تھا۔

امامنا علیہ السلام کی رحلت کے بعد جب کاروان مہدیت ہندوستان لوٹا تو میاں شیخ بھیک ثانی مہدی کے دائرہ سے وابستہ رہے اور پھر ۹۱۸ھ میں جب یہ آفتاب ہدایت غروب ہوا تو آپ میاں بھائی مہاجر کے ساتھ دساڑہ میں دائرہ قائم کیا دونوں بھائیوں کے زہدو تقویٰ پر مورخین نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں دساڑہ کی ساری آبادی مہدوی ہوگئی تھی۔

بندگی میاں بھیک نے ۱۹/ رجب کو اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کا مزار مبارک پر ینڈہ ضلع عثمان آباد میں آج بھی مرجع خلائق بنا ہوا ہے اور عرس کے موقع پر خاص طور پر ملک کے ہر حصہ سے لوگ جمع ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت ملک برخوردارؓ

صاحب فیروز اللغات نے منظور کے پانچ معنی درج کئے ہیں وہ ہیں عزیز' پیارا' محبوب' معشوق اور وہ جو آنکھوں کو اچھا معلوم ہو۔ منظورِ نظر اضافت کے ساتھ فارسی ترکیب اس شخص کے لئے استعمال ہوتی ہے جس پر کسی افسر یا حاکم کی نظر عنایت ہو۔ حاصل کلام یہ کہ ہماری آج کی تحریر کے ممدوح جن کا اسم گرامی ملک بخن عرف ملک برخوردار تھا حضور سیدنا مہدی علیہ السلام کے عزیز اور پیارے صحابی تھے اور ان پر حضرت مہدی کی بڑی نظر عنایت تھی۔ تب ہی تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا ''برادر سید خوندمیر اگروہ (مراد ملک برخوردار) یہاں رہتے تو تمہارے میں دوسرے یا چوتھے ہوتے لیکن نہیں رہے اب بھی وہ منظور مہدی ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کو ناچیز نہ کرے گا'' اس کی تفصیل اگلے صفحات پر آ رہی ہے۔

تذکرۃ الصالحین کی روایت ہے کہ ملک برخوردار جن کا لقب ملک بخن تھا ملک یعقوب باڑی وال کے پوترے اور ملک احمد کے فرزند ہیں۔ یہ وہی ملک یعقوب ہیں جن کا ذکر قبل ازیں بندگی میاں سید خوندمیر سراج منیر اور بندگی ملک الہداد خلیفہ گروہؓ کے حالات کے ضمن میں آ چکا ہے اس لئے کہ بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کی والدہ محترمہ بوا تاج ملک مودود کی صاحبزادی تھیں اور ملک الہداد کے والد بزرگوار ملک احمد ملک یعقوب کے فرزند ارجمند ہیں۔ اس اعتبار سے ملک برخوردار اور ملک الہداد دونوں بھائی ہیں۔ روایت بتاتی ہے کہ ملک یعقوب کے ۷ فرزند تھے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) ملک نصیر الدین مبارز الملک (۲) ملک احمد (۳) ملک محمد (۴) ملک مودود (۴) ملک یوسف (۶) ملک عیسیٰ (۷) ملک وزیر الدین اور ملک احمد کے چار فرزند تھے۔ (۱) ملک برخوردار (۲) ملک الہداد (۳) ملک حماد (۴) ملک منجو

ملک منجو کا بچپن میں انتقال ہو گیا تھا باقی تینوں بھائی حضرت مہدی علیہ السلام سے تربیت و تلقین ہوئے۔ ملک برخوردار ترک دنیا کر کے سفر ہجرت میں امامنا کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ لیکن محنت و مشقت کی تاب نہ لا کر سندھ سے حضور مہدی علیہ السلام سے اجازت لے کر پٹن واپس آ گئے۔ یہ واقعات تو وہ تھے جو تذکرۃ الصالحین میں آئے ہیں لیکن سوانح ''المہدی الموعودؑ'' کے مصنف حضرت سید حسین محمودی کے پاس تفصیل یوں آتی ہے ملک بخن کی تصدیق و تلقین کا واقعہ یہ ہے کہ ان کی عادت تھی کہ وہ ہر جمعہ کو بعد نماز اپنی بیوی بی بی راجے فتح کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ جو قاضی قادن کے قبرستان میں مدفون تھیں۔ حسب عادت وہاں پہنچے اور جب زیارت سے فارغ ہو کر واپس ہو رہے تھے تو دیکھا کہ مسافروں کا ایک گروہ جن میں تقدس اور

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

دینداری کی شان جلوہ گر تھی۔ قاضی قادن کی سرائے اور اس کے اطراف میں فروکش ہے اور اس وقت شاہ رکن الدین مجذوب کے آدمی خالی خوانچے لئے ہوئے ملک بخن کے روبرو سے گذرے۔ ملک نے ان لوگوں سے پوچھا یہ کیا ہے؟ کہاں گئے تھے؟ اور کہاں سے آرہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا متوکلین کی ایک جماعت سرائے میں ٹھیری ہوئی ہے ہمارے شاہ صاحب نے ان کی مہمانی کی تھی ہم موز اور روٹی اس جماعت کو پہنچا کر واپس ہو رہے ہیں۔ ملک بخن کو یہ سن کر اندازہ ہو گیا کہ ہو نہ ہو یہ کوئی اللہ والوں ہی کی جماعت ہوگی جس کی شاہ رکن الدین جیسے واصل باللہ کامل بزرگ نے ضیافت کی ہے بہ کمال شوق آپ اس جماعت کو دیکھنے کے لئے چل پڑے جیسے ہی نظریں ملیں سیدنا علیہ السلام کا ملک بخن کو ان کی عرفیت سے جس کو سوائے گھر والوں کے دوسرے نہیں جانتے تھے پکارنا حیرت میں ڈال دیا۔ جب وعظ و بیان سنا تو دل بے قابو ہو گیا اور بصد شوق تصدیق و تلقین سے مشرف ہوئے۔ پھر بعد نماز عرض کیا ''میرانجی خادم کو اجازت دیجئے کہ وہ گھر جا کر ایک تشنہ کام رشد و ہدایت سالک حقانی و عاشق ربانی کو جو ایک عرصہ سے مرشد کامل کے انتظار میں پروانہ وار بے قرار ہے جا کر لے آؤں'' امامنا علیہ السلام نے فرمایا'' ہاں ملک برخوردار خدائے تعالیٰ نے بھی اس بندہ کو خاص اسی طالب کے لئے یہاں بھیجا ہے۔''

یہاں ابوالفتح یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ اوپر کی مذکورہ گفتگو سے قارئین سمجھ چکے ہوں گے کہ خاص اسی طالب سے کون سی ہستی مراد ہے یعنی سید الشہداء صدیق ولایت بندگی میاں سید خوندمیر سراج منیر جو ملک برخوردار کے رشتہ میں بھانجہ تھے مراد ہے۔ ملک برخوردار گھر آئے اور دروازہ میں قدم رکھتے ہی جوش مسرت سے پکار اٹھے سید خوندمیر خدا نے تمہارے لئے ایک پیر کامل کو بھیج دیا ہے۔ اس کا نام سید محمد ہے اور وہ قاضی قادن کی سرائے میں فروکش ہے۔ میں نے شرف بیعت حاصل کر لیا ہے تم بھی چلو اور اس شرف سے ممتاز ہو جاؤ۔ پھر بندگی میاں خود بھی شرف بیعت و تصدیق حاصل کرتے ہیں جس کی تفصیل سے آپ بخوبی واقف ہیں اس کے اعادہ کی چنداں ضرورت نہیں محسوس کرتا۔ البتہ یہ عرض کرتا ہے کہ ملک برخوردار جب تک حضور مہدی علیہ السلام پٹن میں رہے آپ کے ساتھ رہے اور جب آپ بحکم خدائے تعالیٰ آگے روانہ ہوئے تو یہ بھی ساتھ ہو گئے۔ روایات بتاتے ہیں کہ ملک برخوردار ۹۰۳ھ سے ۹۰۸ھ تک حضور میراں علیہ السلام کی صحبت فیض درجت میں رہے اور اس تمام مدت میں ان کے اخلاص کی کیفیت مہاجرین کے ساتھ ایسی تھی کہ ان کی ہر مجلس خلوت میں بھی ان کے ساتھ موجود رہتے تھے۔ نیز ان کے مرتبہ کا شمار بھی مہاجرین مہدی میں ہوا ہے۔ جس کا اندازہ ان چند نقلیات سے بخوبی واضح ہے جسے شواہد الولایت کے باب ۱۶ کے حوالہ سے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

آپ کی توجہ عالی کے لئے سب سے پہلے میں اس نقل کو پیش کر رہا ہوں جو حضور سیدنا علیہ السلام کی تعلیمات میں انقلابی حیثیت کی حامل ہے جہاں امام عالی مقام ارشاد فرماتے ہیں'' ملک برخوردار یاد رکھو اگر بندہ محبت کی راہ سے اپنا پوست بھی تم کو

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

پہنادے اور جو کچھ بندہ عصر اور مغرب کے درمیان کہتا ہے تم اس پر عمل نہ کرو تو میرا خدا اس بات پر قادر ہے کہ بندہ کا پوست جدا کر کے تم کو عذاب دے۔ روایت بتاتی ہے کہ ملک برخوردار جب تصدیق سے بہرہ ور ہو کر دائرہ میں رہنے لگے تو آپ کے فرزند ملک دادو نے جوتیوں کا نیا جوڑا باپ کی خدمت میں گذرانا۔ ملک برخوردار نے ارادہ کیا کہ نیا جوڑا آنخضرت کی خدمت میں پیش کردوں گا۔ اور حضور کے نعلین لے کر اس کے چمڑے سے اپنے لئے گرم ٹوپ تیار کرالوں گا تا کہ اس کی برکت سے خدائے تعالیٰ مجھے نجات دے جب اس نیت سے سلام وداعی کے بعد نعلین پیش کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھے تو میراں علیہ السلام نے از خود اپنی جوتیوں کو اپنے پاؤں کی انگلیوں میں لے کر فرمایا۔ ملک برخوردار یہ پاؤں کا آلہ ہے پاؤں ہی میں رہنا چاہئے۔ میراں جی کا یہ ارشاد سن کر ملک نے اپنی دلی آرزو زبان پر لائی۔ اس موقع پر نقل شریف میں آیا ہے حضور نے پوچھا یہ جوتیاں کس چیز سے بنی ہوئی ہیں پھر خود ہی فرمایا اس میں اوپر بکری کا اور نیچے گائے کا چمڑا ہے۔ پھر اتنی مدت جو تم بندہ کی صحبت میں رہے کیا یہی معلوم ہوا کہ مہدی اس چمڑے سے تم کو نجات دلاتا ہے۔ قدرے توقف کے بعد اس انقلابی نقل کی تکرار کی جوا س فقرہ کے اوائل میں آپ کے گوش گذار کی گئی ہے۔

اب ایک اور روایت آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس سے ہم گناہ گاروں کے بزرگوں کے عرس کرنے اور فقراء، مساکین اور متوکلین کے طعام کا اہتمام کرنے کے مقصد سے وضاحت ملتی ہے۔ روایت بتاتی ہے کہ ملک برخوردار دست حق پرست پر بیعت کرنے کے بعد دائرہ میں اپنے ساتھ بہت سارا مال ومتاع لئے ہوئے آئے تھے۔ اس میں سے ایک حصہ حضور کی خدمت میں لِلّٰہ گذران دیا اور ایک حصہ اپنے لئے محفوظ کرلیا۔ جس سے وہ لذیذ کھانے تیار کرتے تھے ایک موقع پر حضور نے ملک برخوردار کو طلب کیا اور دریافت کیا کہ وہ گوشت کس طریقہ سے پکاتے ہیں۔ انہوں نے تفصیل بتائی کہ کس طرح پہلے گھی کو کڑکڑاتے ہیں بعد ازاں اس میں مصالحہ جات دھنیا، زعفران، لونگ وغیرہ ڈال کر تل لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد گوشت کو صاف کر کے اس میں ڈالتے ہیں۔ اور پھر پانی ملا کر پکاتے ہیں۔ یہ تفصیل سن کر حضرت میراں علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس طریقہ کو تم نے بیان کیا ہے اس سے پکوان کی خوشبو نکل جاتی ہے۔ کھانے کی لذت خوشبو میں ہے۔ جب خوشبو چلی جائے تو کیا رہا۔ پھر دھویں سے آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس کے برخلاف جونپور کا طریقہ خوب ہے۔ یہاں گوشت گھی اور مصالحہ ہم وزن لے کر پانی کے ساتھ سب کو ملا کر پکاتے ہیں۔ جس سے خوشبو باہر نکلنے کا سوال ہوتا ہے نہ دھواں اٹھنے کا۔ یہ سن کر ملک برخوردار عرض کرتے ہیں کہ حضور آج بندہ کے باپ کا عرس ہے۔ تمام سامان بھی حاضر ہے اگر حضور اپنے قدموں سے بندہ کو سرفراز فرمائیں تو ویسے ہی طریقہ سے طعام تیار کرتا ہوں۔ زہے نصیب بندہ کے باپ کا عرس ہو اور کھانے والے مہدی موعود ہوں۔ امام علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ خدا رسیدہ علماء کا عرس کی بنیاد ڈالنے میں مقصود یہی تھا کہ اس کھانے سے جو میت کی روح

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کے ایصال ثواب کی نیت سے پکایا جاتا ہے بہت سے کھانے والوں کے درمیان اگر کوئی بندہ خدا بھی کھارہا ہوتو جتنی دیر تک وہ کھانے میں مشغول رہتا ہے خدائے تعالیٰ کے حکم سے اتنی دیر تک شخص مذکور سے عذاب دور رکھا جاتا ہے۔

ایک اور روایت بتاتی ہے کہ ایک شب نوبت کے وقت ملک برخوردار کے دل میں خطرہ آیا کہ اے بخن کس راحت ونعمت اور دنیا کی دولت کو چھوڑ کر تو نے فقر وفاقہ اور یہ گری ہوئی حالت اختیار کی۔ ایسے میں حضرت مہدی علیہ السلام وہاں آ موجود ہوئے اور ملک برخوردار سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ ملک برخوردار کیوں افسوس کرتے ہو جاؤ اور اپنے دنیاوی کاروبار جو کچھ چھوڑ آئے ہوسب موجود ہے اختیار کرلو۔ امامنا سے اجازت پاکر آپ وطن لوٹ گئے۔ اسی بناء پر ملک برخوردار کا شمار صحابہ کے بجائے مبشرین میں کیا جاتا ہے۔

مضمون کو منزل اختتام کی طرف لاتے ہوئے آخر میں وہ روایت بھی گوش گذار کردیتا ہوں جس کے آخری جملہ سے مضمون کا آغاز کیا گیا ہے۔ روایت بتاتی ہے کہ ملک برخوردار کے گجرات لوٹ جانے کے ایک عرصہ بعد ایک شخص گجرات سے فراہ آیا تو امامنا علیہ السلام نے ملک برخوردار کے بارے میں استفسار کیا کہ ان کا کیا حال ہے۔ چونکہ بندگی میاں سید خوندمیر نے اس شخص سے پہلے ہی ملک برخوردار کا حال احوال دریافت کر چکے تھے۔ عرض کیا کہ حضور ملک برخوردار کا حال کفر تک پہنچ چکا ہے۔ اس پر سیدنا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں ”بھائی سید خوندمیر ایسا مت کہو ملک برخوردار یہاں کھایا اور وہاں لے گیا ہے۔ اگر وہ یہاں رہتے تو تمہارے میں دوسرے یا چوتھے رہتے لیکن نہیں رہے اب بھی وہ منظور مہدی ہیں خدائے تعالیٰ ان کو ناچیز نہیں کرے گا۔ یہ ہے خلیفۃ اللّٰہی شان کہ وہ کسی کے برے کے روادار نہیں ہوتے۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت میراں سید عبدالحیٔ روشن منورؒ

حدیث کی مشہور کتاب بخاری کے باب ''رحمت الوالا'' میں ابو ہریرہؓ سے مروی ایک حدیث ملتی ہے جس میں نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی درج ہے ''جو شخص رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔اس حدیث کے پس منظر میں راوی کا بیان ہے کہ ایک وقت جب اقرع بن حابس التیمی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے امام حسن تشریف لائے نانا نے فرطِ محبت سے نواسہ کی پیشانی کا بوسہ لے لیا۔اقرع حضور ﷺ کے اس عمل پر تعجب میں پڑ گئے اور عرض کیا ''حضور میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے ان میں سے ایک کو بھی آج تک پیار نہیں کیا'' اقرع کی بات سن کر خود حضور ﷺ کو تعجب ہوا۔آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا ''جو شخص دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا'' لغت بتاتی ہے کہ تین حرفوں والا لفظ رحم دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔اک تو ترس کھانے اور ہمدردی ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے یا پھر محبت کے متبادل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے ہر دو صورت میں یہ قابل ستائش فعل ہے قرآن اس پر ''بالمومنین رؤف الرحیم'' کہہ کر صاد کر رہا ہے ۔والدین کا حسن سلوک اسی محبت کی عکاسی کرتا ہے جب وہ اپنی اولاد کو لختِ جگر، نورِ نظر، دل کا ٹکڑا کہہ کر خطاب کرتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا امام حسن کی پیشانی کا بوسہ لینا یا امام حسین کو پیٹھ پر بٹھا کر رینگنا جہاں حضور کی بچوں سے محبت کو ظاہر کرتا ہے وہیں حضرت سیدنا مہدی موعود علیہ السلام کا فراہ مبارک میں قیام کے دوران میراں سید محمود کے پاس آنے کی اطلاع پا کر بار بار حجرہ سے باہر آ کر ٹہلنا اور دریافت کرنا کہ قافلہ ابھی کتنی دور ہے حضور کی اولاد سے بے پناہ محبت جو عین تقاضۂ فطری ہے کہ منہ بولتی تصویر ہے۔اور پھر حضور مہدی علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ اولاد سید محمود تاج سر ماست۔اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔حاصل کلام یہ کہ عباد اللہ الصالحین کے سلسلہ کی ۲۷ ویں قسط اسی تاج کے گراں بہا جوہر اور درخشاں نگینہ سے آراستہ کی جارہی ہے۔جسے تاریخ میراں سید عبدالحیٔ روشن منور سے یاد کرتی ہے۔

تذکرۃ الصالحین میں لکھا ہے میراں سید محمود حضرت امامنا علیہ السلام کی رحلت سے چھ ماہ قبل چاپانیر سے فراہ مبارک لوٹے۔اس کے بعد ہی آپ کے گھر میں خداوند تعالیٰ نے ایک فرزند دیا۔ بی بی ملکانؒ نے شاداں و فرحان خوشی خوشی سے یہ خبر لئے ہوئے حضرت میراں علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی اور یہ مسرت بخش اطلاع گوش گذار کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پوترا دیا ہے۔راوی کہتا ہے کہ امامنا علیہ السلام نے بی بی کی زبان سے نومولود کی ولادت کی اطلاع سنی تو مسکراتے ہوئے میراں

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

سید محمود کے حجرہ میں تشریف لے گئے اس فرزند کو ہاتھوں میں لیا اور کانوں میں اذان کہی اور فرمایا ''اس بچہ کا نام سید عبدالحئی یا سید یعقوب رکھو''

ایک اور روایت میں بتایا گیا ہے کہ بی بی ملکان نے حضرت مہدی علیہ السلام کو پوترے کی پیدائش کی اطلاع دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا۔ ''میرانجی بچہ سانولی رنگت لئے ہوئے ہے'' روایت میں آگے چل کر لکھا ہے کہ بچہ کے کان میں اذان کے الفاظ دہرانے کے بعد سید نانے بی بی سے مخاطب ہوکر فرمایا ''بی بی تم نے کہا تھا کہ بچہ سانولہ ہے۔ دیکھو یہ تو روشن منور ہے۔ اس رتن کو جتن کرو'' روایت بتاتی ہے کہ اس کے ساتھ ہی آپ نے بہ کمالِ شفقت پدری ومحبتِ فطری فرمایا'' **اولاد میراں سید محمود تاج سر ماست''**

میراں سید محمود جو پاس ہی کھڑے تھے روایت کے پہلے جز کو خوش خبری سمجھا اور اپنے جامہ کے بند کو گرہ دی اور کہا'' یہ بشارت دوسرے فرزند کی ہے جس کا نام سید یعقوب ہوگا'' امام علیہ السلام نے میراں سید محمود سے خطاب کرتے ہوئے کہا'' ہاں یہ دونوں فرزند مثل زہرہ ومشتری ہیں'' اسی پس منظر میں صحابائے کرام اور مہاجرین علیہم اجمعین میراں سید عبدالحئی اور میراں سید یعقوب کو اپنی جماعت میں شمار کرتے اور ہم مرتبہ سویت دیا کرتے تھے۔

جہاں تک روایت کے دوسرے حصہ کا معاملہ ہے کچھ عرض کرنا بے ادبی سے کم نہیں جب کہ نام خود بھی الہامی ہے۔ لقب بھی الہامی ہے اور پھر امر تحفظ بھی الہامی ہے۔

شواہد الولایت کے مصنف بندگی شاہ برہان نے آپ کی ولادت باسعادت پر حسب ذیل سن ولادت نکالا ہے۔

چینن یافتم تاریخ بدر زمان   که جویم زروشن منور جهان

شواہد الولایت کے صفحہ ۴۷۹ مطبوعہ میں لکھا ہے'' **برحکم اجمال عددحروف روشن منور جهان نهصدوده سال می شود''**

نیز ہماری ایک اور کتاب ''اخبار الاسرار'' (قلمی) کے صفحات ۲۳۰، ۲۳۱ پر بیجاپور کے مشہور دکنی زبان کے شاعر میاں عبدالمومن (رحلت ۱۰۹۳ھ م ۱۶۸۲ء) کی ایک نظم ''مولود'' کے ۱۱۹ شعار سے چند اشعار اپنے قارئین کے لئے بطورِ سوغات درج کررہا ہوں۔

کہا مہدی نے جو روشن منور   رہے ہو توچ عینک تجھ نوانیر

اپے مہدی کرم سوں کر گلوگیر   کیا تجھ پر درش دے نور کا شیر

اٹھا حدرج کر مہدی صحابی   دیا تجھ مہدی نے عزِ صحابی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

زمانے میں اپنجتن کھول انکھاں تو بجز مہدی نہ دیکھا غیر کاموں
ترا یکوقت اچھے ہر دم لقامین نہ تھا پروا تیرے میں ہور خدا میں

حضرت روشن منورؒ کی تربیت وتلقین کا آغاز اسی وقت سے شمار ہوگا جب خلیفۃ اللہ امام معصوم عن الخطاء نے اپنے نورانی کیف بخش لعابِ دہن سے معصوم شیر خوار کا دہن بھر دیا تھا اور ننھے روشن منور کو وہ مئے پلا دی تھی کہ ہستیِ حق کے سامنے ابد تک ان کی ہستی جاگ نہ سکی۔امام الہدیٰ کی رحلت کے بعد جب آپ کی عمر دس سال ہو چکی تو آپ کے والد ماجد نے اس فیض امام کی تصحیح فرمادی جو ایامِ شیر خوارگی میں جدامجد سے حاصل ہوا تھا۔حضرت روشن منور کی سیرت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ علوم عقلی ونقلی میں بلند پایہ مقام کے حامل تھے۔علم وفضل' سلوک وعرفان' زہد وتقویٰ اور فقر وتوکل کے علاوہ انکی زندگی نہایت سادہ' خاموش' پرخلوص اور بےغرض تھی۔وہ بڑے ہی منکسر المزاج' خلیق' خوددار' باوقار اور متواضع واقع ہوئے تھے۔عمل بر کتاب ہو کہ اتباعِ سنت' توکل ہو کہ تسلیم ورضا' مکارم اخلاق ہوں کہ جذبۂ عشق ومحبت ان سارے انوار میں وہ اپنے جدامجد کا ایک معجزہ ہی تو تھے کیوں نہ ہوتے جب ان کی تربیت ان ہاتھوں میں ہوئی جس کی تربیت خود اس طرح ہوئی کہ ان کو ذات حق کے حضور بزرگ باپ نے بطور تحفہ پیش کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔میں تفصیل سے عمداً گریز کر رہا ہوں کہ میرے پڑھنے والے سیرت امام عالی مقام کے ان روشن وتابناک ابواب سے ناواقف نہیں ہیں۔

اسے زمانہ کی ستم ظریفی ہی کہئے کہ حضرت روشن منور کو تبلیغ واشاعت دین مہدی کے مواقع حاصل نہ ہوسکے۔تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے افراد اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ دسویں صدی ہجری میں ابتداء سے اختتام تک مہدویہ دائرے ابتلاء وآزمائش کے ایک کٹھن دور سے گذر رہے تھے اس آزمائشی دور کی ایک ہلکی سی جھلک میاں امین محمد نے اس بند میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ دکھائی ہے وہ لکھتے ہیں۔

در گہہ شاہ محمد مہدی آخر زماں عہدمہدی میں کہ ہے شاہنشاہ آخر زماں
می نمایند پنج چیزاں دایما بر مہدیاں پانچ چیزیں ہیں ہمیشہ مہدویوں پر عیاں
جان و تن را بذل کردن خانماں بگذاشتن جان و تن سے ہاتھ دھونا خانماں سے انفرار
جوع و خواری پیشہ کردن صبر برپاد اشتن جوع و خواری پیشہ کرنا صبر رکھنا برقرار
ہر کہ مہدی راگیر دد گفت اور در دلِ کند مہدوی جو قول مہدی کو کرے دل سے قبول
بے حجابش رویت اللہ بالیقین حاصل کند ہے یقینی اس کو دیدارِ الٰہی کا حصول

اوپر بتایا جاچکا ہے کہ میراں عبدالحئی روشن منور کے مزاج میں حددرجہ انکساری اور نیستی کے جذبات موجود تھے اسی بناء پر

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

مصنف شواہد الولایت نے لکھا ہے کہ آپ نے نہایت درجہ کمال سے مقتدائی ترک کردی تھی۔ لیکن ملک سلیمان اپنی تالیف تاریخ سلیمانی کے گلشن پنجم چمن سوم میں لکھا ہے۔

نقل است که حضرت روشن منور از نهایت کمالیت وخشوع وخضوع وخوف ترک مقتدائے کرده بودند باوجود آن که خود مقتدائے زماں وشفیع المذنبیان بودند

نقل ہے کہ حضرت روشن منور نے نہایت درجہ کمال وخشوع وخضوع وخوف کے اقتداء کی باگ اپنے ہاتھوں میں نہیں رہنے دی باوجود اس کے کہ مقتدائے زماں شفیع المذنبیان آپ کو ذاتِ والاصفات بدرجہ کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔

اس سلسلہ میں چند ایک روایات جو حضرت کے علوئے مرتبت کی مظہر ہیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کے چھوٹے فرزند میاں سید شریف کے صاجزادے میاں سید سعد اللہ جب تلقین ہونے کے لئے میاں سید شہاب الدین شہاب الحق کی خدمت اقدس میں حاضری دی تو آپ نے فرمایا ''بابا جو جگہ اس بندہ کے نزدیک باعظمت ہے بندہ تم کو وہاں بھیجتا ہے۔ جاؤ اور حضرت روشن منور کے پاس تلقین ہو کر آؤ'' غور طلب معاملہ یہ ہے کہ بھتیجا چچا سے عرض کرتا ہے کہ چچا میاں خوندکار کی جو عظمت میرے دل میں ہے اس کے اظہار کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ آپ سے تلقین ہونا ہی میرے لئے باعثِ عز وشرف ہے۔ اور چچا فرماتے ہیں سعد اللہ میں تمہیں وہاں بھیجتا ہوں جو میرے لئے صاحب عظمت وباعث شرف ہیں۔ کیا حلم تھا' کیسی نیستی تھی۔ آج یہ گناہگار آنکھیں حلم وبردباری اور نیستی کے ان مناظر کا کہاں احاطہ کرسکتی ہیں آج وہ ہستیاں نہیں رہے۔ وہ دائرے نہیں رہے جب ہی تو زمانہ ارتداد کے وہ مناظر دکھارہا ہے الاماں الحفیظ

(۲) روایات بتاتی ہیں کہ میاں سید شہاب الدین شہاب الحق نے نہ صرف میاں سید سعد اللہ کو میراں سید عبدالحئی روشن منور کی خدمت فیض درجت میں تلقین ہونے کے لئے روانہ کیا بلکہ خود اپنے فرزند ولختِ جگر میاں سید یحییٰ کو بھی حضرت روشن منورؓ سے تلقین وتربیت کرا کے ان کے فیض سے وابستہ کیا ہے۔

یہاں اس واقعہ کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ حضرت شہاب الحق کی ذات گرامی اور علوئے مرتبت کے تعلق سے یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ خود حضرت صدیق ولایتؓ کا ارشاد ہے'' سب کہیں گے کہ پسر ہوا ہے یاد رہے کہ پسر پدو کے ہمسر کو کہتے ہیں۔

ایک اور روایت یہ بھی ہے کہ آنخضرت کی فضیلت یہ ہے کہ اٹھارہ مرشدین کاملین نے زانوتہہ کر کے حضرت شہاب الحق سے بیان سنا ہے اور دامن پھیلا کر سویت لی ہے۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

(۳) ایک اور روایت میں بتایا گیا ہے کہ بندگی سید شہاب الدین شہاب الحقؒ کے وقت وصال لوگوں نے دیکھا کہ آپ کوئی چیز دہن عالی میں گھول رہے ہیں پوچھا گیا کہ کیا ہے فرمایا سپاری کے ٹکڑے ہیں جو حضرت روشن منورؒ نے بھجوائے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میاں نے کچھ سپاریاں حضرت روشن منور کے پاس بھیج کر آنحضرت کا پسخوردہ کروا کر منگوالیتے تھے اور وقت بے وقت استعمال کیا کرتے تھے۔

امر واقعہ ہے کہ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے حضرت روشن منور کے ایام حیات میں گجرات پر بدامنی اور طوائف الملو کی کا دور دورہ تھا۔ قتل وغارت گری کے طوفان سے بچنے کے لئے اکثر دائرے جنوب میں منتقل ہو چکے تھے اور جو خال خال دائرے قائم تھے ان میں مذکورہ تین دائرے ہی نمایاں رہے ہیں۔ الغرض ستر سال کی عمر میں آپ نے ۲۹/ رجب المرجب ۹۸۰ھ کو اس دار فانی سے عالمِ بقا کی طرف کوچ کیا اور آپ کے جسدِ خاکی کو میراں سید محمودؓ کے پائین بھیلوٹ شریف میں سپرد خاک کیا گیا۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میراں سید یعقوبؒ
بن میراں سید محمودؒ

ناظرین اس امر سے واقف ہیں کہ سیدنا مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قیام فراہ مبارک کے دوران میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کے ہاں لڑکا تولد ہونے کی اطلاع پاکر جب آپ بی بی کد بانوؓ کے حجرہ میں تشریف لے گئے اور نومولود کے کانوں میں اذان واقامت کے الفاظ دہراتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ بچہ کا نام سید عبدالحئی یا سید یعقوب رکھو۔تو میراں سید محمود اس کو ایک اور لڑکے کی بشارت پر محمول کیا۔تاریخ سلیمانی میں آیا ہے'' **این کودک را سید عبدا لحئی یا سید یعقوب نام نهید**'' اور آگے لکھا ہے'' **این بشارت فرزند دیگر است که نام سید یعقوب باشد**'' روایات بتاتے ہیں کہ میراں سید یعقوب کی ولادت مبارکہ ۹۱۳ھ م ۸/۱۵۰۷ء میں موضع سعادت آباد بھیلوٹ علاقہ رادھن پور گجرات میں واقع ہوئی اور والد بزرگوار حضرت میراں سید محمود کی وفات حسرت آیات کے وقت میراں سید یعقوب کی عمر شریف سات سال تھی اسی بناء پر میراں سید یعقوب کو اصحاب ومہاجرین نے مبشر میراں علیہ السلام میں شمار کیا ہے۔ یہاں اس امر کا بھی تذکرہ خالی از دلچسپی نہیں کہ ملک سلیمان کی مشہور تاریخ جو تاریخ سلیمانی کے نام سے مشہور ہے کہ گلشن پنجم چمن چہارم میں جو ذکر میراں سید یعقوب واولاد سے عبارت پارہی ہے کہ پہلے فقرہ کی یہ عبارت بھی ذہن عالی میں محفوظ رہنی ضروری ہے۔

'' **ونیز حضرت امام علیه السلام فرمودند که هر دو فرزند مانند زهره ومشتری**'' اور نیز حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر دو فرزند ایسے ہیں جیسے آسمان پر زہرہ ومشتری۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دنیا کے مسافررات کے اندھیرے میں جب راستہ بھول جاتے ہیں تو آسمان پر چمکنے والے یہ ستارے مراد زہرہ ومشتری اپنی روشنی سے بھٹکے ہوئے مسافروں کی صحیح سمت اور صحیح راستہ پر رہنمائی کرتے ہیں۔اسی طرح میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کے یہ دونوں فرزندوں کے ذریعہ دین کے بھٹکے ہوئے اور صراط مستقیم کے گم کردہ مسافر ہدایت پائیں گے اور اپنی منزل مقصود یعنی دیدار الٰہی کو پالیں گے۔اسی سلسلہ کلام کو طول دیتے ہوئے ابوالفتح آپ کی توجہ اس حدیث کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ملتا ہے۔ **اصحابی کالنجوم با یهم اقتدیتم هدیتیم** میرے اصحاب ستاروں کے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

مانند ہیں تم جس کسی کی پیروی کروگے ہدایت یافتہ ہوجاؤگے۔

علمائے نفسیات وسماجیات کا یہ عام احساس ہے کہ جب بچے ایام طفلی میں یتیمی کا داغ پاتے ہیں تو صحیح تربیت ونگہداشت کے فقدان کے باعث بہتر پرداخت سے محروم رہتے ہیں۔ایسے ہی احساسات کا ایک مرتبہ صحابی مہدی بندگی میاں بھائی مہاجرؓ کے شکار ہونے کا تذکرہ سیرت کی مختلف کتابوں میں ملتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ میاں بھائی مہاجر نے میراں سید یعقوب کو مٹی اور کیچڑ سے کھیلتے ہوئے دیکھا اس وقت میراں سید یعقوب کے کپڑے گرد آلود اور چہرہ مبارک اور ہاتھوں پر کیچڑ کے نشانات نمایاں تھے جس کو میاں بھائی مہاجر نے عدم نگرانی اور نگہداشت کے فقدان کا نتیجہ سمجھ کر افسوس کرتے رہے۔اسی رات آپ نے معاملہ دیکھا کہ قیامت برپا اور ہر شخص نفسا نفسی کے چکر میں مبتلا ہوکر حیران وپریشان وسیلہ کی تلاش میں سرگردان ہے اس وقت حضرت میاں بھائی کو حضور ولایت مآب میراں علیہ السلام کا خیال آیا۔مگر مشکل یہ نظر آئی کہ اس انبوہ کثیر میں حضور کو کہاں تلاش کریں۔اسی پریشانی کے عالم میں ایک طرف آپ نے شاہ یعقوب کو اسی حالت میں کھیل میں مصروف پایا جس طرح صبح میں دیکھ کر افسوس کیا تھا۔پھر شاہ یعقوب خود میاں بھائی مہاجر کو آواز دے کر پوچھا میاں بھائی کیوں پریشان ہو کیا چاہتے ہو۔حضرت بھائی مہاجر نے عرض کیا شہزادہ میں آپ کے دادا کو ڈھونڈ رہا ہوں نہیں مل رہے ہیں۔شاہ نے کہا ''میاں بھائی وہ دیکھو جو سبز خیمہ نظر آرہا ہے وہیں خاتم ولایت محمدیہ میراں مہدی علیہ السلام فروکش ہیں۔آپ میرے ساتھ چلو میں لے چلتا ہوں۔یہ کہتے ہوئے شاہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھنے لگے۔جدھر وہ بڑھتے لوگ راستہ بنانے لگے یہاں تک وہ اور میاں بھائی اس خیمہ تک پہنچ گئے۔میاں بھائی مہاجر وہیں رک کر کیا دیکھتے ہیں کہ شاہ اپنے گرد آلود کپڑوں کے ساتھ امام عالی مقام کے زانو پر بیٹھے ہوئے ہیں۔اسی عالم میں آپ کی آنکھ کھل گئی نیند سے بیدار ہوکر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی بے ادبی پر معافی مانگی۔بات صاف ہے جس ذات والا صفات کو امام معصوم عن الخطا 'زہرہ ومشتری سے تعبیر کررہے ہوں جس کے تعلق سے'' **تاج سر ماست** '' کا فرمان ذی شان شرف صدور لایا ہو اس کے تعلق سے یہ نہیں سوچا جاسکتا کہ وہ رشد وہدایت کی راہ سے نعوذ باللہ دور ہو بھی سکتا ہے۔اس پورے واقعہ کو اشرف العلماء بحر العلوم علامہ شمسی علیہ الرحمہ نے نظم کیا ہے اس نظم میں جو فارسی زبان کی شاہکار کہلائی جاسکتی ہے کوئی ۳۲ شعر ہیں اور آخر میں آپ نے بڑی خاص بات کہی ہے۔

که هر جز دواز کل نباشد جدا　　که ایں است رائے سرآن مهین

خدایا تو از فضل والطاف خویش　　طفیل خداوند دنیا و دین

به شمسی زفیضش فگن پر توے　　بروز حساب اے جهاں آفرین

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

روایت بتاتی ہے کہ جب حضرت ثانی مہدی میراں سید عبدالحئی کو تربیت کرارہے تھے حضرت میراں سید یعقوب نے پدر محترم سے درخواست کی کہ وہ ان کی تربیت وتلقین کریں۔ حسبہ باپ نے فرزند کو بھی ذکر خفی کی تعلیم دی لیکن ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا اگر میرے بعد تم کو اپنی تلقین وتربیت کے تازہ کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو تم کسی بھی صحابی مہدی سے مل کر اس کی تجدید کرلینا۔ تذکرۃ الصالحین کے صفحہ ۱۹۴ پر لکھا ہے۔ **میاں سید یعقوب که بعد از میراں سید محمود هفت ساله بودند از بندگی شاه نعمت تلقین شدند** ترجمہ: میراں سید یعقوب جو میراں سید محمود کے بعد سات سال کے تھے بندگی شاہ نعمت سے تلقین ہوئے اور ایک عرصہ تک آپ شاہ نعمت کے دائرہ میں رہے اور آپ کی صحبت بابرکت سے باطنی فیض حاصل کرتے رہے۔ اسی کتاب تذکرۃ الصالحین میں لکھا ہے کہ جب میراں سید یعقوب کی عمر ۱۷ سال کی ہوئی تو بندگی ملک الہداد خلیفہ گروہ نے آدمی بھیج کر شاہ یعقوب کو اپنے پاس بلوایا اور بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی بی بی رقیہ سے آپ کا عقد کیا۔ البتہ خاتم سلیمانی میں آیا ہے۔ **درآن وقت بندگی ملک الهداد در هجرت بودند وبردائره بیشتر فقروفاقه بود تا سهره برسر میراں ا زگل تروڑ بستند ومیاں سید یعقوب با بندگی ملک علاقه صحبت بسته در دائره نزد بماند۔** یعنی اس وقت دائرہ پر شدید فقر وفاقہ تھا اور تروڑ کے پھولوں کا سہرا نوشاہ کو باندھا گیا۔ اور آپ نے علاقہ صحبت کیا روایات بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات جب میراں سید یعقوب نوبت بیٹھے ہوئے تھے ملک پیر محمد سے ان عنوان پر گفتگو طوالت اختیار کرنے لگی کہ میراں سید محمود اور بندگی میاں سید خوندمیر میں فضیلت کس کو حاصل ہے۔ گفتگو کی آواز سن کر بندگی ملک الہداد حجرے سے باہر آئے اور دریافت کیا کہ کیا تذکرہ چل رہا ہے شاہ یعقوب نے دوایک بار بات ٹالنے کی غرض سے عرض کیا۔ ''**ماموں هیچ نمود**'' ماموں کوئی بات نہیں ہے۔ جب خلیفہ گروہ نے اصرار کیا تو عرض کیا کہ میراں سید محمود اور بندگی میاں سید خوندمیر کے فضائل کے بارے میں گفتگو ہورہی تھی۔ بندگی ملک الہداد نے دانتوں میں انگلی پکڑ کر فرمایا۔ ''**خوندکار زاده شمارا حق تعالیٰ برائے فائده خلق آفریده است ودوران گفتگو زبا ن است**'' ترجمہ: خوندکارزادہ خدائے تعالیٰ نے تم کو خلق کے فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے اور ایسی گفتگو سے نقصان ہے خاتم سلیمانی میں ملک سلیمان بالتفصیل بتایا کہ ''**ازحکم مهدی میراں سید محمود میاں سید خوندمیر هردو برابر اند**'' حضرت مہدی علیہ السلام کے حکم سے ہر دو سیدین برابر ہیں پھر روایت کو اس جملہ پر ختم کیا ہے ''**خوزادے تمهیں تو زبان کو سرجی نهیں اما دیگر ان راز یان درین تکرار می شود**'' یعنی خوزادے تو کو تو نقصان نہیں ہوگا لیکن بعد کے آنے والے اگر سیدین میں فرق کریں گے تو ان کو نقصان ہوگا۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بعدازاں میراں سید یعقوب بندگی ملک سے جدا ہوکر شاہ دلاور کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت شاہ دلاور سے علاقہ دینی کیا۔بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ میراں سید یعقوب حضرت شاہ نعمت کی صحبت میں رہنے کے ارادہ سے بندگی ملک سے جدا ہوئے تھے لیکن راستہ سے ناواقفیت کی بناء پر مقام بھنگار جہاں حضرت شاہ دلاور کا دائرہ تھا پہنچ گئے تھے۔ پھر شاہ نعمت کے پاس پہنچے تو شاہ نعمت نے فرمایا خزادے تم میاں دلاور ہی کے پاس رہو جس پر الامر فوق الادب (بڑوں کے حکم کا ماننا ہی ادب ہے) کے تحت آپ بندگی شاہ دلاور کی صحبت وخدمت سے فیض وبرکات مہدی سے اکتساب کرتے رہے۔

جن دنوں آپ شاہ دلاور کے دائرے میں مقیم تھے حضرت شاہ نعمت بندگی میاں شاہ دلاور کے پاس تشریف لائے اور فرمایا خوزادے اب وقت آ گیا ہے کہ آپ علیحدہ دائرہ باندھ کر رہیں تا کہ لوگ رشد وہدایت سے مستفید ہوں اور دین مہدی کو تقویت ملے۔جس کے بعد دونوں اصحاب مہدی کی اجازت پا کر جیورگاؤں میں دائرہ باندھا۔

بعد کی روایات بتاتی ہیں کہ جب میاں سید منجو اور میاں سید میرانجی فرزنداں میراں سید حمیدؒ جگر گوشہ امام الکائنات میراں مہدی موعود علیہ السلامؑ شاہ نعمت کی خدمت میں تلقین ہونے کے لئے آئے تو شاہ نعمت دونوں شہزادوں کو لے کر دائرہ احمد نگر سے جیورگاؤں پہنچے اور میراں سید یعقوب سے فرمایا کہ دونوں بھائیوں کو مرید کرو۔ میراں سید یعقوب عرض کرتے ہیں خوندکار کی موجودگی میں میری کیا مجال کہ میں ان کی تلقین کروں۔شاہ نعمت نے فرمایا میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ بحکم امام علیہ السلام تم کو کہہ رہا ہوں جس کے بعد شاہ یعقوب نے دونوں بھائیوں کی تلقین وتربیت فرمائی۔حضرت شاہ دلاورؓ کی رحلت کے بعد میراں سید یعقوب گجرات کی طرف ہجرت کی اور کچھ مدت موضع بلاسر میں جوکڑی سے تین کلومیٹر پر واقع ہے دائرہ باندھا اور پھر کھنبایت سے قریب تگرہ نامی مقام پر اپنا دائرہ باندھا۔روایات بتاتی ہیں کہ تگرہ ہی سے میراں سید یعقوب نے اپنی زوجہ دوم بوا بی بی بنت ملک گوہر شاہ فولادی کے بطن سے ہوئے دوفرزندوں میراں سید یوسف ومیراں سید خوندمیر کو حضرت خواجہ دنیا ودین بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدؒ سے اکتساب فیض کے لئے جالور روانہ کیا تھا۔

تگرہ سے ہجرت کرکے آپ احمد نگر تشریف لائے اور یہاں مختلف مواضعات میں دائرہ رہا بالآخر دولت آباد میں آپ کا آخری دائرہ رہا جہاں ۲۳/ ذی الحجہ ۹۸۰ھ کو آپ واصل بحق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں سید شہاب الدینؒ
بن حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؒ

اس ذات قدسی صفات کے احوال سے جس کے تعلق سے بزرگ باپ کا کہنا ہے کہ وہ ہمسر پدر ہے جب کہ پدر خود بقول صاحب تذکرۃ الصالحین کے افضل الوزراء مہدی بھی ہیں اور بدر منیر، سراج منیر اور سید الشہداء صدیق ولایتؓ کے القاب سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ جب بندگی میاں سید خوندمیر کی عمر شریف ۲۵ سال کی ہوئی تو قرآنی ہدایت **فانکحو ما طاب لکم** (نکاح کروان عورتوں سے جو تم کو پسند ہو) کی اتباع میں ملک میاں جی بن ملک میرانجی کی دختر نیک اختر سیرت بی بی عائشہ عرف اچھے بی بی صاحبہ سے جو آپ کی خالہ زاد بہن بھی ہوتی ہیں بمقام انہلواڑہ جسے پٹن بھی کہا جاتا ہے اور جو احمد آباد سے (۱۸۰) میل پر واقع ہے ۹۱۱ھ میں نکاح کیا۔ آپ کو بی بی عائشہ کے بطن سے چھ فرزند اور پانچ دختر ہوئے۔ ان میں دوسرے فرزند میاں سید شہاب الدین ہیں جس کی عرفیت ''چھابوجی'' ہے جہاں تک سن ولادت کا معاملہ ہے اخبار الاسرار کے مصنف نے نہصد وبستم یعنی ۹۲۰ھ کے الفاظ تحریر کئے ہیں اس کے برخلاف شواہدالولایت اور تذکرۃ الصالحین میں یہ بتلایا گیا ہے کہ سید الشہداء کی شہادت کے وقت آپ کی عمر گیارہ سال تھی اس سے سن ولادت ۹۱۹ھ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

صاحب شواہدالولایت نے لکھا ہے کہ حضرت صدیق الولایت اپنے ایام حیات ہی میں میاں سید شہاب الدین کو بہت ساری بشارتیں اور کئی ایک عنایتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ منجملہ ان بشارتوں کے ایک خاص بشارت یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سب لوگ کہتے ہیں کہ پسر ہوا ہے یعنی بیٹا ہوا ہے۔ پسر کے ایک معنی تو فرزند یا لڑکے کے ہیں۔ لیکن اصطلاح 'ہمسر' ہم مرتبہ والے کو بھی کہا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے بندگی میاں سید شہاب الدین اپنے والد بزرگوار بندگی شاہ خوندمیر صدیق ولایت کے ہم رتبہ اور ہمسر بھی ضرور ہیں۔

صاحب شواہدالولایت نے مزید یہ بھی لکھا ہے بندگی میاں نے آپ کی نسبت یہ بھی فرمایا کہ یہ مرشد المرشدین یعنی مرشدوں کا مرشد بھی ہوگا۔ اس بشارت کے سلسلہ میں تذکرۃ الصالحین کے صفحہ ۱۲۳ پر یہ واقعہ درج ہے۔

''میاں سید شہاب الدین بندگی میاں کے حضور ۱۱ سال کے تھے ایک روز کھیلتے ہوئے ننگے سر اور ننگے بدن

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

آ گئے اس وقت آپ کا رنگ گندمی تھا اور پیٹ ابھرا ہوا تھا۔ اس وقت دائرہ کے ایک مہاجر نے جو موجود تھے عرض کیا" خوندکار نے بڑے صاحبزادے (مراد میاں سید جلال ہے) کا شمار شہداء میں کیا ہے ایسی صورت میں میاں سید شہاب الدین خوندکار کے بعد سب کے سرپرست ہوں گے۔ بندگی میاں نے فرمایا" یہ کیسا فرزند ہوگا آگے دیکھو گے" پھر فرمایا" مرشدوں کا مرشد ہوگا"

سید الشہداء نے جو بشارتی کلمات ادا کئے وہ یوں ہی نہیں تھے۔ تاریخ سلیمانی ہو کہ تذکرۃ الصالحین، اخبار الاسرار ہو کہ شواہد الولایت سب ہی کتب سیر میں پائے جانے والی یہ روایت کہ میاں سید شہاب الدین کے اس دنیا سے پردہ فرمالینے کا علم ہونے پر ملک پیر محمد بن ملک الہداد خلیفہ گروہ کا یہ ارشاد کہ آج کھانبیل (جہاں آپ کا آخری دائرہ رہا) بیوہ ہوگیا کس امر کی نشاندہی کررہی ہے بتانا ضروری نہیں۔ اس پر مزید یہ کہ مورخین معترف ہیں کہ آپ کی رحلت کے وقت آپ کے دائرے میں اٹھارہ سو طالبان حق تھے اور ۱۸ مرشدان کامل آپ کے دست حق پر بیعت کرچکے تھے۔ کن حقائق پر سے پردہ اٹھارہے ہیں وہ اظہر من الشّمس سورج کی طرح روشن اور واضح ہیں۔

اسی سلسلہ کا ایک اور واقعہ بھی سن لیجئے۔ تذکرۃ الصالحین کے صفحہ ۱۳۱ پر لکھا ہے کہ ایک روز جماعت خانہ میں کسی نے چراغ جلانے کے لئے بقال سے تیل بغیر قیمت مقرر کئے لے آیا۔ جب میاں سید شہاب الدین نماز کے لئے حجرہ سے باہر تشریف لائے اور قدم صف پر رکھا اور قبل اس کے کہ رکعت باندھتے قدم پیچھے کی طرف کھینچ لئے اور فرمایا آج کوئی رخصتی فعل سرزد ہوا ہے۔ اس برادر نے جو بقال سے بغیر قیمت ادا کئے چراغ جلانے کے لئے تیل لے آئے تھے پورا واقعہ عرض کیا اس کے بعد آپ نے تیل کی قیمت ادا کروائی اور پھر نماز ادا فرمائے۔ غور فرمایئے یہ بھی ہمارے جیسے ہی انسان تھے مگر وہ تقویٰ اور عالیت کی جس بلندی پر ملتے ہیں وہاں آج رسائی کے امکانات مفقود اور ناپید ہوگئے ہیں۔

اسی سلسلہ گفتگو کو طول دیتے ہوئے صاحب تذکرۃ الصالحین کی نقل کردہ ایک اور روایت بھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں لکھا ہے کہ ایک روز میاں سید شہاب الدین نے تکبیر تحریمہ کہنے میں تھوڑی دیر کی۔ پھر چند دفعہ مکرر آپ نے تکبیر کہی۔ نماز کے بعد کسی نے عرض کیا میاں جی کیا بات تھی کہ آپ نے آج ایسا کیا تو ارشاد ہوا" بندہ سوائے اپنے خدا کو دیکھنے کے سجدہ نہیں کرتا۔ آج تجلی میں کچھ تاخیر تھی اس لئے تکبیر میں بھی تاخیر ہوئی۔

جب گفتگو سالکین راہ طریقت کے مقامات بلند کی طرف آ گئی ہے تو ایک اور واقعہ بھی آپ کے سامنے رکھنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ ہماری قومی کتاب تذکرۃ الصالحین میرے پیش نظر ہے اور اس کے صفحہ ۱۲۷ سے ہی یہ واقعہ عرض کررہا ہوں لکھا ہے کہ جن دنوں آپ کا دائرہ کھانبیل میں تھا ایک روز ملک پیر محمد فرزند ملک الہداد خلیفہ گروہ اور میاں سید شریف برادر میاں سید

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

شہاب الدین شہاب الحق اور بعض دوسرے برادران دائرہ موضع سانند گوداوری کسی حکیم سے علاج معالجہ کی غرض سے پہنچے اور اپنے کام سے فراغت پا کر موضع بڈھاسن روانہ ہوئے جہاں ان دنوں بندگی میراں سید یعقوب بن بندگی میراں سید محمود کا دائرہ تھا۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو میاں سید یعقوب سے ملاقات کئے۔ اور گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا تو چلتے چلتے تو گفتگو کا رخ سالکان راہ طریقت کے مختلف منازل اور مقامات کا چھڑ گیا اس پر روایت بتاتی ہے کہ میراں سید یعقوب نے فرمایا کہ چلو ہم سب حضرات چھابو جی وسید نجی کی خدمت فیض درجت میں حاضری دے کر اپنے احوال گذرانیں گے۔ اور جو کچھ وہ کہیں گے اس کا ہم کو یقین ہوگا۔ بڈھاسن سے نکل کر جب یہ قافلہ کھانبیل کی راہ پر رواں دواں ہوا تو راستہ میں یہ لوگ موضع سجانا (بڑودہ) میں ایک حوض کے کنارے قیام پذیر ہوئے۔ اور بعض برادران دائرہ کو بازار بھیجا گیا کہ وہ وہاں سے خورد ونوش کا سامان لے آئیں۔ جب دائرہ کے فقراء بازار میں پہنچے تو نئے مقام پر نئے چہرے چھپ تو نہیں سکتے۔ اسی بناء پر بازار کے تاجرین نے نئے چہروں کو دیکھا تو انہوں نے بتایا کہ ان کے ہاں کا اصول یہ ہے کہ نئے لوگوں کو یہاں بازار کے دام پر چیز مہیا نہیں ہوسکتی۔ وہ تو مہمان ہیں اور مہمان کی خاطر داری یہاں کا ایک جوگی جس کا نام دیجا ہے اگرچیکہ ہر وقت روزہ سے رہتا ہے لیکن نواردوں کے لئے ہم کو اس نے پابند کیا ہے کہ ان کو جو کچھ درکار ہو وہ اس کی طرف سے دیا جائے۔ پھر جن کے مسلک میں ''لقمہ حرام دشمن ایمان'' ہو وہ کہاں کسی کا دیا ہوا لیتے اور کھاتے۔ انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ بقالوں کے لئے یہ صورت حال بالکل نئی تھی۔ وہ تو صرف یہ جانتے تھے کہ ہر کوئی مال مفت دل بے رحم کے مصداق مفت لینے کا خواہاں رہتا ہے وہاں ایسے لوگ بھی سامنے آئے جو مفت ملنے والے مال کی طرف نظر ڈالنا بھی گناہ سمجھتے تھے۔ بات دیجا تک پہنچی وہ خود آیا کہ دیکھیں یہ کس دنیا کی مخلوق ہے جو اس کے پیش کش کو ٹھکرا رہی ہے دیکھا اور جانا کہ یہ بندگی میاں سید شہاب الدین شہاب الحقؓ کے وابستگان دائرہ ہیں تو گفتگو کا رخ بدل دیتا ہے اور کہتا ہے'' چھابو جی تو میرے ہی ہیں'' میں بھی چھابو جی ہی کا خوشہ چین ہوں راہ سلوک میں میری پرواز چوتھے آسمان تک ہے جب کہ چھابو جی اور اوپر تک جاتے ہیں۔ اور جب وہ میرے مقام سے ہو کر اوپر جاتے ہیں تو تمام آسمانوں میں شہاب الدین کے نام کی دھوم مچ جاتی ہے۔ یہ سب سنا کر معروضہ رکھا کہ میری ضیافت قبول فرمائی جائے۔ تب بھی اس کی درخواست قابل توجہ نہیں سمجھی گئی تو مجبور ہو کر اس نے بقالوں کو قیمت پر سودا دینے کی اجازت دی اور وہاں سے چلا گیا۔

جب ہمارے بزرگوں کا یہ قافلہ کھانبیل پہنچا وہاں انہوں نے حضرت چھابو جی سے دیجا کا بھی ذکر کیا۔ حضرت چھابو جی نے فرمایا وہ ایک فتنہ ہے آسمانوں کی خبر دیتا ہے لیکن کھانبیل آ کر ملاقات نہیں کرتا۔ اس کے بعد روایت میں آیا ہے کہ حضرت میراں سید یعقوب نے حضرت چھابو جی سے بہ اصرار راہ سلوک کی باتوں کو جاننا چاہا لیکن نیستی کا یہ عالم رہا کہ حضرت چھابو جی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کہتے'' خواجہ زادے لوہاروں کے کوچے میں سوئی بیچنے کی کیا اہمیت ووقعت ہوسکتی ہے۔لیکن میراں سید یعقوب عرض کرتے'' اس بار بندہ جو آیا ہے اس کی غرض وغایت صرف آپ کی مقدس زبان سے کچھ سننا ہے عذرمت کیجئے اور میرے دل کو ٹھنڈا کیجئے تب میاں سید شہاب الدین نے ناچار اپنا کچھ احوال ظاہر کیا اور فرمایا کہ جب لوگوں کے مجمع میں رہتا ہوں اور تو ان ہی میں رہتا ہو۔ دنیا کی لذتوں سے ابھی تک کچھ کھارا میٹھا بھی زبان سے معلوم ہوتا ہے لیکن جب چادر اپنے منہ پر کھینچ لیتا ہوں تو عرش سے فرش تک کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ یہ سن کر میاں سید یعقوب بہت خوش ہوئے اور اپنے ہاتھ حضرت کے قدموں کی طرف بڑھا کر فرمایا الحمدللہ ہمارے درمیان ایسے برادر بھی ہیں خدائے تعالیٰ انہیں سلامت رکھے۔

حضرت شہاب الدین شہاب الحق کی نس نس میں نیستی اور فنائیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جس کی ایک ہلکی سی تصویر اوپر درج کی گئی روایت میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔آیئے ایک اور روایت آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اگر آپ اس کا بغور مطالعہ فرمائیں تو بین السطور میں بھی آپ کو فناء ونیستی کے جلوے نظر آئیں گے۔روایت بتاتی ہے کہ حضرت شہاب الحق اپنے سفر کے دوران ایک مرتبہ دوپہر کے وقت ایک درخت کے نیچے اپنی بھیلی (ایک قسم کی سواری) رکوادی۔اسی اثناء حضرت ملک الہداد خلیفہ گروہؒ کے فرزند ملک پیر جو راہ سے گذر رہے تھے درخت کے نیچے چادر بچھا کر لیٹ گئے اور آپ ہی آپ کہنے لگے۔'' ہوا میاں پیرو یہی تمہارا بچھونا تمہارا اوڑھنا'' جب ملک پیر کے یہ جملے حضرت میاں سید شہاب الدین نے سنے تو آواز پہچان کر گاڑی کا پردہ ہٹایا اور چہرہ باہر کرتے ہوئے فرمایا'' پیرو بھائی یہ کیسا بستر ہے اگر کسی کو اس کی دربانی مل جائے تو اس کا بیڑہ پار ہوجائے۔'' حضرت چھابو جی کی آواز سن کر ملک پیر محمد اٹھ بیٹھے اور کہا چھابو جی تم دوسروں کے راز فاش کرتے ہوئے اپنے احوال ظاہر کیوں نہیں کرتے'' اس کے بعد روایت کے الفاظ یہ ہیں'' یہ سن کر چھابو جی خاموش رہے''

امر واقعہ یہ ہے کہ راہ سلوک کے مسافر جب ذکر وافکار سے اپنے صبح وشام آراستہ کرتے ہیں تو جو کیفیات ومشاہدات اپنی اپنی استعداد کے مطابق وارد ہوتے ہیں وہ کوئی راز یا اسرار پوشیدہ کا درجہ نہیں رکھتے لیکن ان کا برسر عام ذکر ممنوع قرار دیا گیا ہے۔اور پھر ذکر واذکار کا مقصد اولی قلب کی دنیا کو فضولیات سے خالی رکھنا ہے تاکہ فروتنی' عجز اور انکساری کی خوشبو پھوٹے اور عجب اور کبر کی بدبو سے قلب پاک وصاف ہوجائے۔علمائے فلاسفہ نے کہا ہے کہ عجب میں انسان دوسرے کو تو حقیر نہیں سمجھتا لیکن خود کو عظیم سمجھتا ہے اور کبر میں دوسرے کو بھی حقیر سمجھتا ہے ۔نیستی اور انکساری اس بات کی دلیل ہے کہ قلب پاکیزگی کی بلندیوں کو چھو رہی ہے۔ جہاں تسلیم ورضا اس کا مقصود ہوتا ہے اور تسلیم ورضا ہی عبادت کا منتہا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ جملہ افعال واعمال میں میاں سید شہاب الدین کی ذات والا صفات سب ہی کے لئے مرجع وکمال تھی کیوں نہ ہوتی جب کہ آپ کی خلافت ومرشدی کی مدت ربع صدی پر پھیلی ہوئی ہے۔ بزرگ باپ کے آپ سے متعلق

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ارشادات اوپر آ چکے ہیں۔اور ملک الہداد خلیفہ گروہ کی دی ہوئی بشارتیں بھی بہت ساری مروی ہیں ان سے ایک جسے صاحب شواہد الولایت نے صفحہ ۵۱۲ پر نقل کیا ہے وہ یہ ہے ''چھابو جی اور سید نجی نے ہم کو بہت آرام پہنچایا اور خوش حال کیا ہے۔

انکساری و نیستی کا یہ جذبہ بھی رشد وہدایت اور پیر سے عقیدت کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ اور باوجود ان تمام بشارات و اعمال صالحہ کے خلیفہ گروہ کی رحلت کے بعد حضرت شہاب الحق نے اپنا علیحدہ دائرہ نہیں باندھا اور بندگی ملک پیر محمد کی صحبت میں ایک نہیں بلکہ ڈھائی سال گذار دئے اگر چہ کہ صاحب شواہد الولایت لکھتے ہیں بندگی میاں کے سب متعلقین اس امر پر متفق تھے کہ ہم کو میاں سید شہاب الدین کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی صحبت میں رہنا لازم نہیں بلکہ میاں ملک الہداد کی رحلت ۹۴۵ھ میں ہوئی ہے۔۹۷۴ھ میں آپ اپنے تایازاد بھائی میاں سید حسین بن میاں سید عطن کے اصرار پر ان کا دائرہ جو کپڑونج کے قریب موضع بھنڈیلی پور میں تھا سنبھالا۔اور ۲۵ سال کی مدت خلافت مشہور ہے۔اس پوری مدت میں ہجرت' اخراج اور ایذا رسانی جو بندگی میاں کے دور میں اہل دائرہ کے ساتھ پیش آئی تھی وہی آپ پر بھی صادق آئی۔ آخر کار ۵۲ سال کی عمر میں ۱۸/ جمادی الاول ۹۷۲ھ کو آپ کا وصال ہوا۔انا للہ وانا الیہ راجعون

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجیؓ
بن حضرت بندگی میاں سید خوند میرؓ

اس سائرعرش بریں کے احوال وواقعات سے جس کا نام نامی اسم گرامی اپنے ماموں میراں سید محمود ثانی مہدی کا ہے اور وہ دوسرے ماموں میراں سید اجمل کا قائم مقام قرار پاتا ہے۔ یہ میرے اپنے الفاظ نہیں بلکہ بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایتؓ کے الفاظ میں دیکھئے۔ صاحب تذکرۃ الصالحین میاں سید حسین کی یہ روایت جوانہوں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۴۲ پر درج کی ہے اس طرح ہے۔

''جب میاں سید محمود پیدا ہوئے تو بندگی میاں نے حرم محترم بی بی خونزا فاطمہ سے فرمایا'' بی بی خدائے تعالیٰ نے تم کو ایسا فرزند دیا ہے جو اپنے ایک ماموں کا ہمنام اور ایک ماموں میاں سید اجمل کا قائم مقام ہے''

صاحب شواہدالولایت لکھتے ہیں کہ بندگی میاں نے اس فرزند کی ولادت کے وقت یہ ندا کروائی کہ جس کسی نے حضرت مہدیؑ کا چہرہ مبارک نہیں دیکھا ہے اس لڑکے کا چہرہ دیکھ لے اور حضرت ثانی مہدی سے اشارہ پر بشارت پاکر اس نومولود کا نام میاں سید محمود رکھتا ہوں۔ سلسلہ روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے میاں سید برہان الدین مولف شواہدالولایت تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ بی بی فاطمہ کے شکم سے ایک فرزند ہوگا جو مدعاء مہدی کو تازہ کرے گا۔ صاحب تذکرۃ الصالحین نے مزید لکھا ہے کہ بندگی میاں نے فرمایا اس فرزند کے آگے کے احوال جو مجھے دکھلائے جاتے ہیں ان کا اظہار نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ اس کے بھائی اس سے رشک کریں گے جیسا کہ حضرت یوسف کے بھائیوں نے اس کے ساتھ رشک کیا تھا۔

اخبارالاسرار کے بموجب ۹۳۰ھ جب کہ آپ کی عمر شریف چھ سال کی تھی تب سے آپ بندگی ملک الہداد خلیفہ گروہ سے تربیت اور تلقین پاتے رہے تا آنکہ آپ بلوغ کو پہنچے اخبارالاسرار کے الفاظ یہ ہیں۔

و بعدشهادت بندگی میاں وپیش از بلوغ تربیت وتلقین از بندگی ملک الهداد خلیفه گروه شد واند وعلاقه وصحبت ازآن ذات بسته فیض کمال تاآخر مرشد حاصل کردند“

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بندگی ملک الہداد نے اپنی حیات ہی میں حضرت سیدنجی کا عقد مسعود بی بی راجے فاطمہ عرف بوبو صاحبہ بی بی سے جو ملک زین الدین عرف ملک شاہ جی جھوجھوواڑہ کی دختر اور ملک شجاع الملک کی نواسی تھیں انجام دیا یہاں اس امر کا تذکرہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ ہماری قومی تاریخی الموسوم بہ تاریخ سلیمانی کے چمن دوم گلشن نہم میں ملک شجاح الملک کے تعلق سے لکھا ہے۔

کسے نمی دانند این باڑی والان از باڑی در ملک گجرات آ تشریف آور دند۔ ملک شیخ مروی تنو مند وبلند طالع بخطاب شجاع الملک امتیاز یافتند باوجود اقبال وامارت از زمرہ اولیاء بو دند ملک شجاع الملک متقی کامل بودند ومنصب دوازردہ ہزاری بود

ترجمہ: کون نہیں جانتا باڑی والے مقام باڑی (راجستھان) سے گجرات میں آئے ملک شجاع الملک تنومند جسیم تھے قسمت نے یاوری کی شجاع الملک کا خطاب پایا۔ بارہ ہزاری منصب رکھتے تھے۔

تقویٰ شعاری دودھیال اور ننھیال دونوں طرف سے ملے تو اس شخصیت کے تعلق سے کچھ کہنا اور لکھنا دونوں کے بارے میں سورج کو چراغ دکھانے کا محاورہ صادق آئے گا۔ یہاں صرف ایک روایت کو بطور تائید مزید آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں روایت تذکرۃ الصالحین سے ماخوذ ہے۔ اور آپ دارالاشاعت کتب سلف الصالحین کی ۱۳۸۱ھ میں شائع کردہ کتاب کے صفحہ ۱۴۳ پر دیکھ سکتے ہیں۔

نقل ہے بی بی منور جو احمد آباد کے مشہور بزرگ شاہ عالم محبوب عالم کی پوتری تھیں بندگی میاں شاہ دلاور سے نکاح کی تھیں۔ ان کو ایک دختر پیدا ہوئی وہ جب جوان ہوئی تو بی بی فرماتی تھیں اپنی لڑکی اس شخص کو دوں گی جو چشم سر سے خدا کو دیکھتا ہو۔ حضرت شاہ دلاور نے جب بی بی کا یہ منشاء دیکھا تو فرمایا ''بی بی تم اپنی لڑکی سیدنجی کو دو کہ وہ چشم سر سے خدا کو دیکھتے ہیں۔

یہ تھا حضرت سیدنجی خاتم المرشدین کا مقام جس کی طرف حضرت شاہ دلاور اشارہ فرما رہے ہیں پھر یہ بھی تو دیکھئے اس وقت خاتم الرمرشدین کی عمر شریف کیا تھی۔ زیادہ نہیں صرف ۲۰ سال ہے۔ تصویر کا یہ ایک رخ ہے کہ جوانی میں قدم رکھا تو فنائیت کے مرتبہ کمال پر فائز ہو چکے تھے اور نیستی کا یہ عالم تھا کہ ارشاد ہوتا ہے ایمان کا دارومدار حسب ونسب پر نہیں بلکہ مدعائے مہدی پر ہے۔ یہاں یہ بات نہ بھولیئے کہ امام عالی مقام کا ارشاد ہے'' تصدیق بندہ عمل است باعمل مقبول بے عمل مردود'' لیجئے آپ خود ہی پوری روایت ملاحظہ فرمالیجئے۔ لکھا ہے کہ ایک روز جب ملک ابو باڑی وال فوت ہوئے اور ان کا جسم قبر میں رکھا گیا تو ایک برادر نے چہرہ دیکھ کر کہا'' ان کے چہرے پر کیسی تجلی ہے'' اس پر میاں امین موذن کہہ اٹھے'' کیوں نہ ہوگی کہ ان کے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

وسیلے قوی ہیں‘‘ بندگی میاں سید محمود سیدنجی خاتم المرشد نے جب وسیلوں کی بات سنی تو فرمایا’’ امین تو نے کیا کہا‘‘ اس بندہ کے وسیلے تو بہت زبردست ہیں کہ اس بندہ کے نانا مہدی ہیں۔ نانی بی بی الہدادی ہیں۔ باپ میاں سید خوندمیر ماں خونزا فاطمہ اور ماموں میراں سید محمود ہیں۔لیکن ایمان کا دارومدار مہدی کے فرمان اور تمام مدعائے مہدی پر ہے۔حسب ونسب پر دین وایمان نہیں‘‘ غور کیجئے اس ایک ارشاد سے کتنے بت ٹوٹ رہے ہیں اور اگر بار خاطر نہ ہوتو ذہن عالی میں اس واقعہ کو بھی تازہ کرلیجئے جب ہمارے آج کی ان سطور کے ممدوح میاں سید محمود کے نانا میراں مہدی موعود علیہ السلام نے کہا تھا’’ ملک بڑے تم اتنے دن بندہ کی صحبت میں رہ کر یہی سیکھا کہ نجات کا سامان گائے اور بیل کے چمڑے میں رکھا ہے۔ یادرکھواگر تم بندہ کا پوست بھی پہن لوتو خدائے تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ بندہ کے پوست کوتم سے جدا کرکے تمہارے اعمال کی تمہیں سزادے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ میاں سید محمود سیدنجی خاتم المرشدین کوقرآن میں جودرک اور جوعبور حاصل تھااس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔اس سلسلہ میں ایک روایت میں آیا ہے کہ بندگی میاں شاہ نظامؓ کی برسی کے موقع پر اکثر صحابہ ومہاجرین دائرہ شاہ عبدالرحمٰنؓ میں جمع ہوئے تھے اس وقت گفتگواس موضوع پر نکل پڑی کہ مہدوی اگر کسی کلمہ گوکواس کی طرف سے ہونے والے ظلم وزیادتی پرقتل کریں تواس کی کیا توجیہ ہوگی اس وقت روایت بتاتی ہے کہ حضرت سیدنجی نے فوراً قرآن کے حکم کا حوالہ دیا۔میاں عبدالملک سجاوندی جومشہور عالم وفاضل تھے فرمایا جسوقت خوندکار نے قرآن کا نام لیا مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے میری کمر پر لکڑی دے ماری میں حیران رہ گیا کہ قرآن میں کلمہ گوکوقتل کرنے کا ذکر کہاں ہے۔ بندہ نے اس دوران تمام قرآن مجید کی تین بار سیر کی لیکن کہیں ایسی ہدایت ناپاسکا۔اس موقع پر سیدنجی علیہ الرحمہ نے سورہ حجرات کی ۹ ویں آیت کا حوالہ دیا میاں عبدالملک سجاوندی فرماتے ہیں خدائے تعالیٰ نے قرآن آپ کوعطا کیا ہےاورآپ حضرات قرآن کے حق میں ایسے ہیں جیسے کہ پانی کے بھونرے پانی پر۔

حضرت سیدنجی کے قرآن کے غواص ہونے کی ایک مثال آچکی ۔آپ کے جلالت علمی کا واقعہ بھی دیکھ لیجئے۔

تاریخ سلیمانی کی جلد دوم گلشن ششم چمن چہارم میں ملک سلیمان نے حضرت سیدنجی کی مغل شہنشاہ اکبراعظم سے ملاقات کا ذکرکسی قدر تفصیل سے کیا ہے۔تاریخ میں افراداس حقیقت سے واقف ہیں کہ ۹۳۰ھ میں شہادت صدیق ولایتؓ کے بعد گجرات کا علاقہ بدانتظامی اورطوائف الملوکی کا شکار رہا۔سلطان مظفر بےظفر کی بدانتظامی سے علمائے سونے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے مہدویہ دائروں پرظلم وتعب کے تمام حدود توڑ دئے تھے۔۹۸۰ پ کے نواح میں جب اکبراحمد آباد میں اپنا ڈیرہ ڈالا ہوا تھاتو مرزااعظم کوکہ کے ذریعہ حضرت خاتم المرشد کوجن کا دائرہ ان دنوں کھانبیل میں تھا احمد آباد طلب کیا گیا۔آپ چند برادروں کے ساتھ احمد آباد تشریف لائے اور دریائے سابرمتی کے کنارے قیام کیا اور بادشاہ کو اپنی آمد کی اطلاع بھجوائی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

دوسرے دن آپ کو دربار میں بلایا گیا۔علمائے دربار عبدالنبی اور قاضی پٹنی سے احادیث مہدی کے بارے میں مناظرہ پیش آیا۔بادشاہ پس پردہ بیٹھ کر علماء کی گفتگو سن رہا تھا۔دوران بحث جب حدیث **یملاء الارض قسطا وعدلا** پڑھی گئی تو راوی لکھتا ہے کہ ملا عبدالنبی نے **یملاء الارض** کے ساتھ ''**کلها**'' کا لفظ بڑھا کر حدیث سنائی جس پر حضرت سید نجی نے علماء کو ٹوک دیا کہ تم لوگ حدیث غلط پڑھ رہے ہو اصل حدیث کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ تم نے جھوٹ شامل کر دیا اور رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ جھوٹا میرا امتی نہیں ہوتا۔پس معلوم ہوا کہ تم امت محمدیہ سے خارج ہو۔پھر آپ نے حدیث سناتے ہوئے اس کی توضیح وتشریح اس خوبی سے فرمائی کہ بادشاہ جو اس وقت تک پردے کے پیچھے سے مباحثہ سن رہا تھا بے ساختہ پردہ ہٹا کر باہر آیا اور حضرت سے مخاطب ہو کر کہا آپ تشریف لے جائیں اور جہاں چاہتے ہیں جائیں اور قیام کریں۔اور پھر علمائے دربار کی طرف پلٹ کر کہا تم کہتے ہو کہ یہ سید محمد جونپوری کے نواسہ ہیں۔لیکن چہرہ کا جمال بتاتا ہے کہ وہ خود مہدی ہونے کا دعویٰ کریں تو اس دعوی کی تردید نہیں ہوسکتی۔

اس پورے واقعہ کو ہماری قوم کے ایک بزرگ شاعر حضرت منور میاں صاحب نے حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہ کی شان میں لکھی ایک منقبت میں بڑی خوبی کے ساتھ اس طرح پیش کیا ہے۔

ترے نانا کو جو دہلی میں بلایا اکبر — دور سے چہرہ انور پہ کہا کرکے نظر
لوگ کہتے ہیں اے دختر مہدی کا پسر — لیکن اس شان کا دیکھا نہیں ہے کوئی پسر
اس کے اندام پہ خود مہدویت کا ہے حلل

یہاں یہ عرض کردوں کہ بندگی میاں شاہ قاسم مجتہد گروہؓ حضرت سید نجی کے نواسہ ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ داؤد علیہ السلام نے اپنی مناجات میں حق تعالیٰ سے پوچھا کہ اے پروردگار میں تجھے کہاں پاؤں حکم ہوا **عنا عند المنکسرة قلوبهم لا جلی** یعنی جو قلوب غرور خودی سے شفا پاکر شہوات نفسانی سے رہائی پاکر حق تعالیٰ سے ٹوٹ چکے ہوں میں ان ہی کے پاس ہوتا ہوں۔آیئے اس حکایات کو سامنے رکھ کر حضرت سید نجی کے اس واقعہ پر ایک نظر ڈال لیجئے۔

روایت ہے کہ میاں عبدالمومن بن میاں عبدالرحمٰن حضرت کی صحبت میں آئے تو انہوں نے عرض کیا جو کچھ ہم کو ملا تھا سب کو چھوڑ کر آیا ہوں۔تو صدقہ جایئے اس ذات والا مرتبت کے جس کی زبان اس طرح کیا گوہر افشانی کرتی ہے۔بھائی مومن جی یہ بندہ مہدی علیہ السلام کے سلسلوں کو توڑنے کے لئے نہیں آیا ہے جو تمہاری جانب سے تھا تمہارے لئے ہے اور جو کچھ بندہ کی طرف سے پہنچے وہ بھی تمہارے لئے ہے۔

سیرت آنجناب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حلم و بردباری' نیستی وانکساری کی وہ صفات عالیہ جو معرفت

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

وسلوک کے دلدادگان کا طرہ امتیاز متصور ہوتے ہیں۔ان پر روشنی ڈالنے والی کئی ایک روایات ہم کو ملتی ہیں ۔اشارتاً صرف ایک روایت کا ذکر کرتے ہوئے مضمون ذیل کو ختم کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔روایت میں آیا ہے کہ جس وقت میاں عبدالحلیم بن میاں عبدالکریم اور میاں عبدالواحد بن میاں عبدالمومن سجاوندی جو حضرت شاہ دلاورؓ کے سلسلہ سے وابستہ تھے بندگی میاں سید محمود کی خدمت میں آئے تو میاں عبدالواحد کو تین مرتبہ بیان قرآن سنا کر جانے کی اجازت دی ساتھ ہی ایک مصحف بھی عطا کیا جب میاں عبدالحلیم کو واپسی کی اجازت دی تو انہوں نے معروضہ کیا کہ خوندکار جن آنکھوں سے خدا کو دیکھتے ہیں انکو بوسہ دینے کی اجازت چاہتا ہوں۔روایت بتاتی ہے کہ میاں عبدالحلیم کی خواہش سن کر کچھ دیر توقف کیا اور پھر اجازت دی۔میاں عبدالحلیم نے چشم بوسی کا شرف پایا اور تمام عمران کے لبوں سے تجلی کا اثر زائل نہیں ہوا۔

الغرض حضرت سیدنجی ۷۳ سال کی عمر کو پہنچ کر ۱۵/محرم الحرام ۹۹۶ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا اور آپ کا جسد مبارک بمقام جالور کوہ آبو کے کنارے بھولا لی تالاب کے دامن میں سپرد خاک کیا گیا۔واضح رہے کہ جالور جودھپور سے ۷۱ میل پر واقع ہے۔ ریلوے اسٹیشن سے آبادی کوئی ایک میل پر ہے۔اور روضہ مبارک سے قریب دو میل پر ہے۔

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ بی بی راجے فاطمہ سے آپ کو چھ فرزند میاں سید ابراہیم' میاں سید علی' میاں سید عثمان' میاں سید نور محمد' میاں سید میراں اور میاں سید مبارک ہوئے۔ جہاں تک لڑکیوں کا معاملہ ہے شواہد الولایت نے تین بی بی بوا ملک' بی بی بوا جی اور بی بی راجے ملک کے نام گنائے ہیں البتہ تذکرۃ الصالحین میں ان تین کے علاوہ چوتھی دختر بوا بڈھن کا بھی ذکر کیا۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی قاضی قادن رضؓ

بعض مسلم مورخین کسی نہ کسی بہانے مہدویہ تحریک کو دبانے اوراس کی اہمیت کو گھٹا کر پیش کرنے کی سعی نامحمود کا شکار ہوئے ہیں۔اس سلسلہ میں اردو کی مشہور لغت فرہنگ آصفیہ ہی دیکھ لیجئے اس کے جلد اول کے صفحہ ۳۳۷ پر اولیاء اللہ کے تحت میراں سید محمد جونپوری کے حالات بیان کرتے ہوئے تحریف لفظی کے کمال دکھائے گئے ہیں۔ جہاں محمد حسین آزاد کی کتاب دربار اکبری کے حوالہ سے لکھا ہے۔

''اکثر ضعیف الاعتقاد جاہل ان کے گرد جمع ہو گئے''

جبکہ ۱۸۹۸ء کی رفاہ عام پریس لاہور سے شائع شدہ دربار اکبری کے صفحہ ۳۹۷ پر تحریر ہے کہ نہ صرف عامی اور جہلا نے ان کو مہدی برحق تسلیم کیا بلکہ خود بادشاہ گجرات بھی ان کے حلقہ عقیدت مندان میں داخل تھا۔ ہمارے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اگر چمگاڈر سورج کی روشنی نہیں دیکھ سکتی تو اس میں سورج کا کیا قصور۔شیخ محمد اکرام، اطہر عباس رضوی، ڈاکٹر قمرالدین، غلام رسول مہر، ابوالحسن علی ندوی جیسے اور بہت سارے مصنفین ہیں جنہوں نے کھلے دل کے ساتھ اعتراف کیا ہے کہ کئی نیک اور مخلص لوگ اس جماعت میں شریک ہوگئے کئی مشہور اور بااثر علماء نے مہدوی طریقہ اختیار کیا۔ ڈاکٹر قمرالدین کی کتاب The mehdavi movment in india کے صفحہ ۱۸۷ کی یہ عبارت پڑھ لیجئے۔

The mahdavi movement produced poets of very high order namely, Qadi Qadan, Shaik Alahdad. The author of undoted verses, and Shaik Burhan

ہمارے سلسلہ عباد اللہ الصالحین کی یہ قسط ایسے ہی ایک اولوالعزم صحابی مہدی بندگی قاضی قادن سے عبارت پا رہی ہے جن کو مورخین سندھی زبان کا بانی قرار دیتے ہیں۔

سیرت امام علیہ السلام کی مشہور کتاب شواہد الولایت کے مصنف ملک برہان الدین نے سفر ہجرت کے دوران سندھ کے پایہ تخت ٹھٹھہ میں امام علیہ السلام کے ۱۸ ماہ قیام کی تفصیلات اور جن صاحبان حقیق وامرائے نامدار علیہم الرحمۃ والرضوان جیسے شیخ صدرالدین اور قاضی قادن کی تصدیق کے واقعات کتاب کے باب (۲۰) میں بالتفصیل پیش کئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ قاضی قادن عالم، عامل، عارف کامل اور قاضی عادل اس شہر کے تھے جب انہوں نے اس ذات پیغمبر صفات کی آمد کی خبر

سنی اور بعضے عالموں اور قاضیوں کے آنحضرت سے روگرداں ہونے کی کیفیت معلوم ہوئی تو خود زنار داروں (کفار) کا لباس پہن کر امام علیہ السلام کے روبرو آئے۔آنحضور نے بغیر دریافت کئے ان کا نام اپنی زبان مبارک سے لے کر انہیں مشرف کیا اور فرمایا قاضی قادن یہ کیا لباس تم نے اختیار کیا ہے۔انہوں نے عرض کیا ''میرانجی میں دیکھتا ہوں کہ بہت سارے لوگ مسلمانی کے دعوی کے ساتھ حضرت کے حضور آتے ہیں اور امر حق سے روگردانی اور مخالفت کر کے کافر ہوکر جاتے ہیں اس بناء پر یہ ضعیف کفار کا لباس پہن کر آیا ہے تاکہ صدقہ مہدی سے مسلمان بنوں'' حضرت مہدی علیہ السلام نے کفار کا لباس انکے بدن سے اتروایا پھر انہوں نے امام آخر الزماں کا بیان سننے کے بعد مہدیت کی تصدیق کی۔

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے شاہ برہان لکھتے ہیں کہ ایک موقع پر حضرت مہدیؑ نے قاضی قادن سے پوچھا کہ تم کہاں کے قاضی ہو۔انہوں نے جواب دیا ملک سندھ کا قاضی ہوں۔پھر حضرت نے فرمایا کہ سندھ کس کا ہے انہوں نے کہا جام کا۔پھر آنحضور نے پوچھا جام کس کا ہے۔انہوں نے جواب دیا کہ خدائے تعالیٰ کا ہے پھر پوچھا خدائے تعالیٰ کس کا ہے انہوں نے عرض کیا یہاں تک میں نے اپنے علم سے جوابات دیئے اس جگہ ہمارا علم ختم ہو چکا ہے جو کچھ خوندکار فرمائیں وہی تحقیق ہے۔آنحضرتؑ نے فرمایا اے قاضی خدائے تعالیٰ اسی کا ہے جو خدائے تعالیٰ کو حاصل کرے۔پس جاں اے مصدق قاضی مذکور نے امام نور علیٰ نور کی ملاقات اور آنحضرت کی مہدیت کی صحبت میں چند ابیات ہندی زبان میں فرمائے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔

کافر تھیو تو ابھوے باب شریعت جھد
جی بھاس پریاں ملے من مشرکاں کسد

ادارہ اشاعت کتب سلف الصالحین کے سرپرست حضرت رشدی صاحب نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

کافر ہوں میں ناجی ہوا باب شریعت پالیا
جس طور سو مولیٰ کو پا من مشرکوں سے کر جدا

یعنی میں کافروں کی صورت میں جا کر نجات پایا۔شریعت کا اپنے پر کھول جس طرح سے خدائے تعالیٰ کا وصال میسر ہو حاصل کر شرک کو دل سے نکال۔

دوسرا ایک اور بیت ان کا ہندی زبان میں ہے جس میں توحید حق تعالیٰ کے اسرار اور حضرت میراں سید محمد مہدی موعود مہدیت کے ثبوت کا اظہار ہے وہ بیت یہ ہے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

سایه کھو سنی بکیه میں لو کھیں بجه
دیا بالیں دیور ورانیں بیس سجه

ترجمہ:

دریا میں پانی کنویں سے مانگیں مطبخ میں دانے بوئیں
دن میں چراغ جلائیں بیٹھیں سمجھ بوجھ جو کھوئیں

یعنی لوگ اللہ تعالیٰ کی توحیداور مہدی موعود کی مہدیت کو سمجھنے میں ایسے بے عقل اور نادان ہیں جیسے کوئی شخص دریا میں کھڑے ہوکر کنویں سے پانی کا طالب ہوااور جہاں اقسام کے کھانے اپنے سامنے موجود ہوں وہاں کھانے کی طلب میں بیج بورہا ہواور روز روشن میں چراغ روشن کرتا ہو یا آدھی رات کے وقت آفتاب کوڈھونڈتا ہوایسے نادان کیوں کر مقصد کو پہنچ سکتے ہیں۔

صاحب مقدمہ سراج الابصار نے صفحہ ۱۷۵ پر علی شیر قانع کی کتاب ''تحفۃ الکرام'' کے حوالہ سے لکھا ہے کہ قاضی زین الدین بکھری کے بیٹے قاضی ابوسعید فضیلت کے وفور اور حضور طبیعت کے لحاظ سے اس دیار کے نازآوروں اور اس زمانہ کی ممتاز ہستیوں میں سے تھے ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے قاضی قادن سرآمد زمان نکلے الواع فضائل سے آراستہ تھے' قرآن حفظ تھا علم قراءت اچھی طرح جانتے تھے۔فقہ' تفسیر' حدیث' تصوف' عزیمت اور ادب میں کافی مہارت کے ساتھ زندگی بسر کی۔ وادی سلوک میں بہتر ریاضت کی تھی۔حرمین شریفین کی زیارت بھی کی تھی بہت سیر وسفر کیا تھا اخیر میں سید محمد جونپوری کے مریدوں میں داخل ہو گئے۔

تاریخ سندھ مصنفہ محمد معصوم کے الفاظ یہ ہیں۔

قاضی قادن بن قاضی ابوسعید بن زین الدین بھکری کے اجداد شہر ٹھٹھہ اور سوستان میں رہتے تھے ان کے جد اعلیٰ قاضی ابوالخیر نے جو صاحب فضیلت اور صاحب حال تھے بھکر میں سکونت اختیار کی تھی۔قاضی قادن زہد وتقویٰ سے آراستہ تھے بہت سے بزرگوں کی صحبت پائی تھی یہ اہل کشف سے تھے ہمیشہ وظائف اور عبادت میں اپنا وقت صرف کرتے تھے۔علم تفسیر وحدیث میں انہیں کمال حاصل تھا۔فرائض کے جزیات سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔وقت کا بیشتر حصہ عبادت وطاعت میں صرف کرتے تھے۔ان کا نسب باپ کی طرف سے یہ ہے۔

قاضی قادن بن قاضی ابوسعید بن قاضی زین الدین بھکری۔

''قاضی قادن مختلف فضائل علمی سے آراستہ تھے حدیث تفسیر اصول' فقہ اور تصوف میں انہیں کمال حاصل تھا انشاء میں اپنے زمانہ میں بے نظیر تھے وہ سیاق سے واقف تھے وادی سلوک میں بہت ریاضت کئے۔سید محمد

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

جونپوری جومیراں مہدی سے مشہور ہیں ان کے مریدین اور معتقدین میں تھے۔"

صاحب تاریخ سلیمانی نے گلشن ہشتم کے چمن چہارم صفحہ ۱۰۶ پر حضرت قاضی قادن کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فراہ مبارک میں حضور مہدی علیہ السلام کی رحلت کے وقت جو (۳۱۳) اصحاب ومہاجرین موجود تھے۔ ان میں ملک جی مہری، میاں امین محمدؒ قاضی علاء الدین وغیرہ کے ساتھ قاضی قادن بھی شامل ہیں۔

ان امور سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت قاضی قادن مقام ٹھٹھہ میں امام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد سے رحلت تک حضور کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے۔

قاضی قادن کے تعلق سے ڈاکٹر قمر الدین لکھتے ہیں:۔

(Haz) Syed Mohammed stayed for a short time at different places in Sind and a number of Sunni ulema, scholars and nobles accepted Mahdi'isim and joined his ranks. The most influentifal of them, Qadi Qadan bin Qadi Abusaeed bin Zainuddin Bhakkari became his disciple. He was famous for pierty. his knowledge of Tafsir, Hadis, Figh, Usul and Sufism and spent most of his time in remebrance of God. He exhibited an sense of justice tempered with impartiality in deciding the cases. His unshakable belief in Saiyed Mohammed brought on his head the stinging redicule of the Ulema. They left no stone unturned in poisioning the ears of Mirza Shah Hussan against him. but they sadly failed in shaking Mirza Hassans confidence in him. Consequently he continued to hold the post of Qadi to ripe old age.(page 161 of Mahdavi Movement in india.)

ڈاکٹر اطہر عباس رضوی اپنی تالیف "شمالی ہند میں مسلم احیائی تحریکات" کے باب سوم میں جو مہدویہ دائروں کی سماجی اور عمرانی خدمات پر مشتمل ہے۔ سندھ کا تذکرہ کرتے ہوئے ہمارے آج کے ممدوح حضرت قاضی قادن پر قریب قریب وہی کچھ لکھا ہے جس کا تاریخ معصومی تاریخ سندھ کے حوالہ سے اوپر مذکور ہوا البتہ جہاں تک ان کے دائرہ مہدویہ میں قدم رنجہ فرما کر استقامت وعزیمت کا مظاہرہ ہوا اس پر لکھتے ہیں۔

His opponents exhausted their armoury of criticism against the Qazi in vain they sadly failed to shake Mirza Hassans confidence in him

نیز اپنے بیان کو منزل اختتام تک پہنچانے سے پہلے یہ دوہا بھی تحریر کیا ہے۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

لوگوں کو جب کھول بتادے ہندی میں کہکر سمجھادے
ہندی مہدی نے فرمایا خوندمیر کے منہ پر آئی
کہے دوہرے ساکھی بات بولے کھول مبارک جات
میاں مصطفیٰ نے بھی کہی اور کسی کی پھر کیا رہی

۱۹۷۸ء میں ساہتیہ اکاڈمی نے آل انڈیا ریڈیو دہلی کے سندھی شعبہ سے وابستہ ٹھاکر ہیرو کی مرتبہ قاضی قادن کے (۱۲۰) دوہوں پر مشتمل ''قاضی قادن'' جو کلام ہندی زبان میں شائع کی ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مرتب نے قاضی قادن کو سندھی ادب کا بانی قرار دیا ہے۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں صدرالدینؒ

شیخ صدرالدین کے تعلق سے حضرت سید عیسیٰ صاحب المتخلص ''مہدوی جمعدار کی مرتب کتاب موسوم بہ انتخاب تواریخ الاغیار جلد اول کے صفحہ ۷۷ا پر تذکرہ علمائے ہند کے صفحہ ۲۶۷ کے حوالہ سے یہ عبارت ملتی ہے۔

'' شیخ صدر الدین ٹھٹوی اجل علماء افضل الاتقیاء معاصر نظام الدین شاہ سندھ بود جامعیت علوم بدان غایت داشت کہ ہزار ھا شاگرد را بمرتبہ کمال علمی رسانید اولا بہ ورود سید محمد جونپوری مدعی مہدیت بہ مخاصتش پیش آمدہ آخر بدیدن سید محمد داخل زمرہ مریدان راسخ گرویدہ''

ترجمہ: شیخ صدرالدین اجل علماء سے تھے تقویٰ و پرہیزگاری میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ سندھ کے بادشاہ نظام الدین جام نندہ کے ہمعصر تھے مختلف علوم وفنون میں آپ کے بلند مرتبہ اور جامعیت کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ ہزاروں شاگردوں کو کمالات علمی کے بلند درجوں پر پہنچا دیا تھا۔ حضرت سید محمد جونپوری جنہوں نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا ان کے سندھ میں تشریف آوری کے وقت اول اول مخاصمت رکھتے تھے اور جب ان کو دیکھا تو ان کے گرویدہ ہوکر زمرہ مریدین میں داخل ہوگئے۔

بندگی میاں سید یوسفؒ اپنی تالیف مطلع الولایت میں شیخ صدرالدین کے تعلق سے علامہ عصر ومشاہیر دھر بودند کے الفاظ استعمال کئے ہیں جس سے آپ کی جلالت علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ پھر شاہ برہان اپنی تالیف شواہد الولایت کے ۲۰ ویں باب میں شیخ صدر الدین کے تعلق سے شخصیت مآب کے القاب استعمال کرتے ہوئے صدر العلماء سندھ بودند کے الفاظ سے تعارف کرایا ہے۔

ڈاکٹر قمرالدین شیخ صدرالدین کے تعلق سے یوں رقم طراز ہیں۔

Then came Shaik Sadruddin another and pious Alim of sind who was deadly opposed to the Saiyed when he reached Thatta. A radical change in the attitude of Shaik occured when he visited the Saiyed and he joined him as his disciple renouncing the world and abandoning all the worldly attachments

الغرض ایسی اولوالعزم، بلند مرتبت، پیکر علم وتقویٰ کے دائرہ مہدویت میں قدم رنجہ ہونے کی دوقدرے مختلف روایتیں

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

سامنے آتی ہیں ہماری سیرت کی کتابوں میں جو روایت ملتی ہے اس کی تفصیل نیچے درج کی جارہی ہے۔

حقیقت واقعہ یہ ہے کہ جہاں کہیں حضور مہدی علیہ السلام سفر ہجرت کے دوران قیام فرماتے عصر مغرب کے درمیان امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے درس تدریس کا احیاء آپ کے معمولات میں شامل رہا ہے۔ روایات بتاتی ہیں کہ جب حضور نے شہر ٹھٹھہ میں قیام کا ارادہ کیا تو وہاں حسب معمول وعظ و بیان کا سلسلہ شروع کیا اور دوران بیان دار دنیا میں دیدار باری تعالیٰ کے سلسلہ میں قرآنی ہدایت من کان فی هذا اعمیٰ فهو فی الاخرة اعمی سے رویت کا ثبوت دیا اوساتھ ہی شہادت کے طور پر شاہ نظامؓ اور شاہ دلاورؓ کو بطور گواہ سامنے کرتے ہوئے اعلان فرمایا ہم نے دعوی اور شہادت دونوں تمہارے سامنے رکھدئے ہیں اب رہا ماننا یا انکار کرنا وہ تمہارا کام ہے۔ ایسی صورت میں علماء کے سامنے کونسا راستہ کھلا تھا۔ وہی جس کی نشان دہی پروفیسر مجیب سابق وائس چانسلر جامعہ ملیہ دہلی اپنی کتاب انڈین مسلم کے صفحہ ۱۰۶ پر لکھا ہے۔

The opponents of Saiyed Mohammed seem to have been aware that if they did not challenge and disprove Saiyed's claim. they would not be able to refuse any of his teachings and the then existing political & social system would have to be rejected and destroyed as something evil and subersive of Islam.

اسی بہانہ انہوں نے میراں علیہ السلام کے اخراج کا حکم جاری کرایا۔ کوتوال شہر کو پابند کیا گیا کہ وہ حضرت کی جماعت کو شہر پناہ سے بہ جبر نکال دے۔ لیکن یہاں بھی وہ جو مقلب القلوب (قلب کو بدلنے والا) ہے کوتوال شہر کو امام کا وارفتہ وگرویدہ کردیتا ہے۔ بالآخر بادشاہ اپنے مرشد اور صدر قاضی شیخ صدرالدین کی خدمت میں معروضہ بھیجتا ہے کہ وہ امام موعود کے دعوی کی حق وصداقت جانچیں۔ شیخ صدرالدین خود بھی تحقیق حق کے طالب تھے بادشاہ سے مہلت لی کہ مسئلہ مہدیت پر ضروری مباحث کا مطالعہ کرنے کے بعد ہی اس طرف وہ قدم اٹھائیں گے۔

روایات بتاتی ہیں کہ شیخ صدرالدین مسئلہ مہدیت پر کافی تحقیق وجستجو کے بعد ایک سوال نامہ مرتب کیا اور اس کو لئے حضور کی مجلس وعظ میں شرکت، بحث وتمحیص اور گفتگو کے ارادہ سے نکلتے ہیں اور جب امامنا سے قریب ہوتے ہیں تو یہ دیکھ کر حیرت میں پڑ جاتے ہیں کہ مدعی مہدیت سپاہیانہ لباس پہنے ہوئے تیر وکمان ہاتھوں میں لئے سامنے نظر آرہے ہیں جب کہ ذہن میں درویش صفت فقیر منش کی تصویر جلوہ گر تھی ذہن کو جھٹکا لگا کہ منصب مہدیت کا مدعی یقفوا ثر ولا یخطی کا پرتو سپاہیانہ لباس میں نہیں ہوسکتا۔ یہیں پہلی بدگمانی نے کمندیں ڈالیں۔ مباحثہ کو غیر ضروری سمجھ کر واپس پلٹے۔ لیکن قدم اٹھ نہیں رہے تھے رہ رہ کر خیال آرہا تھا کہ کیا لباس دعوی کی شرط ہوسکتی ہے یا تقویٰ۔ اسی شش وپنج میں واپسی کے لئے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے اور پھر لوگوں نے دیکھا شیخ صدرالدین مجلس وعظ میں محو سماعت ہیں کمال توجہ سے مراد اللّٰہی بیان کو سنا اور محو حیرت ہوگئے کہ تیار کردہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

سوالات کے جوابات ازخود بلا پوچھے سنائے جارہے ہیں۔یہ ایک اعجاز تھا جو امام کا خصوصی وصف ہے۔اور پھر ایک ضرب کلیمی نے اشکال وابہام کے تمام قفل کھول دیئے۔امام علیہ السلام دریافت کرتے ہیں۔''صدرالدین تم کو بندہ کی دعوت کے قبول کرنے میں کیوں تردد ہے۔کیوں پس وپیش کرتے ہو۔کیا بندہ کوئی نئی شریعت لایا ہے۔احکام شرع میں کوئی تبدیلی کی گئی ہے۔کلمہ،نماز،روزہ،حج،زکوۃ کے بارے میں کیا تمہارے اور ہمارے درمیان کوئی فرق ہے۔

صدرالدین عرض کرتے ہیں یہ سب صحیح ہے مگر مجھے ڈر ہے کہ بالفرض اگر میں تصدیق کرلوں اور آپ درحقیقت مہدی موعود نہ ہوں تو مواخذہ، جواب دہی کی ذمہ داری کس پر۔امام فرماتے ہیں صدرالدین جب تم کو اس قدر خدا کا خوف ہے تو کیا تمہارے برابر بندہ کو خوف خدا نہ ہوگا۔پھر آیت فمن اظلم ممن افترى على الله كذبا کا بیان فرمایا تو روایت بتاتی ہے کہ اس موقع پر شیخ صدرالدین عرض کرتے ہیں کہ ذہن مطمئن ہے لیکن قلبی اطمینان نہیں حاصل ہورہا ہے۔اگر اجازت ہو تو بندہ چھ ماہ آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہے۔حضور فرماتے ہیں لا اكراه فى الدين دین میں زبردستی نہیں۔تم ضرور رہو لیکن وقت کو گنواؤ نہیں اس دوران تم ذکر خفی کی تعلیم حاصل کرکے اس پر عمل کرو۔خدائے تعالیٰ تم پر حق اور ناحق ظاہر کردے گا۔اور تیسرے ہی دن ذکر کی بدولت تصدیق اور ترک دنیا سے مشرف ہوتے ہیں۔

البتہ معارج الولایت جلد دوم کے صفحہ ۱۵۱ پر جو دوسری روایت ملتی ہے وہ اس طرح ہے۔بعض بزرگان دین فرماتے ہیں کہ ایک روز شیخ صدرالدین اپنے مدرسہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔اس مقام پر مہدی موعود آخر الزماں تشریف لاچکے ہیں اور تم ابھی خواب خرگوش میں مبتلا ہو۔اور ان کے پاس نہیں گئے اسی وقت فوراً جاؤ اور ان کی تصدیق کرو ورنہ کافر مروگے۔پھر اس شخص نے ان کا ہاتھ پکڑ کر امام علیہ السلام کی قیام گاہ کی طرف ان کو متوجہ کردیا اور خود غائب ہوگیا۔لوگ کہتے ہیں کہ جب شیخ صدرالدین حضرت مہدیؑ کی خدمت میں آئے تو اس وقت امام ایک شخص کے ساتھ جنگل گئے ہوئے تھے۔شیخ بھی آپ کی تلاش میں جنگل کی طرف گئے جب دور سے خاتم ولایت محمدیہ کو مجاہدانہ لباس اور سپاہیانہ طرز میں دیکھا تو بدگمان ہوکر واپس ہونا چاہتے تھے اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ شعر پڑھا۔

سعدی بشوے لوح دل از نقش غیر حق
علمے کہ رہ بحق نمائید جہالت است

اے سعدی دل کی بختی کو غیر حق کے نقش سے دھوڈال جو علم حق تعالیٰ کا راستہ نہ دکھائے وہ علم نہیں جہالت ہے۔

پس شیخ موصوف حضرت کے معتقد ہوگئے۔ترک دنیا کرکے آخر دم تک حضرت امام کی صحبت میں مقیم رہے۔ہماری تاریخ کی یہ ستم ظریفی ہے کہ آگے کے حالات تو کجا یہ تک پتہ نہیں چل سکتا کہ آپ کا وصال کب اور کہاں ہوا ہے۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت میر ذوالنون
صوبہ دار فرح

روایات بتاتی ہیں کہ ہرات کے حاکم ابوالغازی سلطان حسین مرزا جو ۱۴۶۹ء سے ۱۵۰۶ء تک ملک خراسان کے فرمانروا تھے۔ انہوں نے اول اول میر ذوالنون کو اپنے بیٹے بدیع الزماں کا اتالیق مقرر کیا تھا۔ میر ذوالنون اتالیقی سے ترقی کرتے ہوئے سپہ سالار اور پھر صوبہ دار فراہ مقرر ہوئے۔ ہرات‘ خراسان کا پایہ تخت تھا۔ خراسان کی وسعت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی سرحدیں ایک طرف مغرب میں بلخ وایران تک اور مشرق میں دریائے سندھ تک پھیلی ہوئی تھیں اس کا طول ۶۰۰ میل اور عرض چارسو میل تھا۔ فراہ جو رود فراہ کے کنارے واقع ہے قندھار سے اس کا فاصلہ ۱۸۰ میل بتایا جاتا ہے۔ حضور مہدی علیہ السلام کے سفر ہجرت کا ۲۷ واں اسٹاپ اوور Stop Over ہے۔ حضور کی تشریف آوری مولوی سید افتخار اعجاز صاحب کی مرتبہ ”توقیت“ میں ماہ صفر المظفر ۹۱۰ھ (جولائی ۱۵۰۴ء) بتائی گئی ہے۔

حیات پاک کے مصنف لکھتے ہیں کہ امام علیہ السلام کے فراہ مبارک کے قدم رنجہ فرمانے کے وقت وہاں علماء و مشائخین بڑی تعداد میں جمع تھے جب قاضی شہر کو یہ اطلاع ملی کہ ہندی سید جماعت کثیر کے ساتھ شہر میں داخل ہوا ہے اور مہدیت کا دعوی کرتے ہوئے اپنی تصدیق کو فرض بتاتے ہیں تو قاضی غصہ سے بے قابو ہو کر کوتوال شہر کو حکم بھیجا کہ وہ سپاہیوں کا ایک دستہ لے کر سید موصوف کی قیام گاہ پر جائیں اور ان سے اور ان کی جماعت سے ہتھیار چھین کر قید کرلیں۔ قاضی کا حکم کوتوال کے لئے واجب التعمیل تھا اس نے ایسا ہی کیا اُدھر اصحاب امام مقابلہ کی سوچ ہی رہے تھے کہ امام عالی مقام نے آگے بڑھ کر اپنی تلوار سپاہیوں کے حوالہ فرمائی پھر کیا تھا امتحان عشق میں صحابہ کہاں پیچھے رہتے انہوں نے اپنے ہتھیار اور کل سامان ان سپاہیوں کے حوالہ کردیا۔ کوتوال نے جب یہ ماجرہ دیکھا تو سوچا اب ان بے سروسامان لوگوں کو قید کرنے سے کیا حاصل صبح دیکھا جائے گا کہکر اپنے سپاہیوں کے ساتھ لوٹ گیا۔ اسی رات سپہ سالار سرورخاں نے خواب دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ اس سے ارشاد فرماتے ہیں تمہاری عملداری میں میرے فرزند کے ساتھ یہ جور وستم‘ معاً سرور خان نیند سے بیدار ہوا اور درد شکم سے بے چین ہو کر کوتوال شہر کو طلب کر کے شہر کی کیفیت پوچھی کوتوال شہر نے رات کی سرگزشت بیان کی۔ جس پر سرور خان نہایت برہم ہوا اور امام عالی مقام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی لاعلمی پر معذرت خواہ ہوا اور عرض کیا جو مال واسباب چھینا گیا ہے اس کی تفصیل دی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

جائے تو وہ سب کا سب لوٹایا جائے گا۔امامؑ نے فرمایا ہمارے پاس جو مال واسباب تھا وہ صرف عشق الٰہی اور ذکر خدا کی دولت تھی وہ ہم سے کسی نے نہیں چھینا تو پھر ہم تم سے کیا مانگیں۔امام کے اس جواب سے وہ لاجواب ہو کر تصدیق و تلقین سے مشرف ہوتا ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ سرور خان نے اس واقعہ کی پوری تفصیل معہ اپنی خود کی سرگذشت جب گورنر فراہ میر ذوالنون کے علم میں لائی تو صوبہ دار نے اس کو سرور خاں کی خوش اعتقادی سے تعبیر کرتے ہوئے کہا کہ مسئلہ مہدیت دین کا ایک اہم مسئلہ ہے اور جب تک اس بارے میں بذات خود تحقیق نہ کر لی جائے قطعی رائے نہیں دی جاسکتی۔مورخین نے لکھا ہے کہ میر ذوالنون سابق میں دو یا تین مدعیان مہدیت کو جن کی صداقت سے وہ متفق نہیں ہوسکا تھا ان کے سر قلم کر چکا تھا۔جس کی تفصیل ڈاکٹر اطہر عباس رضوی اپنی تالیف ''شمالی ہند کی اسلامی احیائی تحریکات'' جسے آگرہ یونیورسٹی نے ۱۹۶۵ء میں الہ آباد سے شائع کیا ہے کہ صفحہ۹۳ پر دیکھی جاسکتی ہے۔پس میر ذوالنون پورے شاہی طمطراق، جاہ و حشم لاہ و لشکر کے ساتھ اماماعلیہ السلام کی جائے قیام کی طرف بڑھا منشاء یہ تھا کہ اگر نعوذ باللہ حضرت سید محمدؑ اپنے دعوی مہدیت میں سچے اور ثابت قدم نہ ہوں تو اس جاہ و حشم کے مقابلہ میں ان کے پاؤں اُکھڑ جائیں گے۔لیکن وہ بحر حیرت میں غوطہ لگانے پر مجبور ہو گیا۔اس لئے کہ محفل وعظ میں جب وہ مجمع کے سروں سے پھلانگیں مارتا امام علیہ السلام کی نشست گاہ کی طرف بڑھنے لگا تو ایک آواز اس کے کانوں سے ٹکرا رہی تھی۔ میر ذوالنون جہاں جگہ پاؤ وہیں بیٹھ جاؤ۔اول تو نام کے ساتھ خطاب ہی سے وہ اپنی چوکڑی بھول گیا۔پھر جہاں جگہ پاؤ وہیں بیٹھ جاؤ کا حکم اپنے رعب وداب کے ساتھ حکم دینے والے کے کمال بے پرواہی، ثابت قدمی اور استقامت اور توکل علی اللہ کی منہ بولتی تصویر دکھا رہی تھی۔اور اس کے بعد وہی کچھ ہوا جس کی توقع کی جاسکتی ہے۔میر ذوالنون کے جسم میں رعشہ پڑ گیا اور وہ کمال عقیدت و محبت سے حضور کی طرف ٹک ٹک دیکھنے لگا۔

اس وقت امام عالی مقام سورہ بقرۃ کی ۲۵۶ ویں آیت جس کا ترجمہ شاہ عبدالقادر نے اس طرح کیا ہے۔کی تفسیر بیان فرما رہے تھے۔

> ''اللہ ایمان والوں کے کام بناتا ہے اور ان کو اندھیروں سے اُجالوں کی طرف لے آتا ہے اور وہ جو ان کے منکر ہیں ان کے رفیق ہیں شیطان ان کو اجالوں سے اندھیروں کی طرف لے جاتا ہے وہ دوزخ والے ہیں اور اسی میں وہ رہیں گے''

موقع و محل کے اعتبار سے بیان کی دلکشی، الفاظ کا جادو، آواز کا سحر ان سب عوامل نے مل کر وہ سماں باندھا کہ میر ذوالنون جو خود بھی صاحب فہم و ذکا اور ذوق علمی سے مالا مال تھا محسوس کرنے لگا کہ واقعتاً وہ اندھیرے سے اُجالے کی سمت رواں دواں

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ہے۔ جب مریدان دنیا اس کو نور سے نکال کر اندھیرے کی طرف ہانک رہے ہیں۔

محفل وعظ ختم ہوئی تو میر ذوالنون خود کو یکہ وتنہا پار ہا تھا وہ بھول گیا کہ سرکاری سپاہ لاہ ولشکر اور جاہ وحشمت سب اس سے دور دور ہیں۔ امام علیہ السلام اشارہ سے اس کو قریب بلاتے اور فرماتے ہیں ''ذوالنون کچھ اور پوچھنا ہے'' بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے عرض پرواز ہوا۔

'' شنیده که شما مهدی می گویابند اگر لغوی باشد معقول است واگر اصطلاحی باشید حجت وبرهان باید''

سنا جاتا ہے کہ آپ خود کو مہدی کہلواتے ہیں اگر آپ بلحاظ لغت مہدی بمعنی ہدایت یافتہ ہیں تو یہ امر معقول ہے اور اگر آپ مہدی اصطلاحی ہیں تو حجت وبرہان دینا چاہیئے۔

ہزاروں درود اور لاکھوں سلام اس ذات قدسی صفات پر جس کے ایک سادھے جملے میں حکمت وبلاغت کا سمندر موجزن ہے ارشاد ہوتا ہے۔

حجت وبرهان نودن کار خدا وند است وکار ما تبلیغ است حجت وبرہان دکھانا خدائے تعالیٰ کا کام ہے بندہ کا کام تبلیغ ہے۔

شواہد الولایت کے صفحہ ۲۲۵ پر مرقوم ہے کہ میر ذوالنون اپنے جملہ حجت وبرہان پائید کو دوبار امام کے حضور میں دہرایا اور حضور نے وہی جواب دیا کہ حجت وبرہان دکھانا خدا کا کام ہے اور مجھے تو صرف تبلیغ کے لئے بھیجا گیا ہے۔

بعدازاں میر ذوالنون عرض کرتے ہیں کہ بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ مہدی پر تلوار کام نہیں کرے گی' آگ نہیں جلائے گی اور پانی نہیں ڈوبائے گا۔ اس مرحلہ پر امام علیہ السلام نے میر ذوالنون کو آزمانے کی اجازت دی۔ یہاں روایت میں قدرے اختلاف ملتا ہے۔

صاحب مطلع الولایت صفحہ ۸۳ پر تحریر کرتے ہیں کہ خود امام علیہ السلام نے اپنی تلوار میر ذوالنون کے حوالہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آزمالو۔ میر ذوالنون فوری کھڑے ہوجاتے اور تلوار میان سے نکال کر حضور پر وار کرتے ہیں لیکن وار خالی جاتا ہے اور میر ذوالنون بے ہوش ہوکر گر جاتے ہیں وہ تین بار کوشش کرتے ہیں اور ہر بار ناکامی ہوتی ہے۔

مگر صاحب شواہد الولایت لکھتے ہیں کہ امام علیہ السلام سے اجازت پا کر وہ اپنے حبشی کو اشارہ کرتے ہیں امام پر تلوار چلائے وہ تین بار کوشش کرتا ہے اور ہر بار اس کا ہاتھ ہوا میں جاکر شل ہوجاتا ہے۔ آخر کار میر ذوالنون حضور کے قدموں میں گر کر معذرت خواہی کرتے ہیں اور پھر دوسرے علماء جن میں مشہور عالم نور کوزہ گر کا بھی نام شامل ہے ذات پیغمبر صفات کی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

مہدیت پر ایمان لاتے ہیں۔اس وقت امام فرماتے ہیں ذوالنون تلوار کا کام کاٹنا' آگ کا کام جلانا اور پانی کا کام ڈوبانا ہے۔ جوان کی صفت ہے۔البتہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مہدی پر کوئی طاقت غلبہ نہیں پاسکتی۔

اس واقعہ سے ملحق ایک اور روایت بھی کتب موالید میں ملتی ہے۔شواہد الولایت اور مطلع الولایت دونوں میں لکھا ہے کہ بعد تصدیق میر ذوالنون نے جوش عقیدت اور وفور جذبات محبت کے ساتھ اس طرح گویا ہوئے ''ہم مہدی کے نوکر ہیں جہاں کہیں تلوار چلانا ہوگا تلوار چلائیں گے اور مخالفین مہدی کو مارڈالیں گے'' ''آپ مہدی ہیں اور ہم مہدی کے ناصر'' امام فرماتے ہیں کہ مہدی کا ناصر تو خدا ہے اور تو تلوار اپنے نفس پر چلا کہ وہ تجھے گمراہ کرتا ہے۔یہ تھی استقامت عزیمت اور تو کلت الی اللہ کی ایک اور مثال اور قرآن شریف کے سورہ حشر کی نویں آیت میں ارشاد باری ہوتا ہے۔نفس تو بدی پر اکساتا ہے اسی بناء پر امامنا علیہ السلام نے میر ذوالنون سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا''مہدی کو اپنے مشن کی کامیابی کے لئے تمہاری مدد کی چنداں ضرورت نہیں اور اور تم تلوار کے بل بوتے پر کچھ کرنا ہی چاہتے ہو تو اس تلوار کو تمہارے نفس پر چلاؤ کہ وہ تمہیں بدی کی طرف لے جاتا ہے اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچ گیا وہ کامیاب رہا۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

سلطان غیاث الدین خلجی

تاریخ کے طالب علم اس حقیقت سے ناواقف نہیں ہیں کہ وسط ہند کا علاقہ ہندوستان کی سیاسی تاریخ میں ایک سے زیادہ مواقع پر خلفشار کا شکار رہا پڑتا ہے اور گجرات کے جنوب میں موجود مالوہ کی سلطنت کچھ اس سے مستثنیٰ نہیں تھی۔لیکن ایک بات کا مورخین نے بالضرور اعتراف کیا ہے کہ مسلم حکمرانوں نے مالوہ میں بالعموم اور خاص طور پر دارالخلافہ مانڈو میں جو نئی عمارتیں کھڑا کئے ان میں فنی مہارت' آرائش اور زیبائش جسے آرکیٹکچر سے موسوم کیا جاتا ہے بہت زیادہ ترقی کی سمت رواں دواں رہے پروفیسر محمد مجیب سابق وائس چانسلر جامعہ ملیہ دہلی نے اپنی کتاب INDIAN MUSLIM کے صفحہ ۱۹۱ پر ان الفاظ میں مانڈو کی جامع مسجد کا ذکر کیا ہے۔

The Jame Masjid Mandu built in the middle of 15th Century is the first and in many ways the finest building of the classical style. its main gate is on the east where a magnificient flight of steps leads up to a poach which has door ways with marble jams and exquisitely carved sides impress us because of its very simplicity make the monument a subject of study of mughal and Deccan Architects.

اسی جامع مسجد میں جس کا طول ۲۶۸ فٹ اور عرض ۸۲ فٹ بتایا گیا ہے اور جس کے چھت پر ۵۸ Domes تعمیر کئے گئے تھے۔ربیع الاول ۸۹۲ھ میں بقول مصنف حیات پاک حضرت سید محمد جونپوری امام مہدی موعود علیہ السلام کا ورود مسعود ہوا جنہوں نے چاپانیر سے اواخر ماہ صفر المظفر ۸۹۲ھ میں رخت سفر باندھا اور مانڈو جوان دنوں مالوہ کا پایہ تخت تھا چاپانیر سے اس کا فاصلہ ایک سو میل سے متجاوز ہے۔لیکن دیگر مورخین جن میں مصنف شواہد الولایت میاں شاہ برہان' میاں سید یوسف بن شاہ یعقوب حسن ولایت صاحب مطلع الولایت' نیز میاں سید محمود صاحب معارج الولایت سب ہی اس امر پر متفق ہیں کہ امامنا علیہ السلام چندیری سے ہجرت کر کے مانڈو تشریف لائے۔اور یہاں کی جامع مسجد میں وعظ و بیان قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔

اس وقت مالوہ پر خلجی سلاطین کی حکومت تھی سلطان غیاث الدین ۸۷۳ھ سریر آرائے تخت تھے۔مقدمہ سراج الابصار میں بحوالہ تاریخ فرشتہ مرقوم ہے کہ سلطان نے اپنی موت سے بہت پہلے ہی اور سلطنت سے کنارہ کشی اختیار کر کے اپنے بڑے بیٹے عبدالقادر کو ناصر الدین سلطان کا خطاب دے کر نگران کار سلطنت بنا چکا تھا۔دنیا جانتی ہے کہ زر' زن اور زمین تاریخ کے ہر

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

دور میں بنائے فساد رہے ہیں اور ان ہی تین عناصر نے مالوہ میں بھی رنگ دکھایا اور سلطان غیاث الدین خلجی کو نظر بندی کی حالت میں ایام حیات گذارنے پڑے۔ مورخین متفق ہیں کہ سلطان غیاث الدین خلجی بذات خود اوصاف حمیدہ کا حامل تھا۔ اسے ایک عابد و زاہد اور تہجد گذار بادشاہ کی حیثیت سے شہرت حاصل تھی صاحب شواہد الولایت نے سلطان کو بادشاہ عادل' دریا دل' نیکو خصال اور ستودہ افعال بود سے خطاب کیا ہے اور پھر لکھتے ہیں کہ اگر تھوڑی سی خوبیاں بھی اس شاہ مذکور کی لکھی جائیں تو ان تحریر کردہ صفحات کا حجم بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ جب امام عالی مقام کے وعظ و بیان کو شہرت کے پر لگ گئے اور تاثیر بیان اور تسخیر قلوب کے چرچے شہر میں عام ہو گئے نیز عوام و خواص نے اپنے کانوں سے کلام الٰہی کا بیان موافق مراد اللہ سن لیا تو بالاتفاق یہ بات زبان زد خلق ہو گئی کہ اس درجہ کا ولی کامل و اکمل جو ظاہری و باطنی امور سے آراستہ اور مبین شریعت وحقیقت مولف القلوب اور مسخر النفوس آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا اور مثل سابق عوام اور خواص دونوں علائق دنیوی سے ہاتھ دھو کر آپ کے دست حق پرست پر تصدیق و بیعت کا شرف حاصل کرنے کے لئے مثل پروانوں کے ہجوم کرنے لگے یہ میرے اپنے الفاظ نہیں ہیں یہ تو دور حاضر کے ممتاز مورخ اور عالم دین ابوالحسن علی ندوی نے اپنی تالیف ''تاریخ دعوت وعزیمت'' جلد چہارم کے صفحات ۵۳۔۵۴ پر تحریر کئے ہیں وہ لکھتے ہیں۔

خلقت کی خلقت نے ان کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہزاروں آدمی ان کے قافلے میں شامل ہو گئے۔ سندھ کا علاقہ ہو یا مالوہ کا پایہ تخت مانڈو لوگوں کو تھامنا مشکل ہو گیا اور حاکم وقت کا ان کی طرف میلان ہو گیا۔

صاحب شواہد الولایت نے باب ۹ میں اور صاحب مطلع الولایت صفحہ ۲۴ پر جو کچھ تحریر کے ممدوح کے بارے میں تحریر کیا ہے مندرجات کا خلاصہ یہ ہے کہ سلطان نے ایک معتبر اور دانا شخص کو امام کی خدمت میں بھیجا اور بصد منت و عاجزی عرض کروایا کہ آنحضرت کے قدوم دیکھنے کے لئے میں خود بسر و چشم آتا لیکن میرا اختیار میرے ہاتھ میں نہیں ہے میرے لڑکے نے مجھے نظر بند رکھا ہے اگر آنحضرت کرم فرما کر اپنے دو آدمیوں کو روانہ فرمائیں تو ان کی ہی قدمبوسی سے مشرف ہو جاؤں۔ اور کچھ شکوک جو دل میں پیدا ہو رہے ہیں ان کا ازالہ کرلوں۔

قرآن نے صالح بندوں کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ نیکی کی طرف جھپٹتے ہیں اور سلطان غیاث الدین کا ایمان کی طرف اوپر جس طرح جھپٹنا ظاہر ہو رہا ہے اسی پس منظر میں ہمارے سلسلہ عباد اللہ الصالحین کی ۳۴ ویں قسط سلطان کے واقعات سے عبارت پا رہی ہے۔ الغرض کتب مذکور میں آگے کی تفصیل اس طرح ملتی ہے۔

سلطان کی غرض یہ تھی کہ آنحضرت کے احوال کی تحقیق کر کے تصدیق سے مشرف ہو پس حضرت امیر علیہ السلام نے اس کی مجبوری اور اس کے مقصد کو پیش نظر رکھ کر میاں سید سلام اللہ اور میاں ابوبکر کو سلطان سے ملاقات کے لئے روانہ کیا۔ راوی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

لکھتا ہے کہ جس وقت دونوں صحابہ محل پر پہنچے تو سلطان نے محل کے دروازہ سے فرودگاہ تک مخملی فرش بچھایا اور دونوں تخت کے درمیان پردہ چھوڑنے کا حکم دیا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ پاؤں میں وزنی زنجیر ہونے کے سبب اٹھ نہیں سکتا تھا جو خلاف تعظیم ہوتا جب دونوں صحابہ شاہ کے بالمقابل بیٹھ گئے تو پردہ اٹھوا کر سونا، چاندی نچھاور کیا اور ان کی تشریف آوری پر شکر گذار ہوا۔بعد گفتگو آنخضرت کی مہدیت کی تصدیق کی اور ہر دو صحابہ سے درخواست کی کہ جب حضور دعوئے مہدیت فرمائیں تو آپ دونوں میری تصدیق پر گواہ رہیں۔پھر عرض کیا کہ حضرت کی مقدس جناب میں درخواست کرنا کہ بندہ تین چیزوں کی آرزو رکھتا ہے وہ یہ ہیں (۱)ایمان ملے (۲) مظلومیت کی موت ہو اور تیسری آرزو یہ ہے کہ شہادت کا درجہ ملے۔

صاحب معارج الولایت نے ایک دوسری روایت بھی درج کی ہے جس کے مطابق سلطان نے یہ آرزو کی کہ غلام کو ولایت سے حصہ ملے شہادت پر فائز رہوں اور دیدار الٰہی سے سرفرازی ہو۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں سلطان کے لئے دعا کی اور تاریخ شاہد ہے کہ سلطان کی تینوں آرزوؤں کی تکمیل ہوئی بیٹے نے باپ کو شربت زہر پلایا جس کی وجہ سے اس کی شہادت ہوئی اور ایمان پر خاتمہ ہوا۔

جب دونوں صحابہ واپس ہونے لگے تو سلطان نے ان کے ہمراہ اپنے آدمیوں کے ساتھ ۶۰ قنطار زر و جواہر حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے للہ گذرانے جس کو اسی وقت حضور نے غرباء و مساکین میں تقسیم کرا دیا۔

صاحب شواہد الولایت لکھتے ہیں کہ جو خزانہ وصول ہوا تھا اس میں علاوہ نقد رقم کے ایک موتی کی تسبیح بھی شامل تھی جس کی قیمت ایک کروڑ محمودی بتائی گئی ہے تمام مال کی تقسیم کے بعد یہ تسبیح رہ گئی تھی جسے آپ ایک لکڑی پر لے کر گھمار ہے تھے کہ ایک دف زن نے سوال کیا۔"میرے آقا ہر کوئی تیری بارگاہ سے مالا مال گیا ہے اس فقیر کو مایوس نہ کیجئے۔امام علیہ السلام نے اس تسبیح کو اس کی طرف اچھال دیا۔کسی صحابی نے حضور سے عرض کیا کہ وہ تسبیح بڑی قیمتی تھی۔امام ارشاد فرماتے ہیں "تم اس تسبیح کو قیمتی کہتے ہو جب کہ میرا مالک ساری دنیا کو متاع قلیل کہہ رہا ہے" ایک اور روایت میں بتایا گیا ہے کہ اس موقع پر کسی صحابی نے یہ بھی عرض کیا "میراں جی یہ آپ کے فقراء کا حق تھا جو مستحق ہیں آپ نے ان کو کیوں نہیں دیا۔آنخضرت فرماتے ہیں" یہ لوگ (مراد فقرائے دائرہ) سب چیزیں چھوڑ کر محض خدا کی طلب رکھتے ہیں اور سوائے ذات خدا کے اور کوئی نہیں چاہتے یہ صرف ذات باری کے دیدار کے مستحق ہیں وہی ان کو نصیب ہوتا ہے۔

اسی سلسلہ میں ایک اور روایت بھی ملتی ہے کہ میراں علیہ السلام کے ایک صحابی اس مرشد مختار کی بغیر اجازت ایک تھیلی اٹھا رکھی تھی۔لوگوں کی بھیڑ چھٹ جانے کے بعد اماما کو اطلاع دی گئی کہ کچھ رہ گیا ہے۔جب آپ نے اس کو بھی صحابہ میں سویت کرا دیا۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بعدازاں جب نماز کا وقت آیا تو امام حجرہ سے باہر تشریف لائے تو صحابہ کو نہ پا کر دریافت کیا کہ سب کہاں گئے ہیں۔ میاں سلام اللہ نے عرض کیا سویت کی تقسیم کے سبب یہ لوگ بازار گئے ہیں۔حضور نے فرمایا تھوڑی سی چیز کے لئے یہ لوگ بندہ کی صحبت، نماز با جماعت اور بندہ کی نظر سے محروم ہو گئے ہیں اگر وہ تمام مقداران کی ہوتی تو کیا حال ہوتا۔

سلطان غیاث الدین کی موت کے تعلق سے تحفۃ الکرام میں منقول ہے

پسرش در عمر هشتاد سالگی دوبار زبرداد یه زهر مهره کے درباز وداشته دفع کردسیم بارش کا شربتی مسمومه آور ده گفت البته باید خورد وگفت عمر بالمشرف گذراندم وآرزوی دردل نماند پس خود زهر مهره بکشاد وکاشه رادر کشید۔

ترجمہ:اس کے بیٹے نے اسی سال (۸۰) کی عمر میں دومرتبہ زہر دیا اور اس نے زہرمہرہ سے جوان کے بازو پر بندھا ہوا تھا اس کو دفع کر دیا۔تیسری مرتبہ جب اس کا بیٹا زہر آلود کاسہ شربت سے بھرا لے آیا اور کہا کہ اس کو ضرور پینا چاہئے۔اس نے کہا میں نے ساری عمر عشرت میں بسر کی ہے اور میرے دل میں کوئی آرزو نہیں ہے زہرمہرہ کھول دیا اور شربت پی لیا۔

طبقات اکبری میں بتایا گیا ہے کہ سلطنت سلطان غیاث الدین سی وسہ سال یعنی ۳۳ سال پر پھیلی ہوئی ہے۔جبکہ تاریخ فرشتہ کے پاس مدت سی ودوسال وہفدہ روز ۳۲ سال ۰۷ یوم درج ہے۔

غرض یہ کہ سلطان کی وفات بہ سبب زہرخوانی ۹۰۶ھ م ۱۵۰۱ء میں واقع ہوئی ہے۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

میاں ملک جی مہریؒ

حضرت میاں ملک جی مہری نے حضور سیدنا و مولانا میراں سید محمد جونپوری امام مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دست حق پرشرف بیعت کے امتیاز سے ممتاز ہوئے۔ ملک سلیمان اپنی مشہور تالیف ''تاریخ سلیمانی'' کی جلد سوم گلشن ہشتم اور چمن سوم میں ہمارے ممدوح کے تعارف میں شہسوار عرصہ سعادت سپہ سالار کوکب شہادت اور سرور مجاہدین کے القاب سے اپنی عبارت کو رنگین بناتے ہوئے لکھا ہے کہ

بندگی میاں ملک جی بن خواجه طاها اصل الیشان از گجرات است وشاگرد رشید بندگی میاں اله داد حمید اندو تربیت وتلقین وصحبت از میراں علیه السلام میداشتندا

پس اوپر درج کی ہوئی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ طاہا کے فرزند دلبند میاں ملک جی اصل میں گجرات کے رہنے والے تھے اور یہ ملک الہداد حمید کے شاگرد رشید ہیں۔ نیز آپ تربیت و تلقین کی دولت جہاں راست خاتم الولایت محمدیہ حضور مہدی علیہ السلام سے حاصل کی ہے وہیں حضور کی صحبت میں بھی کم و بیش سات' آٹھ سال رہنے کی سعادت بھی ملی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ سیدنا علیہ السلام کا ورود مسعود گجرات میں دوسری بار حج بیت اللہ کی سعادت کے حصول کے بعد اواخر ۹۰۱ھ یا اوائل ۹۰۲ھ تشریف لانا مورخین کا مسلمہ ہے اور اسی دوسرے دورہ گجرات میں اکثر و بیشتر افراد جن میں ہمارے ممدوح کے استاد میاں الہداد حمید اور میاں شیخ مبارک ناگوری' شہزادہ لاہوت میاں ملک جی' میاں یوسف سہیت' اور بیشتر صحابہ شامل ہیں بیعت و تلقین سے سرفراز ہوئے ہوں وہیں خود میاں ملک جی مہری کا بھی ان ہی کے ساتھ تصدیق مہدیت سے سرفراز ہونا عین ممکنات سے ہے اور پھر تادم آخر حضور کی صحبت میں رہے اور اکتساب فیض کئے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ بات کسی خارجی تائید و تصدیق سے بالاتر ہے کہ آپ کم و بیش سات سال اکتساب فیض میں کسی سے پیچھے نہیں رہے ہیں۔ آگے چل کر ملک سلیمان نے آپ کی جس خصوصیت کو سامنے لایا ہے وہ ان کی علمیت' قابلیت اور شاعری ہے وہ لکھتے ہیں۔'' **لیاقت وفصاحت کمال داشتند۔ درفنوں اشهار مهارت وافی داشتند ومهر تخلص کرده اند**'' سوانح المہدی الموعود کے مصنف میاں سید حسین اہل پنگوڑی نے لکھا ہے۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

آپ بہت بڑے عالم وفاضل اور شاعر بے بدل تھے مہری آپ کا تخلص تھا اور اساتذہ کے علاوہ آپ کو مولانا الہ داد حمید کی شاگردی کا بھی اعزاز حاصل تھا آپ کی تصانیف منظوم ومنثور، حقائق ومعارف سے مملو ہیں۔

جب امامنؑا کے دعوی مہدیت کا شہرہ سنا تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت کو خلق وخلق میں سرتا پا تابع تام ونظیر ومثیل دیکھ کر بکمال صدق واخلاص آپ کی تصدیق وتلقین سے شرف حاصل کیا۔ اور اس واقعہ کو اپنے منظوم کلام میں ایک مقام پر اس طرح ظاہر کیا ہے۔

هر که تلقین شد از خجسته دمش　　بدمش برشد از ملک قدمش

(جو شخص مہدی موعود علیہ السلام سے تلقین ذکر خفی آنحضرت کے مبارک دم کے ذریعہ حاصل کرتا ہے تو آپ کے دم کی برکت سے اس کی منزل عالم ملکوت سے بھی بلند ہو جاتی ہے)

جہاں تک مرتبہ ملکوت کا معاملہ ہے یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ امامنا علیہ السلام نے لا الہ الا اللہ کو چار اقسام میں تقسیم فرماتے ہوئے اس کو گفتنی، دیدنی، چشیدنی اور شدنی سے موسوم فرمایا ہے۔ جس کو ناسوت، ملکوت، جبروت اور لاہوت بھی کہتے ہیں۔ یہاں ملکوت خواب کی بینائی کو کہتے ہیں۔ جو مومن کی صفت ہے اس سلسلہ میں حضرت بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؓ کے نبیرہ میاں سید محمود علیہ الرحمہ کے رسالہ تصوف میں لکھا ہے کہ جب طالب حق ہمیشہ اپنی نفی الا اللہ تو ہے لا الہ ہوں نہیں کے خیال میں رہتا ہے تو اس کو خواب وبیداری ایک ہی ہو جاتی ہے یعنی خواب میں بھی وہ اس خیال سے علیحدہ نہیں ہوتا پس اس حالت کو بینائی خواب کہتے ہیں جب اس سے ترقی ہوتی ہے تو مقام جبروت اور اس کے بعد مقام لاہوت اس کی منزل ہوتی ہے۔

بہرحال بات چلی تھی بندگی ملک جی مہری کے دائرہ مہدویہ میں قدم رنجہ ہونے شہنشاہ ولایت سے اکتساب تربیت وتلقین کی اس کے بعد تاریخ سلیمانی میں لکھا ہے کہ سیدنا کے اس دنیا سے پردہ فرمالینے کے بعد آپ صدیق ولایت بندگی میاں سید خوندمیر کے دائرہ سے وابستہ ہوگئے روایت کے الفاظ میں "**باز صحبت بندگی میاں مانده اند**" آیا ہے اور اس سلسلہ میں حضرت مہری کے اس شعر سے جواز نکالا ہے۔

فردملا درباب حامی لعل مهری در چنین بزمی
که ساقی شاه خوندمیر است ودروصل ودودو در امروز

ساتھ ہی ملک سلیمان نے شاعری پر ان الفاظ کے ساتھ خراج پیش کیا ہے۔

دیوان حقایق تصنیف نموده اند مثنوی آن حضرت عجیب لطافت ونزاکت دار دو عقاید سنت جماعت وصفات ولایت درآن بیان کرده ام

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ترجمہ: انہوں نے (میاں ملک جی مہری) حقائق سے پر ایک دیوان تصنیف کیا ہے۔ آپ کی ایک مثنوی بھی ہے جو لطافت ونزاکت میں اپنا جواب نہیں رکھتی اس مثنوی میں عقائداور صفات ولایت بڑی خوبی سے بیان کئے گئے ہیں۔

شواہدالولایت کے مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۳۰ پر کوئی چھ اشعار کو پیش کیا ہے جس میں بندگی ملک جی مہری نے سیدنا علیہ السلام کی وفات کا سن برآمد کیا ہے۔ آپ بھی ان میں کے دو اشعار سے لطف وانبساط حاصل کرسکتے ہیں دیکھئے وہ لکھتے ہیں (۱) **پی احمد چو رفت تاریخ اوزآنست**

سلوکش مسلک سیر نبی بود ۴۱۶ + ۱۵۰ + ۲۷۰ + ۶۲ + ۱۲

۴۱۶ ۱۵۰ ۲۷۰ ۶۲ ۱۲ ۹۱۰ھ

(۲) اسی سلسلہ کا دوسرا شعر بھی دیکھ لیجئے اس کے دوسرے مصرعہ میں خط کشیدہ الفاظ کا بحساب ابجد مجموعہ ۹۱۰ ہوتا ہے جو میراں علیہ السلام کا سال رحلت ہے۔

ازآن گشت تاریخ رحلت درین اسلمت وجھی لرب العالمین

۹۱۰ھ

سیدنا علیہ السلام کی شان میں لکھے ایک قصیدہ کے چند اشعار بھی ملاحظہ فرمالیجئے جس میں امامنا کی بعثت کی غایت رسم عادت، اور بدعات کو مٹانا اور سنت رسول کو زندہ کرنے کے مضمون کو قلمبند کیا گیا ہے۔ قارئین کی سہولت کے لئے ہم حضرت سید خدابخش صاحب رشدی کے ان اشعار کا اردو ترجمہ بھی مقابل میں شائع کررہے ہیں۔

کرم صاحب زمان مہدی	کرم صاحب زمان مہدی
کرد طاہر حقیقت احمدی	کیا ظاہر حقیقت احدی
گشت کونین زندہ ابدی	ہوئے کونین زندہ ابدی
ہرچہ است از ولایتست ظہور	جو بھی ہے ہے ولایت کا ظہور
بارک اللہ یا امام ھدیٰ	بارک اللہ اے امام ہدیٰ
ماحی اسم و رسم و بدع دعوی	میٹنے والے رسم و بدع دعوی
محی الدین و دل و فیض خدا	دین و دل زندہ فیض حق سے کیا
ہرچہ ہست از ولایت است ظہور	جو بھی ہے ہے ولایت ہی کا ظہور

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اکثر انبیاء و مرسلین امام مہدی موعود کی صحبت کے متمنی رہے ہیں۔ان ہی روایات کے پس منظر میں حضرت مہدی کی نعت کے یہ بند ملاحظہ فرمائیے۔مقابل میں حضرت رشدی کا اردو ترجمہ ہے۔

بل چہ عالم ز آدم وعیسیٰ	کیا ہے عالم کہ آدم و عیسیٰ
زنجی و خلیل و از موسیٰ	تھے نجی و خلیل اور موسیٰ
بود غایت بہ صحبتش ہوی	انتہا درجہ اس کے سب شیدا
ہر چہ ہست از ولایت است ظہور	جو بھی ہے ولایت ہی کا ظہور

ایک اور بند ہے۔

نقطہ آن دائرہ مقصلاں	دائرہ ذوالفضل کا نقطہ وہی
شد متمنائے ہمہ مرسلاں	جس کے طلبگار رسل تھے سبھی
خواست رحق ہریک ازاں اولین	کرتے تھے حق سے یہ دعا اولین
رب اجعلنی لمن الاخرین	بار خدا کر ہمیں در آخرین

صاحب مطلع الولایت بندگی میاں سید یوسف نے اپنی تالیف مطلع الولایت کے صفحہ ۱۲۱ پر (۲۱) اشعار کا ایک مرثیہ بھی اپنی کتاب میں شامل کیا ہے جسے میاں ملک جی مہری نے حضرت میراں سید محمود ثانی مہدی کے اس دنیا سے پردہ فرمالینے پر تحریر فرمایا تھا۔وہ لکھتے ہیں۔

کوبت دلبند که هر حکم آن حبل متین بود بربط دلان

ترجمہ: وہ معشوق فرزند کہ اس کا ہر ایک حکم دلوں میں ربط پیدا کرنے کے لئے بطور رسی تھا۔

هم پسر مهدی موعود حق هم بکرم مکرم ومحمود حق

ترجمہ: حق کے موعود مہدی کا فرزند بھی حق کی مہربانی سے محمود اور مکرم بھی تھا۔

بودچو مسلو که ومجذوب آن سیر نبی زان شده منسوب آن

ترجمہ: چونکہ وہ مسلوب اور مجذوب تھا اسی لئے وہ نبی کی سیر سے منسوب ہوا۔

از المش بردل وجان وسمتی است وزعم او در جگران تلمتی است

ترجمہ: اس کے الم سے جان و دل پر داغ ہے اور اس کے غم سے جگر میں زخم ہو گئے ہیں۔پھر سید الشہداء بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت کے تعلق سے لکھا ہے۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

گر شده آں قطب هدایت غروب ان نظر خلق چو قطب جنوب
لیک دوم شارق قطب شمال شامل افلاک و بروج از جمال
زوست مضی سالک افلاکیاں سایر جانهابر بروج دلان
تاکه شد آں شمس ولایت زدهر شد هدایت گرمی ایں مهر عصر

ترجمہ: اگر وہ ہدایت کا قطب تارہ (ثانی مہدی) غروب ہوگیا تو مخلوق کی نظر سے مانند قطب جنوبی کے دوسرا چمکنے والا قطب شمالی (شاہ خوندمیر) اپنے حال سے افلاک اور بروج پر نمایاں ہے۔ جب سے کہ وہ ولایت کا آفتاب دنیا سے گیا ہے ہدایت کے منصب پر یہ اپنے زمانہ کا آفتاب آ گیا ہے۔

صاحب اخبارالاسرار نے باب پنجم کا اختتام بندگی ملک جی مہری کی ایک (۱۲) اشعار والی نظم پر کیا ہے۔ جس میں ۹ صحابائے امام علیہ السلام کا ذکر مذکور ہے۔

صاحب تاریخ سلیمانی نے لکھا ہے کہ بندگی ملک جی مہری کو یہ سعادت حاصل رہی ہے کہ ۱۴ شوال ۹۳۰ھ کے معرکہ میں سیدالشہداء کے ہمراہ جام شہادت نوش کیا تھا۔

روایات بتاتی ہیں کہ سیدالشہداء آپ کی مذہب وعقائد سے محبت کے مداح تھے اور اظہار خوشنودی میں اپنی دختر بی بی فاطمہ کا نکاح ملک جی مہری سے فرمایا تھا۔ لیکن آپ سے اولاد کی تفصیلات کسی کتاب میں نہیں پائی جاتیں۔ البتہ بعض راویوں نے لکھا ہے کہ سابق ریاست حیدرآباد (حالیہ علاقہ مرہٹواڑہ جو مہاراشٹرا کا ایک حصہ ہے) کے ضلع عثمان آباد کا مشہور مقام دھاراسیون کسی زمانہ میں میاں درویش خاں جاگیردار کے علاقہ میں شامل تھا۔ اور میاں درویش خان کا حضرت مہری کی اولاد سے ہونا مشہور بیان کیا ہے۔ سیرت نگاروں نے بیان کیا ہے کہ میاں درویش خان کو خاتم کار بندگی میاں سید نور محمد سے کمال درجہ عقیدت تھی اور وہ اکثر دائرہ کے فقراء کے لئے غلہ اور پوشاک بھجوایا کرتے تھے۔ اور درویش خان نے اپنی لڑکی بھی خاتم کار کے فرزند میاں سید احمد کے عقد میں دی تھی۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

سپہ سالار سندھ میاں دریا خاںؒ

تاریخ مہدویہ اور امام عالی مقام میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کے ۲۳ سالہ سفر ہجرت میں سفر سندھ کوئی اعتبار سے اہمیت حاصل ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ مہدوی خواہ وہ ہندوستان میں ہوں یا پاکستان میں' امریکہ میں ہوں یا لندن میں ۲۷/ ویں رمضان کو جو دو رکعت نماز لیلۃ القدر ادا کرتے ہیں اس کی ابتداء اسی سفر سندھ سے ہوتی ہے۔ جب موعود برحق نے ۲۶/ ۲۷ رمضان م ۲۵/ ۲۶/ مارچ ۱۵۰۳ء بعمر ۶۱ سال اسی سندھ کے مقام کاہہ میں پہلی بار بحکم خداوند لم یزال نصف شب کے گزرنے کے بعد اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ دو رکعت نماز اس رات کے انکشاف پر ادائی فرمائی تھی۔ جس کے تعلق سے قرآن لیلة القدر خير من الف شهر کہکر فضیلت و برکت والی رات ہونے کی گواہی دے رہا ہے۔

پھر یہی وہ سفر تھا جہاں کے ایک عالم متبحر اور والی سندھ کے پیر و مرشد امامنا علیہ السلام سے ملاقات کے لئے آتے ہیں تو آپ کا سپاہیانہ لباس میں تیر و تفنگ کے ساتھ پا کر مشتبہ ہو جاتے ہیں کہ ایک مذہبی شخص کو اپنے پالن ہار سے ملانے کے دعویدار کس طرح اس لباس میں ہوسکتی ہے' کے تحت بغیر گفتگو لوٹنے کا ارادہ کرتی ہے تو شجر و حجر چلا اٹھتے ہیں۔ صدرالدین کہاں چلے دیکھو مہدی موعود کی ذات ستودہ صفات تمہارے سامنے ہے۔ جب ذہن ان آوازوں کو واہمہ اور وسوسہ شیطانی پر محمول کرتے ہوئے قبول کرنے آمادہ نہیں ہوتا تو ہاتف غیبی کی آواز کان میں پڑتی ہے جاؤ اور مہدی موعودؑ سے مل لو۔ پلٹ کر بیان قرآن کی محفل میں اپنی جگہ بنا لیتے ہیں مراد اللٰہی بیان کو قلب سلیم گواہی دینے لگا یہ اسرار و رموز جو آج سامنے آئے ہیں عمر بھر اسی کتاب کی ورق گردانی میں نظر سے نہیں گزرے ہیں بجز صاحب الزماں کے کوئی اور کیوں کر گہر بیانی کرسکتا ہے مگر دوسری طرف عقل کہتی ہے'' بالفرض تم نے تصدیق کر لی لیکن بعد میں یہ حقیقت سامنے آئے کہ یہ ذات حقیقت میں مہدی موعودؑ کی نہیں تھی تو مواخذہ کس پر؟ جب امامنا کے حضور انہوں نے اپنے دماغ کا معاملہ پیش کیا تو ارشاد ہوا لا اکراه فی الدین دین میں کسی پر جبر نہیں۔ جاؤ اور ذکر میں رہو خدائے تعالیٰ خود تم پر حق اور ناحق ظاہر کر دے گا۔ اور اس واقعہ کو تین دن بھی نہیں گزرے تھے کہ حقانیت ظاہر ہوگئی اور مجمع صحابہ میں حاضر ہو کر تصدیق و ترک دنیا سے مشرف ہونے والی ہستی اس عالم متبحر کی تھی جسے دنیا عالم باعمل عارف یگانہ شیخ صدرالدین سے جانتی ہے اس سفر سندھ کے دوران جس دوسری بلند مرتبت اقتدار کی کرسی پر متمکن شخصیت نے تصدیق مہدیت کی سعادت سے بہرہ مند ہونے کا اعزاز حاصل کیا اس کا نام اسم گرامی دریا خاں مدار المہام ہے۔ پڑوسی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

مملکت پاکستان کے شہرہ آفاق ادیب ومحقق عالی جناب میر رحیم داد خاں جو کبھی سندھ یونیورسٹی کے فیلو تھے، بنگلور سے نکلنے والے ادبی ماہنامہ ''ملّت'' کے سالنامہ بابتہ نومبر، ڈسمبر ۱۹۵۲ء میں ہمارے آج کے ممدوح کے تعلق سے لکھا ہے۔

دریا خاں صدر المہام کو ایام طفلگی میں قبولیو کہتے تھے خاندان سادات کا فرد تھا ایک جنگ میں گرفتار ہو کر آیا اور جام نظام الدین کے وزیر لکدیر نے خرید لیا۔ ایک مرتبہ شکار کے دوران جام نندہ کی نظر اس لڑکے پر پڑ گئی وہ اس کی قابلیت اور عقلمندی کو دیکھ کر اپنے پاس رکھ لیا اور مبارک خاں کا خطاب دیا اور اپنے لڑکوں کی طرح اس کی پرورش کی۔ اگر چیکہ جام نظام الدین کے دربار میں لکدیر اور دلشاد کے علاوہ بھی دوسرے درباری اور امراء تھے مگر وہ اہم کاموں میں اکثر مبارک خاں سے مشورہ لیتا تھا۔

آگے چل کر پروفیسر رحیم داد خاں لکھتے ہیں۔

جب حاکم قندھار مرزا شاہ بیگ ارغوں نے مغل فوجوں کے ہمراہ سندھ کے شمال مغربی علاقہ پر حملہ کیا تو جام نندہ نے مبارک خاں کی سرکردگی میں ایک لشکر روانہ کیا جس نے مغل فوج کے چھکے چھڑا دیئے۔ اس کے بعد مغل فوجوں نے دوسری بار سولی کے قلعہ پر حملہ کیا۔ جام نندہ کے امیر بہادر خاں نے قلعہ دشمن کے حوالہ کر دیا۔ اس مرتبہ پھر مغل افواج سے مقابلہ کے لئے قرعہ فال مبارک خاں کے نام نکلا اور مبارک خاں نے اپنی تمام تر توتوں کو یکجا کر کے ہوشیاری سے جنگ کا نقشہ کچھ اس طرح ڈالا کہ مغلیہ لشکر شکست سے دوچار ہو گیا۔ جام نندہ نے مبارک خاں کو دریا خاں کا لقب عطاء کیا اور ساتھ ہی مدار المہام اور صدر مقرر کیا۔

اب آیئے ہم اپنی قومی کتابوں کی طرف رجوع ہوتے ہیں اس وقت جب میں یہ سطور تحریر کر رہا ہوں بندگی میاں شاہ برہان کی تالیف شواہد الولایت کا ۲۰ واں باب سامنے ہے۔ لکھا ہے حضرت حبیب رب العالمیں کا قیام سندھ کے پایہ تخت شہر ٹھٹھہ میں اٹھارہ (۱۸) مہینہ رہا۔ یہاں بعض صاحبان تحقیق جیسے شیخ صدر الدین، قاضی قادن، مرزا شاہین امیر بھکر اور دریا خاں مدار المہام اور ان کے فرزند احمد خاں امام علیہ السلام کی تصدیق سے مشرف ہوئے کتاب کی طوالت کے خوف سے ان کا قصہ مختصر لکھا گیا ہے۔ لیکن سوانح المہدی الموعود کے مصنف میاں سید حسین محمودی کی کتاب کے صفحہ ۳۱۲ کا یہ اقتباس آپ کی تشنگی کو دور کردے گا۔

ملک سندھ میں امامنا علیہ السلام کی دعوت مہدیت کا بڑا شہرہ ہوا دیدار باری کا تذکرہ بھی جب والی سندھ جام نظام الدین نندہ کے گوش زد ہوا تو چند علماء کو منتخب کر کے آں حضرت سے مباحثہ کے لئے بھیجا امام علیہ السلام نے دار دنیا میں امکان دیدار پر براہین ساطعہ بیان کئے علماء آپ کے مسکت جواب پر زبان بند کر لی اور سوال کیا کہ یہ صرف دعویٰ ہے یا آپ کے کسی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

مرید نے خدا کو دیکھا بھی ہے۔آپ نے بندگی میاں شاہ نظامؓ اور بندگی میاں شاہ دلاور کی طرف اشارہ کیا تو دونوں نے عرض کیا۔بفضل خدا اور بطفیل امام ہم اپنی شہادت پیش کر سکتے ہیں۔اس موقعہ پر مولف حیات پاک لکھتے ہیں کہ جب ان علماء نے دیکھا کہ آپ سے گفتگو میں تاویل اور شاخیں نکالنا فضول ہے تو رخصت لے کر چلے گئے اور بادشاہ کو ترغیب دی کہ سید صاحب سے بحث ومباحثہ بیکار ہے اور ان کا قتل واجب قرار دیا۔جام نندہ نے دریا خاں کو طلب کر کے حکم دیا کہ وہ ضروری سپاہ اور اسلحہ کے ساتھ جا کر آپ کو نکال دے اور اگر وہ نہ مانیں تو بے دریغ ان کا قتل کر دیا جائے۔دریا خاں جب دائرہ کے قریب آئے تو فوج کو دائرہ کے باہر ٹھیرا کر خود چند عہدہ داران فوج کے ہمراہ دائرہ میں داخل ہوئے۔روایت بتاتی ہے کہ جس وقت دریا خاں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دائرہ میں داخل ہوئے امام علیہ السلام بھی حجرہ سے باہر دائرہ ہی میں تھے جوں ہی دریا خاں کی نظر حضور کے چہرہ انور پر پڑی تو بے اختیار اپنے گھوڑے سے اتر پڑے قدموں میں سر رکھ دیا اور مغلوب الحال ہو گئے۔امامنا نے انہیں اٹھایا اور ذکر خفی کی تلقین کی۔دریا خاں تصدیق سے مشرف ہو کر رخصت حاصل کی اور معہ فوج شہر کو لوٹ گئے۔

والی سندھ جام نندہ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کرتے ہیں کہ میں نے ان کو اپنے دعویٰ میں سچا پایا ہے ہوسکتا ہے آپ کو ان کے مہدی ہونے میں شبہ ہو لیکن ان کے آل رسول ہونے اور ان کی ولایت کسی شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ایسی صورت میں ان کا قتل تو رہا ایک طرف ان کی آزردگی، ان پر ظلم وزیادتی مجھے گوارا نہیں۔یہ اطلاع دے کر وہ اپنے گھر چلے گئے اور تین دن تک آپ کی اور آپ کے صحابائے کرام کی ضیافت کے لئے عمدہ کھانے پکوا کر آپ کی خدمت میں روانہ کرتے رہے۔جسے حضور نے قبول کیا اور تین دن بعد لینے سے انکار کر دیا۔ادھر دریا خاں پر بادشاہ کی بڑھتی ہوئی محبت اور لگاؤ نے ان کو دوسرے امراء دربار کی نظر میں محسود بنا رکھا تھا انہوں نے اس موقع کو غنیمت جان کر جام نندہ کو ان کے خلاف بھڑکانے کی ممکنہ کوشش سے دریغ نہیں کیا۔جام نندہ نے امراء کے دباؤ اور دریا خاں کے جواب کے بعد اپنے مرشد شیخ صدرالدین سے رجوع ہو کر مدد چاہی۔(اس کی تفصیلات عباداللہ الصالحین کے سلسلہ کی قسط ۲۳ ماہ جون ۱۹۹۸ء میں آچکی ہیں اور پھر اس مضمون کے آغاز میں بھی سرسری حوالہ کے بعد مزید کچھ لکھنا لا حاصل ہے) روایات بتاتی ہیں کہ جب جام نظام الدین نندہ کے مرشد شیخ صدرالدین نے بھی سیدنا مہدی علیہ السلام کے دعویٰ مہدیت کی تصدیق کر دی تو اس نے قاضی شہر کو طلب کر کے حکم دیا کہ وہ امامنا علیہ السلام سے مل کر شہر چھوڑنے کی ترغیب دیں۔جب قاضی حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اولی الامر کے حکم کی تعمیل کے لئے گذارش رکھتا ہے اس موقعہ پر روایت بتاتی ہے کہ امام عالی مقام نے قاضی سے پوچھا کہ جب سندھ گجرات اور دوسرے مقامات ایک نہ ایک بادشاہ کی ملکیت میں داخل ہیں تو پھر وہی بتائے کہ آخر خدا کی زمین کہاں واقع ہے جہاں بندگان خدا رہ کر اس کی عبادت کر سکیں۔قاضی امام کے سوال پر لا جواب ہو کر واپس ہو جاتا ہے۔جب جام نندہ نے دیکھا کہ اس کی ہر تدبیر

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

الٹی پڑ رہی ہے تو بادشاہ بذات خود ایک بڑے لشکر کے ساتھ حضرت کو شہر بدر کرنے کے لئے دائرہ کا محاصرہ کرتا ہے۔ سوانح المہدی الموعود میں لکھا ہے کہ جب جام نندہ نے دائرہ کا محاصرہ کرلیا تو دریا خاں نے فوج کو حملہ سے روک کر خود بادشاہ کے حضور میں پہنچے اور کہا "اے بادشاہ سلامت اگر آپ حضرت سید محمد کو مہدی نہ مانتے ہوں تو نہ مانئیے مگر ان کو ولی کامل تو جانتے ہو۔ وہ آل نبیؐ اولاد علی اور فرزند رسول اللہ تو ہیں پھر ایسے ولی کامل کے ساتھ مقابلہ کیا معنی رکھتا ہے۔ جب ان کی مظلومیت کی فریاد بارگاہ نبوت تک پہنچے گی اور ان کے قتل کا دعویٰ منجانب ختم الرسل ﷺ دربار الٰہی میں پیش ہوگا تو اس وقت آپ کیا جواب دیں گے۔ چونکہ نمک خوار سلطانی ہوں اور بہی خواہ مملکت اسلامی بھی اس لئے آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ آپ ناعاقبت اندیشوں کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے نقصان نہ مول لیں اس لئے کہ آپ کا عمل دو حال سے خالی نہیں یا تو آپ ان کو قتل کردیں گے یا وہ اپنی قوت باطنی سے آپ پر غالب آجائیں گے یہ دونوں صورتیں آپ کے لئے مضر ہیں اول تو آپ ایک فرزند رسول حامئی ملت، مصلح ملت کو قتل کرکے کل اسلامی دنیا میں بدنام ہوجائیں گے تو دوسری صورت میں حکومت کے ساتھ ساتھ دنیا اور آخرت دونوں کا خسارہ مول لینا دانش مندی نہیں۔ وہ جو کہتے ہیں۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

میر لشکر مدار المہام دریا خاں کی مدبرانہ وخیر خواہانہ تقریر بادشاہ کے دل میں اثر کرگئی۔ وہ فوج کو واپسی کا حکم دے دیتا ہے۔

جب مدت قیام ایک سال ہوگئی تو بحکم خدا مہاجرین کی یہ جماعت جس میں ایک روایت کے مطابق ۳۷۰ مجردین اور نوسو خانہ دار تھے سفر خراسان پر روانہ ہوئی۔ یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ ایک دوسری روایت میں مہاجرین کی تعداد ۲۲۰۰ بھی بتائی گئی ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ صحیح تعداد کیا تھی۔

ہماری قومی کتابوں سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ حضور سیدنا علیہ السلام کے ٹھٹھہ سے مراجعت کے وقت آیا شیخ صدرالدین، قاضی قادن، دریا خاں اور دوسرے اکابرین سندھ نے بھی رخت سفر باندھا یا نہیں۔ البتہ سب ہی کتابوں میں مرقوم ہے کہ سب ہی تصدیق وبیعت سے مشرف ہوکر زمرہ اولوا الالباب میں شامل ہوگئے۔ (حجۃ المنصفین صفحہ ۲۴، سوانح مہدی صفحہ ۱۶۳) وما علینا الا البلاغ

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

زائرمہر ولایت
حضرت شیخ مومن توکلیؒ

حضور سیدنا ومولانا میراں سید محمد جونپوری امام مہدی موعود علیہ السلام کی بیدر میں تشریف آوری کے وقت برید شاہی سلطنت سے تعلق رکھنے والے بیدر کے حکمران بادشاہ قاسم برید نے ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک شیر قلعہ بیدر کے ایک دروازہ سے داخل ہوا اور دوسرے دروازہ سے چلا گیا بادشاہ نے علماء کے سامنے اپنا یہ خواب رکھتے ہوئے تعبیر مانگی تھی سب ہی نے مناسب تعبیر پیش کرنے میں تکلف محسوس کیا البتہ ایک بزرگ جن کا اسم گرامی شیخ ممن (یا شیخ مومن) توکلی تھا اور جو بیجاپور سے سات یا آٹھ کلومیٹر پر واقع موضع اڑم میں رہتے تھے۔ بادشاہ کے خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ عنقریب شہر بیدر ایک ولی صفت قطب الاقطاب مثل شیر خدا برگزیدہ شخصیت کے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز ہوگی اور تاریخ گواہ ہے کہ اس کے کچھ ہی دن بعد بیدر میں سیدنا ومولانا میراں مہدی علیہ السلام کی تشریف آوری ہوئی۔ عباداللہ الصالحین کے سلسلہ کی یہ قسط اسی بزرگ کے حالات وواقعات سے روشنی پا رہی ہے۔ جس نے قاسم بریدشاہ کے خواب کی تعبیر بیان کی تھی۔ ہماری قومی کتابوں میں میاں شیخ مومن توکلیؒ کے تعلق سے جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں انکی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

(الف) مولود کے صفحہ ۴۰ پر یہ الفاظ ملتے ہیں۔ **شیخ ممن کلی مرد صالح وپرہیز گار بودند**

(ب) شواہد الولایت کے مصنف بندگی شاہ برہان نے باب یازدہم (۱۱) میں آپ کو جہاں اہل باطن بودند کے الفاظ سے متعارف کرایا ہے وہیں برگزیدہ حضرت لایزال اور صاحب کشف واہل کرامت بودند بھی درج کئے ہیں۔

(ج) بندگی میاں سید یوسف صاحب مطلع الولایت نے آپ کے تعلق سے صاحب کشف واہل معرفت لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ''یقین دانستند که همیں ذات مهدی موعود است یعنی یقین رکھتے تھے کہ آپ کی ذات (مراد حضرت مہدی علیہ السلام) مہدی موعود ہے۔

اسی سلسلہ میں یہ بات عرض کرنی نامناسب بھی نہیں کہ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جہاں کسی کی شہرت ہوتی ہے وہیں وہ محسود بھی ہوتا ہے۔ جذبہ حسد کتنا ہی نامحسود کیوں نہ ہو ازل سے ہے اور شائد ابد تک قائم رہے گا۔ ایسا ہی شاید وہ معاملہ تھا

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

جہاں ہدیہ مہدویہ نامی کتاب کے مصنف نے اس بات پر اعتراض کیا ہے کہ وقوع معاملہ سے قبل کس طرح امامنا علیہ السلام منصب مہدیت پر فائز ہونے کا خاص خاص افراد کو علم ہوا شاید مصنف کو اس امر کا خیال نہیں رہا کہ تاریخ اسلام اور تذکرۃ الاولیاء میں ایسے مقامات اکثر آئے ہیں جہاں کسی واقعہ کے ہونے سے بہت پہلے ہی صاحبان حال اور برگزیدہ اصحاب کو علم ہوجانا مذکور ہے۔اس کی ایک مشہور عام مثال حضرت عمرؓ کا ایک موقعہ پر خطبہ کے دوران اچانک غیر متعلقہ کلمہ ''یا سارعہ'' کہہ دینا سب ہی کے علم میں ہے۔اگر سیدنا علیہ السلام کے منصب مہدیت پر فائض ہونے کا علم حضرت شیخ مومن توکلی' میاں یوسف سہیت' میاں سلام اللہ کومنجانب اللہ قبل از دعوی ہوگیا ہوتو اس میں تعجب کیسا' حیرت کیوں' خیر آیئے ہم موضوع کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔

(د) خاتم سلیمانی کے چمن دوم میں جہاں سیدنا علیہ السلام کی دعوت وہجرت کی تفصیلات پیش ہیں وہیں ہمارے ممدوح کے بارہ میں'' شاہ مومن توکلی ساکن موضع اڑم متقی ومتوکل صاحب کشف' اہل باطن کے ساتھ'' **فراست در تعبیر بود''** بھی آیا ہے۔

(ہ) المہدی الموعود کے مصنف میاں سید حسین محمودی نے اہل دل ولی اللہ لکھا ہے۔

(و) حیات پاک کے مصنف نے اہل باطن سے تھے کہکر ممدوح کا تعارف کروایا ہے۔

صاحب شواہد الولایت نے امام علیہ السلام کے بیدر تشریف لانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شیخ مومن توکلی یقین کے ساتھ جان چکے تھے کہ یہی ذات مہدی موعود ہے اوراسی بناء آپ کی صحبت میں رہنے لگے روایات بتاتی ہیں کہ امام عالی مقام کا بیدر میں کوئی دیڑھ سال (۱۸ماہ) قیام رہا اوراس تمام مدت میں شیخ مومن توکلی ایک لمحہ کے لئے بھی آپ سے جدانہیں ہوئے۔اوراکثر اوقات یہ اس ذات پیغمبر صفات کو وضو کرواتے اور وضو کے دوران گرا ہوا پانی نوش کیا کرتے تھے۔سوانح مہدی موعود کے مصنف میاں سید ولیؒ نے اس کی تفصیل یوں بتائی ہے کہ جب پاؤں دھونے کی نوبت آتی تھی تو اس وقت امام علیہ السلام پانی ڈالنے کا برتن اپنے ہاتھ میں لے لیتے اور شیخ مومن اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر قدموں کے قریب لے جاتے اور وضو سے دھویا ہوا پانی لے کر پی لیتے تھے۔اگر کسی کو حضرت شیخ کے اس فعل میں کراہت کا عنصر نظر آتا ہے تو یہاں یہ بات نہ بھولنی چاہئے کہ کراہیت اوروہ بھی افعال واحوال دین میں ظاہر بینی پر دلالت کرتی ہے لیکن ایک معاملت باطنی بھی ہے جہاں کراہیت کا اطلاق نیت اور قصد نیز عرف اور رواج کے تابع ہے۔جب بھی کوئی کام کیا جاتا ہے تو فقہی احکام نیت اور قصد کے اطراف گھومتے ہیں پھر فقہہ کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ جو چیزیں لوگوں کے درمیان پسندیدہ ہوں وہ خلاف اصول' ضابطہ' قانون نہیں سمجھے جاتے۔پھر ان سب سے ماسوا ایک اور بات بھی ہے جسے کسی شاعر نے اس طرح ادا کیا ہے۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
پر کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

والی بات بھی ذہن نشین رہے تو مسئلہ میں الجھن اور جبین پر شکن نہیں آتی۔ خیر بات چل رہی تھی وضو کرانے کی تو یہاں سوانح المہدی الموعود کا یہ استدلال بھی توجہ کے قابل ہے اس کتاب کے صفحہ ۲۲۴ پر حاشیہ میں لکھا ہے۔

اس موقعہ پر دیکھنا یہ ہے کہ آیا اس وضو کروانے والے مومن کی نیت میں محبت وعقیدت ہے کہ وہ جس کو موجب ثواب سمجھتا ہے ایسی صورت میں یہ عمل کراہیت کے برعکس مستحب میں داخل ہوگا اور ایسی صورت میں اگر اس کو منع کر دیا جائے تو ایک مومن کے لئے مانع ثواب ومزاحمت حسنات ہونا کوئی مستحسن عمل نہیں۔ پھر مومن کی خاطر شکنی بھی ایک گناہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مومن کی زبان اور اس کے ہاتھ سے دوسرے مومن کو نقصان ہونا ایک گناہ ہے اس کے برخلاف اس کو کچھ دینا یا اس کے ثواب میں زیادتی کروانا افضل ومستحبات کی تعریف میں آتا ہے۔

روایتوں میں آیا ہے کہ ایک دن حضرت شیخ مومن نے سیدنا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ فدوی اگر چہ کہ حضور کی ضیافت کی طاقت نہیں رکھتا لیکن کامل آرزو رکھتا ہے کہ اس فقیر کے حجرہ کو اپنے قدموں کی خاک سے آنحضرت روشن اور منور کریں' میاں سید حسین لکھتے ہیں کہ حضور سیدنا علیہ السلام اس حقیقت سے واقف تھے کہ شیخ مجرد و بینوا ہیں اہل وعیال نہیں رکھتے اور نہایت درجہ متوکلانہ زندگی گذارتے ہیں لیکن ان کی صدیقیت اور کمال اشتیاق کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر ان کی دعوت قبول فرمائی۔ اس پر شیخ خوش خوش حضور سے رخصت ہوئے اور گھر آئے۔ جہاں ایک عصاء (ہاتھ کی لکڑی) تھی جسے کبھی کبھی ہاتھ میں لے کر باہر نکلتے تھے اسی کو فروخت کیا اور جو پیسے حاصل ہوئے اس سے تھوڑا جو کا آٹا' کچھ ترکاری اور غسل کے لئے بیسن وغیرہ خرید کر گھر لوٹے یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ ارباب سیر کو جو شئے فروخت کی جا کر سامان ضیافت خریدا گیا اس میں اختلاف ہے۔ شواہد الولایت نے عصا نہیں بلکہ چھری کا فروخت کرنا لکھا ہے۔ جب کہ مطلع الولایت نے عصاء یا چھری دونوں کو حذف کرتے ہوئے حضور کی دعوت میں جانے کا ذکر کیا ہے۔ سامان ضیافت کے معاملہ میں بھی مطلع الولایت خاموش ہے البتہ شواہد الولایت میں وہی کچھ آیا جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ آگے چل کر شواہد الولایت میں لکھا ہے کہ جب حضور کے قدوم سعادت شیخ کے حجرہ میں آئے تو انہوں نے بصد عجز و نیاز بہزار تواضع وانکسار دست بستہ عرض کیا اے امام جہاں غسل کے لئے پانی تیار ہے بندہ اس بات کا امیدوار ہے کہ آنحضرت کی خدمت کے شرف سے خود کو مشرف کرے۔ حضرت امیر نے ان کی یہ درخواست بھی قبول فرمائی جب شیخ حضرت کے جسم پر پانی ڈالنے لگے تو انہوں نے پشت پر مہر ولایت دیکھ لی جو شانوں کے درمیان پان کے مثل

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

تھی۔اس کے ساتھ ہی انہوں نے قدمبوسی کی اورعرض کیا کہ اس گستاخی کا سبب یہی تھا۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ جس طرح خاتم الانبیاء کی پشت پرمہرنبوت کا پایا جانا کتب سیر میں تواتر کے ساتھ پایا جاتا ہے اسی طرح خاتم الاولیاء کی پشت پربھی مہرولایت کا ہونا ضروری ہے۔اس خیال سے کہ کیوں نہ یہ گناہ گار زیارت مہرولایت سے آنکھوں کونوراوردل کے لئے سرور کا سامان مہیا کرے اسی کی خاطر یہ سب اہتمام کیا تھا۔اس کے بعد حضور ضیافت سے فارغ ہوکراپنے مقام پرلوٹ گئے۔

روایات بتاتی ہیں کہ مہرولایت کا نقشہ شیخ نے لکھ رکھا تھا جوان کے خاندان میں موجود ہے وہ اپنے مریدوں سے تذکرہ کرتے اورکمال اشتیاق سے کہا کرتے تھے کہ اگرحشر کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ سے پوچھے گا مومن تو میری درگاہ میں کیا تحفہ لایا ہے تو عرض کروں گا الٰہی یہ دوآنکھیں لایا ہوں کہ اس سے سیدنا مہدی موعودؑ کواوران کی مہرولایت کودیکھا اورسچ جانا کہ سچا مہدی یہی ہے۔روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ اپنے مریدوں کونصیحت کیا کرتے تھے کہ بھائیو جب تم سنو کہ حضرت سید محمد نے مہدیت کی دعوت کی ہے توان کے حضور دوڑو اوران کی تصدیق کروکیوں کہ اس وقت ان کی تصدیق سارے جہاں پرفرض ہوگی جوان کی تصدیق نہ کرے گا اس کوآخرت میں نقصان اٹھانا پڑے گا۔

الغرض بیدر میں ۱۸/ ماہ قیام کے بعد جب حضرت مہدی علیہ السلام نے وہاں سے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا تو شیخ مومن توکلی بھی سفرہجرت میں حضور کا ساتھ دینے کے لئے کمرہمت باندھی مگران کی معذوری وضعیفی کا خیال کرکے حضرت امام نے ان کووہیں رہنے کی اجازت مرحمت فرمائی جیسا کہ صاحب شواہد الولایت اورمطلع الولایت نے تحریر کیا ہے مگربندگی شاہ عبدالرحمٰنؒ نے اپنی تالیف ''مولود حضرت امام مہدی موعودؑ کے صفحہ ۴۴ پرحضرت امام عالی مقام سے مروی یہ جملہ بھی تحریر کیا ہے۔

فرمودند که مقصود شماشد همیں حاباشید شما نزدیک ماهستید وما نزدیک شمایم

ترجمہ: تمہارا مقصود پوراہوگیا ہے تم اسی جگہ رہو۔

اسی سلسلہ میں میاں عبدالرحمٰن نے یہ بیت بھی درج کی ہے۔

گرهمهنی در یمنی پیش بینی در هے منی پیش منی در یمنی

ترجمہ: ہم تمہارے نزدیک ہیں اگرتم مجھ سے ہواوریمن میں ہوتو میرے پاس ہے اوراگرمجھ سے نہیں ہے اورمیرے پاس ہے تو تو یمن میں ہے۔

وہ ان واقعات بیدر کے ختم پرلکھتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے اوپردی ہوئی بیت پڑھ کرشیخ کووہیں رہنے کی اجازت دی اورپھرلکھتے ہیں کہ **روضه شیح هما نجاست** شیخ کاروضہ وہیں موضع اڑم میں ہے۔ **لا علم لنا الا ما علمتنا**

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ابوالغازی سلطان حسین مرزاؒ

ہماری قومی کتاب شواہدالولایت کے صفحہ ۲۲۸ پر بادشاہ عادل، امیر عامل فاضل وکامل المسمیٰ مرزا حسین والی ہرات بتاتے ہوئے ان کے دور سلطنت کو ۱۴۶۹ء تا ۱۵۰۵ء پر محیط ظاہر کیا ہے۔ ''سوانح مہدی موعود'' کے مصنف میاں سید ولی لکھتے ہیں کہ سلطان حسین صاحب علم اور دیندار عالم عاقل بادشاہ تھا۔ اس نے اپنے دور میں خراسان کو مختلف رسومات اور بدعات سے پاک وصاف رکھا تھا۔ اور ایسا ہونا کچھ بعید از قیاس بھی نہیں کیوں کہ امیر سلطان خود صاحب علم تھا۔ دیندار تھا اور پھر اس سے ہٹ کر یہ وجہ بھی اپنے اندر بڑا وزن رکھتی ہے کہ اس زمانہ میں خراسان جیسے مقام ۱۲ ہزار سے زائد علماء وفضلاء کا مسکن تھا۔ خود فارسی کے مشہور شاعر جامی جن کے اشعار سے تصوف کی کوئی کتاب خالی نہیں ملتی۔ سلطان حسین کے دور میں خراسان آنے اور وہاں ان کی عزت وتوقیر ہونا مورخین کا مسلمہ امر ہے۔

جس وقت گورنر فراہ میر ذوالنون نے دارالسلطنت کو حضور امامنا علیہ السلام کے ورود مسعود، دعوت وتبلیغ اور اپنے خود کے واردات کی تفصیلات صدر ریاست کے علم میں لائے تو مورخین لکھتے ہیں کہ سلطان حسین نے میر ذوالنون سے موصولہ تفصیلات صدرالصدور شیخ العلماء ملا شہ بیگ کے پاس بھیجتے ہوئے لکھا ہے ضرورت ہے کہ اس اہم مسئلہ کی آپ بذات خود تحقیق فرمائیں اور امر حق کو مجھ پر واضح کریں۔ سلطان کا شیخ العلماء کو اس کام کے لئے منتخب کرنا دو وجوہ سے خالی نہیں۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اس وقت دعوت مہدیت کا چرچہ شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک گونج رہا تھا۔ ابوالحسن علی ندوی ہوں کہ اطہر عباس رضوی، شیخ محمد اکرام ہوں کہ ڈاکٹر قمرالدین سب ہی اعتراف کرتے ہیں۔

سندھ کا علاقہ ہو کہ خراسان کا سید جہاں بھی گئے خلقت کی خلقت نے ان کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور ہزاروں آدمی ان کے قافلہ میں شامل ہو گئے۔ لوگوں کو تھامنا مشکل تھا علاقہ سندھ میں ایک شہر آشوب کا منظر نظر آیا۔ قندھار میں بھی ان کے بیان نے قیامت برپا کردی اور حاکم قندھار کا ان کی طرف میلان ہو گیا (دعوت وعزیمت جلد چہارم صفحہ ۵۳)

After his arrival in farah, his fame reached the four corners of the city and his popularity with the mases. who would flock to him in large numbers attained to great heights Shaikul islam of Herat selected two of his eminent disciples and deputed them to make enquiries about Syed Mohammed (Muslim revivalist movement p.94)

جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے سلطان حسین کا مسئلہ مہدیت کی تحقیق کے لئے شیخ الاسلام کو نامزد کرنا دو وجوہات سے خالی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

نہیں تھا کے تحت پہلی وجہ عوام الناس اور سربراوردگان شہر کے پاس امام عالی مقام کی بے پناہ مقبولیت جس کی تفصیل اوپر کے سطور میں عیاں ہے کہ علاوہ یہ بھی تھی کہ جیسا کہ صاحب شواہد الولایت نے تحریر کیا ہے خود سلطان بھی عادل امیر ہونے کے ساتھ فاضل جلیل اور عالم کامل بھی تھا۔

صاحب شواہد الولایت لکھتے ہیں کہ شاہی حکم نامہ وصول پانے کے بعد شیخ الاسلام جن کے خود سات سو سے زائد شاگرد تھے اپنے تمام شاگردوں کو جمع کیا اور متعلقہ تمام کتب اکٹھا کئے اور اپنی جماعت کو دو حصوں میں بانٹ دیا تا کہ نفی واثبات دونوں پہلوؤں پر آپس میں مناظرہ کے اصول پر غور کرتے ہوئے مسئلہ کی تحقیق کریں۔ان علماء نے کافی چھان بین اور غور وخوص کے بعد چار سوالات پیش کرنے پر اتفاق کیا۔ جب ان سوالات کو لے کر ملا علی فیاض بطور سربراہ دیگر تین علماء ہرات کے ساتھ امام علیہ السلام کے حضور حاضر ہوئے۔ غیر مہدوی مورخین نے اس سلسلہ میں صرف دو علماء ملا علی فیاض اور ملا محمد شیروانی کا ہی ذکر کیا ہے جب کہ ہماری کتابوں میں چار نام آئے ہیں۔ ملا علی فیاض' ملا علی شیروانی' ملا محمد شیروانی اور ملا درویش ہروی۔جیسا کہ شواہد الولایت نے گنوائے نام ہیں۔اس کے برخلاف سید یوسف صاحب مطلع الولایت نے پہلے دو نام کو برقرار رکھا البتہ تیسرے اور چوتھے ناموں میں ملا علی گل اور ملا مخدوم کا ذکر کیا ہے۔بعض قومی کتب میں ملا عبدالصمد بھی بتائے گئے ہیں۔ قطع نظر اس کے کون کون علماء شامل تھے سوالات جو مرتب ہوئے تھے اس بارے میں مرقوم ہے کہ ان چار سوالات میں پہلا سوال یہ تھا کہ آپ خود کو کس دلیل سے مہدی موعود کہلاتے ہیں دوسرا سوال آئمہ مجتہدین کے مذاہب میں سے آپ کس مذہب کے ساتھ مقید ہیں۔ تیسرا سوال آپ کس تفسیر سے بیان قرآن فرماتے ہیں۔ چوتھا سوال خدائے تعالیٰ کا دیدار اس جہاں میں جائز ہونے پر آپ کیا دلیل رکھتے ہیں۔لیکن نجات الرشید کے مصنف ملا عبدالقادر بدایونی کے بموجب ملا علی فیاض کا صرف تین سوالوں کے ساتھ امام علیہ السلام سے شافی جوابات حاصل کرنے کے مقصد سے حاضر ہونا معلوم ہوتا ہے۔اور یہ کہ تیسرا سوال کہ آپ کس تفسیر کے حوالہ سے بیان قرآن فرماتے ہیں۔ان کے پاس نہیں پایا جاتا۔سوال وجواب کی حد تک بدایونی نے لکھا ہے کہ جس وقت شیخ الاسلام کے فرستادہ امامنا علیہ السلام کے پاس پہنچے حضور بیان قرآن فرما رہے تھے اور موضوع وہی کچھ تھا جس پر سوالات گھوم رہے تھے۔اور یہی کچھ ان کے لئے باعث حیرت تھا اور اس کو انہوں نے منجانب اللہ معجزہ پر محمول کیا اور مزید کچھ سوالات پیش کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کی تھی۔اس موقع پر بدایونی کہتے ہیں کہ سیدنا علیہ السلام نے ملا علی فیاض سے اشاراتی زبان میں فرمایا کہ قاصد کا کام صرف پیام پہنچانا ہوتا ہے۔ اس میں کمی بیشی یا اخفاء دیانت کے خلاف ہے۔اس نوبت پر علماء نے وہ تینوں سوالات حضور کی خدمت میں رکھے۔لیکن شواہد الولایت نے اس سلسلہ میں لکھا ہے کہ جس وقت علماء ہرات حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے امام علیہ السلام آیت کریمہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ولقد ذرانا لجهنم کثیرا من الجن والانس لهم قلوب لا یفقهون بها ولهم اعین لا یبصرون بهارلهم اذن لا یسمعون بها اولئک کالانعام هم اضل اولئک هم الغفلون
(الاعراف ۱۷۹)

ہم نے پیدا کئے ہیں دوزخ کے لئے بہتر ے جن اور انس ان کے دل میں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں وہ لوگ جو چو پایوں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں یہی لوگ بے خبر ہیں۔

صاحب شواہد الولایت لکھتے ہیں کہ ملا درویش ہروی نے اس وقت آن حضرت کے سامنے گھانس کا تنکہ اپنے منہ میں لے کر عرض کیا کہ ہم اپنے سب علم ومعرفت کے باوجود حضرت کے روبرو مثل چوپایوں کے ہیں اب ہم کو حق تعالیٰ آپ کے قدوم مبارک کے صدقہ انسانوں کے زمرے میں داخل فرمائے۔ پھر عرض کیا میراں جی جو کچھ شبہات ہمارے دلوں میں تھے حضور کی برکت سے دفع ہو چکے ہیں کچھ اور پوچھنے کی حاجت نہیں ہے لیکن اگر رضا ہو تو شیخ الاسلام نے جو چار سوالات بھیجے ہیں وہ پیش کئے جاتے ہیں۔ پھر ان چار سوالات پر حضور نے مفصل اور شافی گفتگو فرمائی جسے صاحب شواہد الولایت نے صفحات ۲۳۱ تا ۲۳۴ پر درج کئے ہیں اور اس کے خاتمہ پر لکھا ہے کہ ملا علی فیاض نے شیخ الاسلام کو لکھ بھیجا کہ ہماری تمام عمر کی تحصیل اس سید کے علم کے آگے ایسی ہے جیسے دریا کے مقابلہ میں ایک قطرہ اور پھر ان سوالات کے جوابات لکھ کر کہلایا کہ جب یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ گئی کہ آپ کی ذات مہدی موعود ہے تو آپ کی صحبت فرض ہو جاتی ہے پھر میں فرض کو چھوڑ فعل مباح کی ادائی کے لئے واپس ہرات آنا نہیں چاہتا۔ الغرض دیگر تینوں علماء نے مرزا حسین کے حضور میں جا کر حسبہ اطلاع دی جس پر شیخ الاسلام اور بادشاہ ابوالغازی سلطان حسین نے علماء کی شہادت کے کامل اعتماد کامل پر سیدنا علیہ السلام کی تصدیق کی البتہ صاحب مطلع الولایت نے لکھا ہے کہ۔

''بادشاہ نے بھی ان علماء کی شہادت کے کامل اعتماد پر حضرت امام علیہ السلام کی تصدیق کر کے امام کے قدم دیکھنے کا ارادہ کیا چوں کہ بہت ضعیف تھا دس منزل آ کر جان حق کے حوالہ کی۔

لیکن آج سے پورے ۴۳ سال قبل ہمارے قومی ماہنامہ دائرہ کے فاضل مدیر نے اکٹوبر ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں مرزا حسین سلطان خراسان کا ایک مکتوب شائع کیا تھا سے ہم ذیل میں درج کر رہے ہیں۔

مکتوب

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

مقرب درگاه اله حضرت ولایت پناه میر سید محمد مهدی موعودخلیفة الله وسوره وحامی سرور کائنات ما حی بدعت ورسم و عادات دام الله ظل فیضانه واحسانه از جناب مرزا حسین قدمبوسی وآستان بوسی معروض این است که وقتے که این غلام از کیفیت آن امام همام مطلع گردید وعلماء را بخدمت فیض درجت حضرت فرستاده وشهه خود مرتفع گردانید اکنون غلام راهیچ شبهات نیست۔ زهے بخت خراسان که حضرت خاتم ولایت محمد درین حدود شریف تشریف ارزانی فرمودند نیز نجب نصیب والیاں که از غایت اشتیاق آستان بوسی قبله انام از شهر خودر حیل شده بخدمت حضرت برسد وبآستان بوسی آن امام کائنات شرطے حاصل نبائید

مقرب درگاہ حضرت ولایت پناہ میر سید محمد مہدی خلیفۃ اللہ سرور کائنات کے حامی اور آپ کی بزرگ وبلندی کی نشانی بدعت ورسم وعادت کے مٹانے والے اللہ تعالیٰ آپ کے احسان اور فیضان کے سایہ کو ہمیشہ رکھے مرزا حسین کی جانب سے قدمبوسی وآستان بوسی عرض ہے کہ جس وقت یہ غلام امام ہمام کی کیفیت سے مطلع ہوا علماء کو حضرت کی خدمت میں بھجوایا اپنے شبہ کو دور کردیا۔ اوراب غلام کو کوئی شبہ نہیں ہے زہے بخت خراسان کہ حضرت خاتم ولایت محمدی نے ان حدود میں تشریف شریف ارزانی فرمائی اور نیز عجب نصیب ولی خراسان کہ اس قبلہ امام کی آستان بوسی کے اشتیاق میں اپنے شہر سے روانہ ہو چکا ہے۔ حضرت کی خدمت میں پہنچے گا اور امام الکائنات کی آستان بوسی کا شرف حاصل کرے گا۔

یہاں یہ بات عرض کرتا چلوں تو بے جانہ ہوگا کہ ادب اور انشاء میں خطوط اور مکاتیب کو جو اہمیت حاصل ہے۔ اور اس میں جو سوانحی عنصر ملتا ہے وہ صاحبان نظر سے پوشیدہ نہیں مکتوبات سے جہاں مکتوب نگار کی شخصیت' افکار اور خیالات کا اظہار ہوتا ہے وہیں مکتوب الیہ کی شخصیت پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ مکتوب زیر گفتگو سے کچھ نہیں تو اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مرزا حسین اپنے بھیجے ہوئے علماء سے تفصیلات جان کر آپ کی حقانیت اور دعوی مہدیت کی صداقت کا معترف ہو چکا تھا اور بہ نفس نفیس شرف بیعت حاصل کرنے کے ارادہ سے روانہ ہو چکا تھا اور جو قرآن کہتا ہے **فاذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون** انسان کی مجبوری اور لاچاری پر صادہے لیکن ساتھ ہی یہ مژدہ بھی ملتا ہے۔

ومن يخرج من بيته مهاجر الى الله والى رسوله ثم يدركه الموت فقدوقع اجره الى الله(نساء۱۰۰)

جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف مہاجر بن کر نکلے اور اتفاقاً اس کی موت آ گئی تو اللہ کے پاس اس کا اجر ثابت ہو گیا۔ کے مصداق اس کی مہدیت کسی شبہ سے بالاتر ہو جاتی ہے۔

الغرض روایات بتاتی ہیں کہ جس وقت سلطان حسین کی وفات ہوئی تو امام علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اے سید محمد تمہارا طالب سلطان خراسان تمہاری طلب میں نکلا تھا راہ میں قضا کر چکا ہے جس پر سیدنا علیہ السلام نے سلطان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بندگی قاضی علاءالدین بیدریؒ

سیرت امامنا علیہ السلام پر موجود کئی ایک کتابوں میں سے کسی بھی کتاب کو لیجئے اور ایک نظر امام عالی مقام کے سفر ہجرت کے ۱۴ویں توقف سفر کے واقعات پر نظر ڈالیں تو ایک واقعہ سب ہی کتب موالید میں موجود پائیں گے وہ ہے ''اظہار دعوی مہدیت'' آیئے میں یہاں آپ کے سامنے ہمارے سب سے قدیم اور مشہور کتاب ''مولود'' جو خلیفہ چہارم بندگی میاں شاہ نظام وحدت آشام کے دلبند بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؒ کی تالیف ہے اس کے صفحہ ۳۸ کا یہ اقتباس ملاحظہ کے لئے رکھ رہا ہوں جہاں لکھا ہے۔

بعد طواف ایک دن جو پیر کا دن تھا حضرت مہدی نے اللہ کے حکم سے رکن ومقام اور حجر اسود کے درمیان بلند آواز سے مجمع خلائق میں رسول اللہ کی حدیث پڑھ کر دعوی مہدیت فرمایا کہ جس نے میری پیروی کی وہ مومن ہے بندگی میاں نظام اور قاضی علاءالدین بیدری اور ایک اعرابی نے جس کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ خواجہ خضر تھے ان حضرات نے کھڑے ہوکر بلند آواز سے کہا ''ہم تیری اتباع کرتے ہیں''

سیرت کی ایک اور کتاب ''شواہدالولایت'' کے مصنف میاں شاہ برہان نے الفاظ کی تھوڑی تبدیلی کے ساتھ لکھا ہے۔

جب اس ذات ستودہ صفات نے طواف سے فراغت پائی تو بحکم خداوند علام خاص وعام کے مجمع میں رکن ومقام کے درمیان اپنی مہدیت کا دعوی اس عبارت میں فرمایا من اتبعنی فھو مومن (جس نے میری پیروی کی وہ مومن ہے) اس وقت بندگی میاں شاہ نظام اور حضرت قاضی علاءالدین دونوں صحابہ نے آمنا وصدقنا کہکر حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اگر چیکہ مطلع الولایت کے مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۷ پر وہی کچھ لکھا ہے لیکن انہوں نے دعوے کے تین بار تکرار کا ذکر کیا ہے اور مولود کی ایک دوسری کتاب معارج الولایت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب موعود اعظم نے بحکم خدا کعبۃ اللہ کے پاس من اتبعنی کا دعویٰ فرمایا تو وہاں اور بھی اصحاب موجود تھے لیکن سب ہی ساکت رہے اور کسی نے اعتراض کی جراءت نہیں کی۔

اوپر درج کئے گئے جمیع کتب موالید کے حوالہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دعوی مہدیت کے دو شاہدین تھے جن میں سے ایک شاہ نظام تھے جن کے احوال وواقعات سے ہمارے سلسلہ عباداللہ الصالحین کی چوتھی قسط جو اکٹوبر ۹۵ کے شمارہ نور حیات یں نظرنواز ہوچکی ہے اور فبروری ۹۹ء کی یہ قسط دوسرے شاہد اس مردخود آگاہ کے احوال سے زینت پارہی ہے جس کا نام

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اسم گرامی علاءالدین ہے جو عہدہ قضات پر مامور ہونے اور شہر بیدر کے رہنے والے ہونے کے باعث ہماری قومی کتابوں میں قاضی علاءالدین بیدری کے نام سے جگہ حاصل کی ہے۔

ہمارے اس دوسرے شاہد دعوئے مہدیت کے تعلق سے مولود کے مصنف ''**مرد صالح بودند**'' کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے ''**در علم استوار**'' کے الفاظ کا انتخاب کیا ہے تو بات صاف ہوجاتی ہے کہ ہمارا ممدوح سینکڑوں افراد میں سے ایک نہیں ہوسکتا جس کے مہدی موعود علیہ السلام کے دست حق پرست پر وارفتگی کے ساتھ بیعت کے لئے ٹوٹ پڑنے کا مورخین نے کھلے عام اعتراف کیا ہے۔ میں اپنے ممدوح کا شماران برگزیدہ افراد میں کررہا ہوں جنہوں نے منجانب اللہ ہاتف غیبی کی آواز پر **اللهم لبيک** کہتے ہوئے تصدیق کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔ میں نے یہ بات یوں ہی نہیں کہی۔ میرے اس قول کے پیچھے ہماری اولین کتاب سیر (یعنی مولود میاں عبدالرحمٰنؒ) کے صفحہ ۴۳ کا حسب ذیل فقرہ بطور دلیل ہے کہ جب آنحضرت بیدر سے کوچ فرمانے لگے تو قاضی علاءالدین جو علم وعمل میں استوار اور مرد صالح تھے اور مولانا ضیاء جن کو حضور نے عاشق اللہ فرمایا اور شیخ بابو اور قاضی عبدالواحد جنیدی نے ہاتف غیبی کی آواز سنی کہ مہدی موعود ظاہر ہوگیا تو علمائے مذکور نے اپنی قضات کو ترک کرکے شہر بیدر میں حضرت مہدی موعود کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ پھر یہ بات بھی نہیں کہ ہمارے آج کے ممدوح کی جناب میں رطب اللسان ہونے والی تحریر صرف مولود ہی میں ہے۔ بلکہ شواہد الولایت اور مطلع الولایت دونوں میں یہاں ہم زبان ہیں۔ شواہد الولایت کے مصنف کے پاس آپ کی ذات مستودہ صفات عالم عامل اور عارف کامل ہے۔ تو ثانی مہدی کے پوترے اور حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؒ کے والد بزرگوار نے اپنی تالیف مطلع الولایت کے صفحہ ۳۲ پر ہمارے ممدوح کے تعارف میں عالم، عامل، منتشرہ کامل، علامۃ العصر کے الفاظ، القاب کا استعمال کیا ہے۔

جب بات ہاتف غیبی کی چلی ہے تو یہ روایت بھی پیش نظر رہے جسے سوانح المہدی الموعود کے مصنف میاں سید حسین محمودی نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۲۳ پر درج کیا ہے۔ روایت بتاتی ہے کہ امام علیہ السلام بیدر میں ۸۹۸ھ م ۱۴۹۳ء کے دوران تشریف لائے۔ ان دنوں بیدر بریدشاہی سلطنت میں شامل تھا اور شاہ قاسم برید حکمران تھے اس بادشاہ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک شیر قلعہ بیدر کے ایک دروازہ سے داخل ہوا اور دوسرے دروازہ سے چلا گیا۔ بادشاہ نے علماء سے اپنے خواب کا ذکر کرتے ہوئے تعبیر چاہی۔ حضرت شیخ مومن توکلیؒ جو ایک اہل دل تھے بادشاہ سے کہلوایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قریب میں اللہ تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ بندہ کو جو قطب الاقطاب ولی مثل شیر خدا ہو بھیجے گا جو ایک دروازہ سے آکر دوسرے دروازہ سے چلا جائے گا۔

سیرت کی سب ہی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب امامنا علیہ السلام بیدر میں رونق افروز ہوئے تو شہر کے جمیع علماء ومشائخین

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

آپ کے استقبال کے لئے شہر پناہ کے دروازہ پر مقررہ وقت پر آ چکے تھے۔اس انتظام کے دووجہ ہیں ایک تو یہ کہ آپ جہاں بھی جاتے وعظ و بیان کی محفل آراستہ ہوتی تھی ۔مشک کی خوشبو کی کسی تشہیر کی ضرورت نہیں رہتی۔آپ کے منزل پہنچنے سے قبل آپ کی ذات والا صفات کا شہرہ خاص وعام تک پہنچ جاتا کوئی نئی بات نہیں تھی۔پھر آپ احمد نگر سے تشریف لائے تھے اور احمد نگر میں دیڑھ سال قیام رہا ہے۔اور بیدر احمد نگر سے ۲۴۰ میل پر واقع ہے۔پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ احمد نگر کے وعظ و بیان اور تلقین وتربیت کے چرچے بیدر کے اہل علم اور خواص کے علم میں نہ آئے ہوں۔پر اس پر بادشاہ کے خواب کی شہرت زائد حیثیت میں موجود ہے۔غرض یہ ہے کہ ہر طبقہ خیل کے سربرآوردہ اصحاب خیر مقدم کے لئے موجود تھے۔لیکن روایت بتاتی ہے کہ اس عظیم اجتماع میں قاضی شہر حضرت علاء الدین بیدری کی عدم موجودگی سب ہی موجود افراد کو کھٹک رہی تھی۔وجہ اس کی یہ بتائی جاتی ہے کہ وہ آنے سے پہلے نہا دھو کر سفید کپڑوں سے رونق افروز ہوئے جوں ہی امام علیہ السلام کی نظر حضرت علاء الدین بیدری پر پڑی آپ حسب حال ایک ہندی دوہا پڑھا

هیرا نت پکھال کپڑ دھوے مدھوے
اوجل ھوے نچھو سی اس اندری سوے

ہیرا دل کو کہتے ہیں' پکھال کے معنی پاک کرنا' اور کپڑے مراد کپڑے' دھوے۔دھونا' مدھو ہے مت دھو' جل۔سفید' نچھو ٹسی۔نجات: یندری۔نیند' مسوے۔مت سو

مطلب یہ کہ کپڑے صاف ہوں یا نہ ہوں پہلے اپنے دل کو صاف کرو اس غفلت میں مت رہو کہ سفید اور اجلے کپڑے نجات کا سامان فراہم کر سکتے ہیں۔یہاں میں آپ کو یاد دلاتا چلوں کہ روایات بتاتے ہیں کہ جب ملا صدرالدین حضور مہدی علیہ السلام کی خدمت میں شرف قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ کو فوجی لباس میں ملبوس دیکھا اور یہ سمجھ کر اللہ کا خلیفہ اس لباس میں نہیں ہوسکتا واپس ہونے لگے تو امام عالی نے ان کو طلب کیا اور پوچھا کیا معاملہ ہے انہوں نے لباس کا حوالہ دیا تو صدقہ جایئے اس ذات قدسی صفات کے جس نے فرمایا مہدی کا آنا لباس پر نہیں ہے قلب پر ہے قلب کو غیر اللہ کی پرستش سے پاک کرو۔

صاحب شواہد الولایت لکھتے ہیں کہ جب قاضی علاء الدین نے امام کا جواب سنا تو اس درگاہ عالی کے معتقد ہوگئے اپنی قضات چھوڑ دی اور ہمراہیوں میں شامل ہوگئے۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

عاشق صادق
میاں قاضی ضیاء الدین بیدریؒ

صاحب تاریخ سلیمانی نے گلشن چہارم چمن دوم میں جہاں امام عالی مقام میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کے سفر ہجرت کے دوران شہر بیدر میں تشریف آوری کا ذکر کیا ہے وہیں ان افراد کے بھی نام بتائے ہیں جنہوں نے اس مقام پر امام علیہ السلام کے دست حق پرست پر بیعت وتصدیق کا شرف حاصل کیا۔ان میں ایک نام شیخ محمد ضیاء بھی درج ہے۔ساتھ ہی حضرت کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے۔

"شیخ متوکل ومتورع از جملہ مشائخ بودو مرید بسیار داشت"

متوکل ومتورع کے الفاظ جہاں شیخ کے تقویٰ، توکل، عبادت وریاضت پر صاد کرتے ہیں وہیں مرید بسیار داست (بے شمار مرید بھی رکھتے ہیں) ان کی بزرگی وجلالت کی غماز ہیں۔لیکن میاں عبدالرحمٰن بن شاہ نظام وحدت آشام اپنی تالیف "مولود" میں شیخ مومن توکلی کے واقعات کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

جب آن حضرت بیدر سے کوچ فرمانے لگے تو قاضی علاء الدین جو علم وعمل میں استوار اور مرد صالح تھے اور مولانا ضیاء جن کو حضرت (مراد حضرت امامنا علیہ السلام) نے عاشق اللہ فرمایا ہاتف کی آواز سنی کہ مہدی موعودؑ ظاہر ہوگیا تو اپنی قضات ترک کرکے حضرت مہدی کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔

اور یہی کچھ صاحب مطلع الولایت نے بھی لکھا ہے۔مطلع الولایت کے الفاظ یہ ہیں۔

الغرض شہر بیدر میں عالم علم الیقین، امام المحققین سرمست حقیقت ملا ضیاء اور عالم عامل متشرع کامل علامۃ العصر قاضی علاء الدین نے خدا کی طلب کے لئے دنیا ومافیہا کو ترک کرکے اس حقیقی رہنما کی صحبت اختیار کی۔

حیات پاک کے مولف نے جہاں اپنی کتاب کے صفحات ۲۲۰ تا ۲۲۲ پر ان جلیل القدر علماء کے نام گنوائے ہیں جنہوں نے آپ کے دست مبارک پر نہ صرف بیعت کی بلکہ صدیق وتلقین کا شرف حاصل کیا ان میں حضرت قاضی ضیاء الدین بیدری کا اسم گرامی شامل کیا ہے۔لیکن اس ضمن میں کوئی تفصیل دینے سے کتاب مذکور عاری ہے۔البتہ میاں سید حسین اہل پنگوڑی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

نے اپنی تالیف المہدی الموعود کے صفحہ ۲۲۶ پر حضرت کے تعلق سے لکھا ہے۔

یہ بھی بیدر کے مشہور سجادگان سے ہیں۔ان کے جذب وعشق کو دیکھ کرامام علیہ السلام کے قیام بیدر کے زمانہ میں بیعت کر کے آپ کی صحبت وخدمت میں رہنے لگے۔ڈیڑھ سالہ قیام بیدر کے بعد جب خدائے لم یزال کا حکم میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کو پہنچا کہ سید محمد اب آگے بڑھو تو آپ نے ارادہ سفر کیا تو قاضی ضیاءالدین بیدری نے بھی ارادہ سفر کیا اور ترک دنیا کر کے سفر کے ساتھی ہو گئے۔لیکن جیسا کہ تاریخ سلیمانی میں مذکور ہے کہ آپ بے شمار مریدین رکھتے تھے۔آپ کے مریدین آپ کی راہ میں حائل ہو گئے۔ابھی کاروان مہدیت بمشکل دو منزل سفر طئے کیا ہوگا کہ قاضی صاحب سے وابستہ ایک جماعت کثیرہ حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض مدعا کیا کہ ہماری معیشت اور روزی قاضی صاحب کی فتوحات سے وابستہ ہے آپ ہماری بھوک' پیاس اور غربت پر نظر رکھتے ہوئے مولانا صاحب کو اس سفر میں ہمرکابی سے معذور رکھیں بصورت ثانی ہمیں ڈر ہے کہ ہم بے موت مرے جاتے ہیں۔امام عالی مقام ان حضرات کی عاجزی اور گڑگڑاہٹ کے باعث ان کو سفر سے رخصت کر دیا اور قاضی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا ''ضیاءالدین ان لوگوں کی الحاح وزاری اور عاجزی اور بلبلاہٹ کے طفیل تم کو رخصت دیتا ہوں۔اور یقین ہے کہ قادر مطلق تم کو مجھ سے جدا نہیں رکھے گا'' قاضی صاحب نے جب اولاً خدماء کو ساتھ لے جانے کی اجازت سنی تو وہ انتہائی دل گرفتہ اور مایوس تھے لیکن سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے امام علیہ السلام نے جب مژدہ جانفزاء ارشاد فرمایا کہ خدا تمہیں بندہ سے جدا نہ رکھے تو چہرہ مبارک پر سرخی دوڑ گئی اور ہنسی خوشی کے ساتھ خدا کے بھروسہ میں گھر لوٹ گئے۔

لیکن دل میں جو آگ لگی ہوئی تھی وہ اس آسانی سے سرد ہونے والی نہ تھی کسی نے کہا ہے ''پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا'' عشق کی چنگاری کیسے بجھتی وہ تو بھڑکنے کی منتظر تھی۔امام سے جدائی آگ پر تیل کا کام کر رہی تھے۔خادم خدما پکڑا پکڑی کر رہے تھے۔اس میں خداطلبی کا حصہ ہوتا تو بات دوسری ہوتی یہاں مطلوب تو روٹی تھی اور یہ روٹی ہی تو ہے جس کے تعلق سے امام عالی مقام نے ارشاد فرمایا ہے کہ بندہ اور خدا کے درمیان یہی روٹی پردہ ہے اور جب تک پردہ نہیں اٹھتا حضرت ضیاء الدین اپنی مطلوب شئے کیسے حاصل کر سکتے تھے۔

روایت بتاتی ہے کہ جب خدما نے یہ دیکھا کہ قاضی ضیاءالدین کو پیر سے جدائی بے چین کئے رکھی ہے تو انہوں نے خادمانہ آداب کو سلام کیا۔ہاتھ پاؤں میں زنجیر ڈال دی اور انہیں ایک حجرے میں بند کر کے مشہور کر دیا کہ قاضی صاحب کو جنون سوار ہو گیا ہے لیکن یہ جنون تو وہ جنون نہیں تھا جسے طوق وسلاسل سے قابو میں رکھا جاتا۔ایک دن کا ذکر ہے کہ جوش عشق نے ملا صاحب کو ابھارا۔آہ کا نعرہ کھینچ کر دروازہ پر ہاتھ مارا خدا کے حکم سے قفل گر پڑا۔بیڑی ٹوٹ گئی دروازہ کھل گیا اور قاضی صاحب

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

سید ھے امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ گئے۔ادھر خدمانے پھر دوسری بار سیدنا مہدی علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی اور سابق کی طرح گڑگڑا کر الحاح وزاری کے ساتھ پیر کو واپس کرنے کی التجا کی۔سیدنا علیہ السلام نے فرمایا" تم پچھلی بار بھی آئے تھے جب تمہارے پیر ہمارے ساتھ ہوگئے تھے۔ہم نے تمہاری الحاح وزاری کے نظر کرتے تمہارے پیر کو تمہارے ساتھ ہی لوٹا دیا تھا۔مگر اب خدا ان کا حامی و مددگار رہا ہے تمہاری قید سے ان کو چھڑا کر ہم سے ملایا ہے۔وہ اللہ واسطے آئے ہیں اور میں نے بھی اللہ واسطے ان کو اپنی جماعت میں شامل کیا ہے۔ایک بار میں نے تمہاری بات سنی اب تم میری بات سنو اور واپس ہو جاؤ۔

سیرت امامنا کے دوسرے ابواب میں کہیں بھی حضرت ضیاء الدین بیدری کا ذکر نہیں ملتا۔البتہ تاریخ سلیمانی کے حوالے سے میاں سید ولی سکندر آبادی نے سوانح مہدی موعود کے حصہ دوم میں لکھا ہے کہ چھونڈ احمد نگر میں ہمارے ممدوح نے اس دنیا ئے فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کیا اور آپ کا جسد مبارک بی بی ہدیۃ اللہ بنت سیدنا مہدی علیہ السلام کے حظیرہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

بات دراصل یہ ہے کہ ملک سلیمان کے تاریخ سلیمانی کی جلد سوم کے چمن چہارم کو صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے فضائل ونفاعل سے آراستہ کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ در موضع چھونڈ نزد بی بی ہدنجی ۷۰، ۸۰ مہاجرین یک جاء بودند و واصل حق شدند اور پھر آگے لکھتے ہیں "آن مقبرہ راحکم بخشش است" یعنی بی بی ہدنجی کے پاس ۷۰، ۸۰ مہاجرین رہتے تھے اور وہیں وہ واصل بہ حق ہوئے اور پھر لکھتے ہیں کہ اس مقبرہ کے لئے بخشش کا حکم ہے۔اس کے بعد انہوں نے مدفون بزرگوں کے نام گنوائے ہیں۔ان میں پہلا نام میاں قاضی علی ہے جو میاں ابوبکر کے داماد تھے اور ان کے ساتھ بسا بزرگ و صاحب علم و حال بودند درج ہے۔ دسویں نمبر پر میاں قاضی علاء الدین بیدری کا نام ہے۔اور سلسلہ کو دراز کرتے ہوئے چودھویں نمبر پر میاں مولانا ضیاء مہاجر مشمول عواطف میراں بودند کے الفاظ ملتے ہیں۔پھر اس کی وضاحت بھی کی ہے کہ "او شان را کہ عشاق اللہ اند در حظیرہ مذکورہ اسودہ اند ترجمہ: آپ کی شان میں امام علیہ السلام نے عاشق اللہ فرمایا ہے اور اس حظیرہ میں آسودہ ہیں۔

یہ سب ہی بزرگ وہ ہیں جو امامنا کے سفر ہجرت میں رہے اور امامنا علیہ السلام کے اس دنیا سے پردہ فرمالینے کے بعد حضرت ثانی مہدیؓ کے ساتھ بھیلوٹ میں اور بعد ازاں شاہ دلاور کے ہمراہ احمد نگر کے اطراف و جوانب میں دائرہ باندھ کر رہے اور پھر اپنی آخری قیام بھی وہیں منتخب کر لی۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں عبدالغفور سجاوندیؒ

تاریخ مہدویت کے مطالعہ کے دوران ناظرین نے اس امر کا خصوصی نوٹ لیا ہوگا کہ ایک موقع پر سیدنا و مولانا میراں سید محمد مہدی علیہ السلام نے خلیفہ پنجم بندگی میاں شاہ دلاورؓ کے تعلق سے ارشاد فرمایا تھا کہ بھائی دلاور کے آگے وقت کے جید علماء زانوے ادب تہہ کریں گے۔ میری اس روایت کا ماخذ تذکرۃ الصالحین ہے جس کے صفحہ ۲۴۱ پر یہ سطور ملتے ہیں۔

فرمودند که حضرت میراں در حق این بنده بشارات داده بودند که پیش بهائی دلاور علمائے ظاهری وباطنی زانو خواهند نهاد آن بشارات در حق ایشاں صادق اند

ترجمہ: فرمایا کہ حضرت میراں نے اس بندہ کے حق میں یہ بشارت دی تھی کہ بھائی دلاور کے سامنے علمائے ظاہری وباطنی زانوئے ادب تہہ کریں گے وہ بشارات آپ کے حق میں صادق (سچے) ہیں

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ سیدالاولیاء میراں علیہ السلام کی پیشین گوئی حرف بہ حرف ثابت ہوئی۔ اس خلیفہ اللہ کے دربار عالی سے جن بزرگان ذی احتشام نے خلافت پائی ان میں میاں عبدالکریم نوری، میاں عبدالملک سجاوندی، میاں قاضی عبد اللہ، میاں عبدو شاہ رومی، میاں ابو محمد اور میاں زین الدین جیسے جید علماء کے نام ملتے ہیں۔ صاحب تاریخ سلیمانی نے میاں عبدالملک سجاوندی کے تعلق سے جو القابات درج کئے ہیں وہ ان کی جلالت، مرتبت اور بزرگی پر دلالت کرتے ہیں۔ آپ بھی انہیں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ تاریخ سلیمانی جلد سوم "گلشن نہم جو زینت بن رہا ہے سجاوندیوں کے ذکر سے اس کی عبارت اس طرح شروع ہوتی ہے۔

رشید شریعت، کلید طریقت، واقف اسرار کاشف استار ممنوں بالحلم مشحون بالعلم زبدۃ علماء باللہ بندگی میاں ملک عالم باللہ رحمۃ اللہ علیہ

الفاظ کی ندرت، معنوں کی بلاغت اور ان کی چست بندش کسی توضیح وتشریح سے بالا و برتر ہے پھر آگے لکھتے ہیں میاں عبدالملک را در چہاردہ علوم تحصیل تمام بود و شہرت وکمالیت وفضیلت یسمع یسمع سلطان بود یعنی میاں عبدالملک ایک دو کا کیا ذکر پورے چالیس علوم حاصل کئے اور نہ صرف حاصل کئے بلکہ ان میں شہرت اور درجہ کمال وفضیلت رکھتے تھے۔ اور اس کا علم سلاطین وقت کو پوری طرح تھا۔ تاریخ سلیمانی میں اسی سلسلہ مضمون کے تحت درج ہے کہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

شاہ عبدالمجید سجاوندی رادو پسران بودند یکے میاں عبدالملک ودیم میاں عبدالغفور پھراس کے بعد آپ کا شجرہ قدسیہ اس طرح درج ہے۔

میاں عبدالغفور بن شاہ عبدالمجید بن شاہ عبدالملک بن شاہ نور محمد بن شاہ برہان بن شاہ یاسین بن شاہ نور محمد بن خواجہ طہ موں سجاوندی بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن ابی عبداللہ الحسین بن اسداللہ الغالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب اسی بنیاد پر حیات پاک کے مصنف نے آپ کے تعارف میں سادات حسینی ہونا لکھا ہے۔

صاحب تاریخ سلیمانی لکھتے ہیں حضور سیدنا علیہ السلام کے اس فانی دنیا سے پردہ فرمالینے کے بعد بندگی میاں شاہ دلاورؓ گجرات تشریف لاکر ثانی مہدی کے ہمراہ بھیلوٹ میں مقیم رہے اور ۹۱۸ھ میں جب ثانی مہدیؓ کی رحلت ہوئی تو آپ نے احمد آباد میں دائرہ باندھا۔ یہاں ملک سلیمان تحریر کرتے ہیں۔

چوں وقت کشائش کار آمد میاں عبد الملک از استعماع حسن اخلاق وکشف مغاییات خلیفه ٔ خلیفة الله واوصاف بیان کلام مستفید بملازمت شدند واز تصدیق خاتم الولایت فیض بهره ہے غایت حصول ساختند ویمنوئی تمام از اخز القاس ذکر خفی فی الحال با صدق کمال مسرور وخوشحال گشتند وترک دنیا نموده معه برادر واهل وعیال در صحبت آن حضرت اقامت اختیار کردند

اوپر کی تحریر بتارہی ہے کہ میاں عبدالملک سجاوندی نے اپنے بھائی کے ساتھ تصدیق وصحبت کی دولت حاصل کی۔ یہاں میں آپ کی توجہ اسی تاریخ سلیمانی کی اس عبارت پر مبذول کروانا ضروری سمجھتا ہوں جہاں ملک سلیمان نے لکھا ہے کہ میاں عبد المجید کو اللہ نے دو فرزند دیئے تھے ایک میاں عبدالملک اور دوسرے میاں عبدالغفور۔ اب جہاں ملک سلیمان نے یہ لکھا ہے کہ میاں عبدالملک اپنے بھائی کے ہمراہ تصدیق کی دولت حاصل کی پھر ترک دنیا کیا اور صحبت اختیار کی تو یہ کون ہیں اور ظاہر ہے یہ شخصیت میاں عبدالغفور کے سواء کسی اور کی نہیں ہوسکتی۔

ہم نے اوپر عرض کردیا ہے کہ ملک سلیمان میاں عبدالملک کے علم وعمل کے ساتھ راہ سلوک کی وادیوں میں بلند پروازی کی طرف واضح اشارہ کرچکے ہیں۔ اسی سلسلہ کو وہ آگے چل کر خاتم سلیمانی کے صفحہ ۲۱۰ پر میاں عبدالغفور کے تعلق سے لکھتے ہیں۔

میاں عبدا لغفور برادر میاں عبد الملک بابزرگ وجامع الکمالات ومجمع الحسنات بودند وصحبت وسند از حضرت شاه دلاور وبعده از میاں عبد الملک میرا شتد ودر نا بعت خوشی ساق عبد الملک بسیار

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حصول کردہ اند ودائرہ بودهاسن واصل حق شدہ اند وپر چبوترہ آنحضرت آسودہ اند

اوپر کی عبارت بتا رہی ہے کہ ملک سلیمان حضرت میاں عبدالغفور کے تعلق سے جب بسیار بزرگ کے الفاظ استعمال کئے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ وہ میاں عبدالغفور کی بزرگی کے معترف تھے اور پھر اس کے ساتھ جامع الکمالات اور مجمع الحسنات کے الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ بندگی میاں عبدالغفور کے صاحب کمال بزرگ ہونے اور مجمع الحسنات یعنی کئی خوبصورت، اعلی وارفع نیکیوں اور بزرگی پر صادکرنے والا لفظ کا محل استعمال آخر کس بات کی نشاندہی کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک کوئی شخص کسی کی بزرگی، علمیت اور مستودہ صفات کے تعلق سے قابل نہ ہو وہ ان تمام صفات ذاتی وصفاتی سے شخصی طور پر کسی بیرونی دباؤ کے بغیر متفق الخیال ہو وہ ہر ہمہ وشما کے تعلق سے یہ الفاظ نہیں استعمال کر سکتا۔ پھر ملک سلیمان کا یہ کہنا کہ میاں عبدالغفور شاہ دلاورؒ کی رحلت کے بعد میاں عبدالملک کی صحبت میں رہے سونے پر سہاگہ کا کام کر رہی ہے۔

پھر اس کی تائید مزید میں ہمارے سامنے دو رسائل الموسوم بہ مجلس اور رسالہ ہژدہ آیات بھی تو ہیں جو ان کی علمیت کی منہ بولتی تفسیریں ہیں۔ یہاں مجھے اپنے قارئین کو یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں لیکن قند مکرر بھی ہماری زبان میں بطور محاورہ مستعمل ہے۔ اور اسی محاورہ کی بیساکھی کا سہارا لے کر ابوالفتح یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ۔

(۱) پہلا رسالہ جو مجلس کے نام سے موسوم ہے کراؤن سائز کے ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ ادارہ اشاعت کتب سلف الصالحین مشیر آباد کی جانب سے ۳۸ سال قبل ۱۳۸۶ھ میں منظر عام پر آ چکا ہے اس وقت میرے پاس سامنے ہے۔ اس کا بحر العلوم علامہ شمسیؒ کے اس سحر سے آغاز ہو رہا ہے۔

امام مہدی آخر زماں کہ در کونین۔ جزاوکسے نبرد مثل احمد مختار بعد ازاں فاضل مترجم نے بعثت مہدی سے متعلقہ چند مشہور احادیث پر گفتگو کرتے ہوئے امام علیہ السلام کی سیرت، سفر ہجرت کے واقعات مختصراً پیش کئے ہیں اور پھر لکھتے ہیں۔

> ایک مناظرہ جو تقریباً ۱۰۱۶ھ میں نواب خان خاناں اور علامہ زماں میاں عبدالغفور سجاوندی کے درمیان ہوا اور خود میاں عبدالغفور نے اس کو قلم بند فرمایا تھا۔ مجلس میاں عبدالغفور کے نام سے اس کی نقلیں قوم میں منتشر ہوئی تھی اس فقیر کو اس کا ایک نسخہ اپنے جدامجد کا قلمی و دستخطی ملا۔ اسی کی نقل معہ ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔

اصل کتاب ''مجلس'' صفحہ ۱۰ سے شروع ہوتی ہے اس کی سطر ۲ کو آپ ذیل میں دیکھئے۔ (میاں عبدالغفور بن میاں عبدالمومن سجاوندی اور نواب عبدالرحیم خانخاناں کا مناظرہ)

یہاں یہ عرض کرنا نامناسب نہیں کہ یہاں میاں عبدالغفور کو اگر میاں عبدالمومن کا فرزند جیسا کہ لکھا گیا ہے تسلیم کرلیں تو

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

پھر یہ میاں عبدالملک سجاوندی کے بھائی نہیں ہوسکتے اس لئے کہ میاں عبدالغفوراور میاں عبدالملک دونوں بھائیوں کا میاں عبدا لمجید کے پسر ہونا تاریخ سلیمانی کے حوالہ سے اوپر آچکا ہے۔ اگر زیر گفتگو رسالہ میاں عبدالملک کے بھائی میاں عبدالغفور ہی کا لکھا ہے تو پھران کو بن میاں عبدالمومن بتانا سہواً ہوسکتا اور انگریزی کہاوت TO ERR IS HUMAN کوملحوظ رکھتے ہوئے یہ ناممکن بھی نہیں۔ لیکن اگر کوئی یہ بھائی یہ خیال کرتے ہیں کہ نورحیات نے غلطی کی ہے تواس کی وضاحت کردیں تا کہ آئندہ کے لئے کسی غلط فہمی کا امکان ختم ہوجائے۔ ابوالفتح صاحبان فکرونظر سے اس سلسلہ میں تعاون کی درخواست کی جاتی ہے۔

یہاں یہ بھی عرض کردینا ضروری ہے کہ تاریخ سلیمانی کے صفحہ ۲۰۷ کی سطر ۱۸ پر لکھا ہے کہ برادر عبدالغفور کوایک فرزند میاں عبدا لمومن تھےاور پھر صفحہ ۲۱۰ پر میاں عبدالمومن کوایک فرزند میاں عبدالواحد ہونا مذکور ہے۔

الحاصل عرض یہ ہے کہ میاں عبدالغفور سجاوندی جن کے حالات وواقعات سے عباداللہ الصالحین کی یہ قسط زینت پارہی ہے بنفسہ ایک عالم باعمل اور فاضل تھے۔ جب ہی توانہوں نے خان خاناں کے روبرو علماء سے بعثت مہدی پر احادیث شریفہ کے حوالہ سے تفصیلی گفتگو کی ہے جو کتاب مذکور میں پائی جاتی ہے۔

اس رسالہ کا جونسخہ رکھا ہے وہ ۱۳۸۶ھ میں باردوم ادارہ اشاعت کتب سلف الصالحین دائرہ زمستان پور کی طرف سے شائع کردہ ہے۔ کراؤن سائز کے ۴۸ صفحات پر پھیلے ہوئے اس رسالہ میں میاں عبدالغفور نے ان اٹھارہ آیات قرآنی کی تفصیل دی ہے جن کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ مہدی موعود علیہ السلام سے مختص ہیں۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں سید الہدادؓ
حضرت بندگی میاں سید ابوبکرؓ

دسویں صدی ہجری میں نہ صرف مہدویہ بزرگوں کی شریعت محمدی سے بے پناہ وابستگی اور وارفتگی زہد واتقا نے عوام کو اس درجہ مسحور کر رکھا تھا کہ کیا عالم کیا جاہل' کیا امیر کیا غریب' کیا سپاہی کیا تاجر سب ہی جوق در جوق دائرہ مہدویہ میں والہانہ طور پر داخل ہو رہے تھے جس کا اعتراف بدایونی ہی نے نہیں بلکہ بہت سارے مورخین اور علمائے زمان نے وقت بے وقت کیا ہے۔ ان میں محمد حسین آزاد' ابوالقاسم فرشتہ' اکبر شاہ خاں نجیب آبادی' اطہر عباس رضوی' پروفیسر مجیب' ابوالکلام آزاد' ابوالحسن علی ندوی' ڈاکٹر قمرالدین وغیرہم شامل ہیں۔ پھر ان کا اتقاء و پرہیز گاری کے ساتھ شجاعت و دلیری سے کارنامہ حیدری' گلزار آصفیہ' ماثر الامراء وغیرہ کئی ایک تواریخ کے صفحات خالی بھی نہیں ہیں۔ اسی بناء پر چار دانگ عالم میں یہ مرجع انام تھے۔ چونکہ دکن کی اسلامی سلاطنوں کو ایسے ہی اولوالعزم شجیع دیانت دار اور جانباز بہادروں کی ضرورت تھی۔ اس لئے ان مملکتوں نے چاروں سمت سے مہدویوں کو اپنی جانب کھینچ لیا۔ چنانچہ گولکنڈہ' احمد نگر' بیجاپور' بیدر و برار کی سلطنتوں میں ایسے اولوالعزم سپہ سالار ملتے ہیں جن کے کارناموں سے ارون شوری کی ذہنیت پروردہ مسلم مورخین کی پردہ پوشی اور تجاہل کے باوجود جمال خاں مہدوی' عیسیٰ میاں میراں یار جنگ' امجد الملک اور سردار خاں غڑے زئی کے نام تاریخ میں نمایاں ہیں ان ہی کے ساتھ ایک نام میاں ابوالفتح داتا سند رسور کا بھی ملتا ہے جن کے کارناموں سے مولوی عزیز بخاری کی تالیف مشاہر مہدویہ حصہ دوم کے صفحات ۳۰ تا ۳۶ مزین ہیں۔

آج کی یہ تحریر میاں الہداد سے زینت پا رہی ہے جو میراں سید محمد جونپوری مہدی علیہ السلام کے محترم صحابی ہیں اور پھر آپ کے فرزند میاں ابوبکر ہیں یہ بھی جونپور ہی سے آفتاب ہدایت سے اکتساب کرتے رہے۔ قیام ہو کہ مقام' سفر ہو کہ حضر باپ اور بیٹے امام علیہ السلام سے وابستگی کے بعد سے تادم واپسیں ساتھ رہے۔ سفر ہو کہ حضر حضرت مہدی علیہ السلام سے جونپور میں بیعت وصحبت اختیار کرنے کے بعد سفر ہجرت میں جونپور تا فراہ اور پھر فراہ سے بھیلوٹ تک دامن مہدیت نہ چھوٹا۔ یہاں یہ بھی بتادوں تو خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ اوپر بیجاپور کی سلطنت سے وابستہ سپاہ سالار میاں ابوالفتح داتا سندر سور کا جو ذکر آیا ہے وہ ہمارے ممدوح میاں ابوبکر کے فرزند اور امام علیہ السلام کے نواسہ میاں ابوالفتح کے پوترے ہیں۔ آپ کے معلومات کے لئے یہاں آپ کا شجرہ درج ہے۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

میاں الہداد

میاں ابوبکر (داماد حضرت مہدی علیہ السلام)

میاں ابوالفتح

میاں سید الہداد

میاں سید ابوالفتح داتا سندرسور

مشاہیر مہدویہ کے مصنف مولوی سید عزیز مہدی صاحب بخاری کی تحقیق کے مطابق بندگی میاں سید الہداد صحابی مہدی علیہ السلام مخدوم جہانیاں جہاں گشت قطب الاقطاب میر سید جلال الدین کے پوترے حضرت سیدنا برہان الدین ابومحمد بخاری المشہور بہ قطب عالم کی اولاد سے ہیں۔ روایات بتاتے ہیں کہ حضرت بندگی سید الہداد اپنے خاندان اور برادری سے آزردہ خاطر ہوکر وطن کو خیر باد کہا اور جونپور کی طرف چل پڑے۔ قاری جانتے ہیں کہ جسوقت میاں سید الہداد جونپور تشریف لائے آٹھویں صدی ہجری ختم ہوکر اس کے بطن سے نویں صدی ہجری کا جنم ہو چکا تھا۔ اور اس وقت جونپور' جونپور نہیں بلکہ شیراز ہند کے نام سے شہرت کے آسمان پر بلند ہو رہا تھا۔ صاحب مقدمہ سراج الابصار نے تاریخ شیراز ہند جونپور کے حوالے سے لکھا ہے کہ ۱۲۰۰ علماء اس زمانہ میں شہر جونپور میں تھے۔ اس بناء پر قیاس کہتا ہے کہ میاں سید الہداد جن کے تعلق سے تاریخ سلیمانی نے یکے از فضلائے عمدہ وصاحب کمال وسادات' بخاری بودند کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ترک وطن کرتے ہوئے جونپور کا رخ کیا ہوتو کوئی تعجب نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ Birds of same feather flock together کے مسلمہ اصول کے تحت ایک عالم دوسرے علماء کی صحبت میں رہنا باعث انشراح صدر سمجھتا ہے اور اسی بناء پر انہوں نے شہر جونپور میں سکونت اختیار کی۔ اب اسے آپ حسن اتفاق کہئے یا میاں سید الہداد کی بخت آوری کہ ان کا جونپور میں ورود مسعود اسوقت ہوا جب کہ مہر ولایت مصطفوی کی ضیاء پاشیوں سے ظلمت کدہ مشرق بقعہ نور بن رہا تھا۔ اور دین وایمان کی خشک کھیتیاں از سرنو ہری ہو رہی تھیں۔

جس شخص میں شرافت کے ذاتی جوہر ہوتے ہیں اس کو اس بات کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی کہ اپنے خاندان کو اچھالتا پھرے اور عوام میں اپنی شرافت ونجابت کے گن گاتے پھرے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ میاں سید الہداد اپنی خاندانی نسبت کی نہ غیر ضروری طور پر تشہیر کی اور نہ ہی اس پر اخفا کے دبیز پردے ڈالے۔ اس سلسلہ میں صاحب تاریخ سلیمانی نے از بسیار انکساری وفروتنی سیادت خود پوشیدہ داشتہ بودند کے الفاظ استعمال کئے ہیں ظاہر بات ہے کہ کسی شریف آدمی کو یہ اعلان کرتے پھرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ شریف ہے۔ عطر کی پہچان خوشبو سے ہوگی اور شہرت کسی تشہیری مہم کی محتاج نہیں رہتی۔ اور یہ بات بتاتی ہے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کہ خاص طبقوں میں آپ کی وہی توقیر تھی اور وہی رتبہ حاصل تھا جس کے آپ مستحق تھے۔

روایات بتاتی ہیں کہ جب میاں سید ابوبکر علوم صوری سے فارغ ہوئے تو ہر باپ کی طرح میاں سید الہداد کو بھی اپنے گھر بہولانے کی فطری خواہش دامن گیر ہوئی لیکن خواہش کی تکمیل ہوتی کس طرح جب کہ ان کا دائرہ احباب محدود تھا۔ طبیعت میں انکساری وفروتنی ہرکس وناکس سے میل ملاپ بڑھانے دوستی کرنے میں مانع تھی۔ اس لئے آپ نے حضرت شیخ دانیال سے مناسب نسبت کے لئے تعاون ورہبری کے خواستگار ہوئے۔ ادھر حضرت شیخ دانیال کے لئے میاں سید عبداللہ الخاطب بہ سید خاں کی ذات والاصفات کچھ نئی نہ تھی۔ وہ اس بات سے بھی واقف تھے کہ میاں سید عبداللہ کے گھر ۸۶۶ھ میں ایک لڑکی تولد ہوئی تھی جواب بحمد اللہ جوان ہوچکی ہوگی اس اعتبار سے حضرت شیخ نے میاں سید الہداد کو میاں سید عبداللہ کی پوتی کی نشاندہی کی اور پھر ضروری مراحل جو عام طور پر ایسے وقت ہوتے آرہے ہیں ان کی تکمیل کے بعد خاتم ولایت محمدیہ میراں سید محمد جونپوری امام مہدی موعود الصلواۃ والسلام کی دختر بی بی خونزا بڑوں کا عقد میاں سید الہداد کے فرزند میاں سید ابوبکر کے ساتھ قرار پایا۔ مشاہر مہدویہ کے بموجب عقد کے کچھ ہی عرصہ بعد میراں علیہ السلام نے جونپور سے رخت سفر باندھا اور ہجرت پر روانہ ہوگئے۔ ہماری سب سے قدیم سیرت کی کتاب جو مولود کے نام سے مشہور ہے اس کے صفحہ ۲۷ پر مصنف لکھتے ہیں کہ سلطان حسین شرقی سے وداعی ملاقات کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام ہجرت پر روانہ ہوئے۔ قاضی علی محمد میاں ابوبکر داماد حضرت امام کے ساتھ مزید (۱۱) افراد ساتھ تھے جبکہ المہدی الموعود کے مصنف نے کتاب کے صفحہ ۱۹۸ پر سفر ہجرت پر حضرت میراں علیہ السلام کے ساتھ جونپور چھوڑنے والوں کے کل ۱۷ نام درج کئے ہیں اور ہمارے ممدوح کا نام نامی تیسرے نمبر پر دیا ہے۔ اور دیگر کتب جیسے شواہد الولایت اور مطلع الولایت میں نہ ہی نام دئے گئے ہیں اور نہ تعداد۔ یہاں اس بحث کی چنداں ضرورت ہے اور نہ اہمیت کے امام علیہ السلام کے سفر ہجرت کے وقت آغاز کتنے صحابہ ساتھ تھے ۱۳ یا ۱۷ اور پھر یہ کہ کیا میاں سید الہداد بھی ہمسفر تھے یا نہیں کیونکہ ان کا نام مذکورہ دونوں کتابوں میں نہیں پایا جاتا۔ البتہ تمام ہی موالید اس امر پر متفق ہیں کہ حضور سیدنا علیہ السلام کے اس دنیا سے پردہ فرمالینے کے بعد جب کاروان مہدیت فراہ مبارک سے لوٹا اور قائدنے گجرات واپس آکر بھیلوٹ میں دائرہ باندھا تو اسوقت میاں ابوبکر اپنے برادر نسبتی کے ساتھ مقیم رہے۔ مزید براں یہ کہ تاریخ سلیمانی میں مرقوم ہے کہ

بعد رحلت بی بی الهدادی در خدمات وضو وغیرہ حوالہ بی بی بڈھن بود

یعنی حضرت ام المصدقین بی بی الہدادیؓ کی رحلت کے بعد میراں علیہ السلام کی خدمت بی بی خونزا بڑن انجام دیتی رہیں اور پھر آگے چل کر ملک سلیمان لکھتے ہیں **بعد از وصال میراں علیہ السلام چند گاہ نزد میراں محمود بھیلوٹ ماند ند وبہ رضائے ثانی مهدی درفتح کوٹ دائرہ کردہ بودند** یعنی میراں

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

علیہ السلام کے وصال کے بعد کچھ عرصہ آپ (یعنی میاں ابوبکر) میراں سید محمود کے نزدیک رہے اور پھران کی اجازت سے فتح کوٹ میں اپنا دائرہ باندھا اور یہیں آپ کا وصال ہوا اور میاں اور بیوی دونوں وہیں مدفون ہیں۔

راقم السطور کو اپنے محدود مطالعہ کے دوران میاں سید ابوبکر کے حوالہ سے تین روایتیں تذکرۃ الصالحین میں مذکور سامنے آئے جو بالترتیب صفحات ۱۸۳، ۱۸۷ اور ۱۸۸ پر موجود ہیں۔ پہلی روایت بتاتی ہے کہ ایک مرتبہ میراں سید محمود کسی کام کے سلسلہ میں باہر جارہے تھے تو آپ کا گذر اس راستہ سے ہوا جہاں میاں سید ابوبکر اور میاں سید سلام اللہ کے حجرے تھے یہ دونوں حضرات میراں سید محمود کو علم ظاہری کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ میراں سید محمود نے اپنے والد بزرگوار سے اس کا تذکرہ کیا تو امامنا نے ان کو اس راستہ پر جانے سے منع کرتے ہوئے ذکر میں رہنے کی تلقین کی اور فرمایا کہ ذکر سے باطن کشادہ ہوتا ہے۔

علم کے سیکھنے سے ممانعت کا بدیہی سبب یہ تھا کہ جو استغنا کہ صحابہ نبوت کو علم کے سیکھنے سے حاصل تھی وہی بے پرواہی صحابہ ولایت کو میسر تھی۔ چونکہ احکام شرعیہ خواہ علم سے متعلق ہوں یا اعتقاد کے کام فی نفسی برکت صحبت وقرب ذرمان جناب مہدی موعود سب پر منکشف تھی کسی کو حاجت علم پڑھ کر سیکھنے کی نہ تھی۔

اگر کسی کو ضرورت کوئی مسئلہ شریعت کی ہوتی تو رجوع اس کو آنحضرت یا صحابہ کرام سے ممکن تھی۔ اسی لئے حضرت مہدی نے فرمایا عمر گران مایہ کو ذکر خدا میں صرف کرو نہ کہ علم سیکھنے میں کیونکہ وہ تحصیل لا حاصل ہے۔ لیکن بعد زمانہ کے باعث صورت حال تبدیل ہوگئی کہ اس دور میں اختلافات کی کثرت ہوگئی مقابلہ ومجادلہ اہل انکار سے پڑ گیا اور سوال وجواب اصول وفروغ میں شروع ہوگیا تو حصول علم واجبات سے ٹھیرا۔ اس موضوع پر مزید توضیح کے لئے قاری کحل الجواہر جلد دوم میں موجود تفصیلی بحث سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

دوسری روایت بتاتی ہے کہ امام علیہ السلام کی رحلت کے ایک سال بعد گجرات لوٹے تو سب مہاجرین اتفاق کرکے میراں سید محمود کے پاس بھیلوٹ میں رہنے لگے ان مہاجرین میں علاوہ اور اصحاب کے میاں ابوبکر اور میاں الہداد حمید بھی تھے جن کو کامل تاکید کے ساتھ ان کو اپنے سے جدا کیا اور یہ لوگ رادھن پور میں دائرہ باندھ کر رہے۔

تیسری روایت بتاتی ہے کہ ایک مرتبہ سید مصطفیٰ عرف غالب خاں جب ان بزرگوں سے شرف نیاز حاصل کرنے کے لئے رادھن پور آئے تو میاں الہداد نے ان سے اپنے بھائی اور لڑکے کو نوکر رکھ لینے کی خواہش کا ذکر کیا جب اس واقعہ کی اطلاع ثانی مہدیؓ کو ہوئی تو آپ نے ایک تحریری خط ہر دو برادران کے نام لکھا جس میں علاوہ اور باتوں کے آپ نے یہ بھی لکھا۔

ہم کو کوئی کام ایسا نہ کرنا چاہئے جس سے کل حسرت کا سامنا ہو یہاں بھی امام علیہ السلام کے پیچھے دین کو اسی طرح زندہ ہونا چاہئے جس طرح محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیچھے ہوا۔ حضرت نبی کریم ﷺ فرما گئے ہیں میرے اصحاب ستاروں کے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

مانند ہیں ان میں سے جس کسی کی بھی پیروی کی جائے وہ صراط مستقیم ہوگی۔تم سے کسی قسم کی فروگذاشت نہ ہونا چاہیے کہ کل کوئی حجت لازم آئے۔

بندہ تعجب میں ہے کہ میاں الہداد حمید پر کیا مصیبت پڑی کہ ان سے رخصتی فعل سرزد ہوا ایسی حرکت تمہارے لئے سزاوار نہیں حق تعالیٰ سے درخواست ہے کہ وہ ہم کو ثابت قدم رکھے اور رخصتی کام سے توبہ کریں۔

یہ تھے وہ واقعات جو میاں سید الہداد، میاں سید ابوبکر اور بی بی خونزا بڈھن کے دستیاب ہو سکے اور جنہیں ایک ترتیب سے نذر قارئین کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔ جہاں تک آپ کے وصال، سن رحلت وعمر، مقام تدفین کا معاملہ ہے اس بارے میں عرض ہے کہ

(۱) خاتم سلیمان جلد اول کے صفحہ ۱۹۰ پر سیدنا علیہ السلام کے فرزندوں و دختران کے ذکر میں ایک جگہ لکھا ہے **میاں ابوبکر بتاریخ بست وپنجم رمضان رحلت کردہ اند** یعنی میاں ابوبکر کی رحلت ۲۵/ رمضان المبارک کو واقع ہوئی۔سن رحلت اور عمر بوقت رحلت کا علم نہیں ہو سکا اور بی بی خونزا کی رحلت ۱۲/ شوال کو ہوئی۔

(۲) میاں ابوبکر کو بی بی خونزا کے بطن سے ایک فرزند میاں سید ابوالفتح اور ایک دختر بی بی خونزا جیوں ہوئے۔بعض کتابوں میں میاں ابوالفتح کو میاں عبدالفتح بھی لکھا ہے۔

(۳) میراں علیہ السلام کی دختر بی بی خونزا بڈھن جب حمل سے تھیں تو میراں علیہ السلام نے دردزہ کی تکلیف کے موقع پر پسخوردہ برگ تنبول دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ بہن خونزا کے پیٹ میں جو نومولود ہے وہ ہمارا مبشر و منظور ہے۔(بحوالہ روایت صفحہ ۱۹۱ تاریخ سلیمانی جلد اول چمن سوم)

(۴) میاں ابوبکر کے مدفن کے سلسلہ میں روایت فتح کوٹ کی آئی ہے اور ملک سلیمان نے لکھا ہے کہ فتح کوٹ رادھن پور اور بھیلوٹ کے درمیان واقع ہے۔واضح ہو کہ ملک سلیمان ۱۱۸۳ھ میں یہاں کی زیارت کی تھی لیکن آج صورت حال یہ ہے کہ میاں ابوبکر کی آخری آرام گاہ ریلوے اسٹیشن کے یارڈ YARD میں واقع ہے قبر اونچے چبوترے پر واقع ہے اور زائرین بہ آسانی زیارت و فاتحہ خوانی کر سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

میر سید محمد یوسف رضویؒ

بیسویں صدی نزاع کے عالم میں ہے اور چند ہی ماہ بعد یہ صدی ماضی کی داستان بن جائے گی اور نئی صدی اس کی کوکھ سے جنم لے گی مگر میرے سامنے اس صدی کی پہلی نصف کے کچھ اوراق بکھرے ہوئے ہیں۔ اگر آپ حافظ پر زور دیں تو یاد آئے گا کہ ان دنوں ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۲ء کے دوران پاکستان کے دارالخلافہ کراچی سے سرکاری سطح پر ایک اچھا سا اردو ماہ نامہ ''ماہ نو'' کے نام سے شائع ہوا کرتا تھا۔ اور ادبی حیثیت سے کافی اہمیت اس رسالہ کو حاصل تھی اس ماہ نامہ کی ایک اشاعت میں جناب اللہ بخش عقیلی سرشار کا ایک مضمون سندھی ادب میں مہدوی تحریک شائع ہوا۔ اور ہمارے اپنے حلقوں میں اسے کافی مقبولیت حاصل رہی۔ فاضل مضمون نگار نے اس مضمون میں جہاں بندگی قاضی قادن پر تفصیلات سپرد قلم کئے تھے وہیں ایک اور نام میر سید یوسف رضوی پر بھی گفتگو کی تھی اس مضمون کے مطالعہ کے دوران میاں میر یوسف کا نام ان کے نام کے آخری جز ''رضوی'' کی بناء پر ذہن سے ایسا چپک گیا کہ آج تک بھی وہ جدا نہ ہو سکا۔

پھر ۱۹۵۲ء ڈسمبر میں جب محترم عزیز مہدی صاحب بخاری مرحوم نے ماہنامہ ''ملت'' کی حیات مستعار کے ایک سالہ مکمل ہونے پر اس کا سالنامہ بڑے اہتمام سے شائع کیا تو اس سالنامہ میں ۲۵ صفحات پر مشتمل ایک گوشہ ''مشاہیر مہدویہ'' کے لئے مخصوص کرتے ہوئے میر موصوف پر ایک مختصر مضمون شامل کیا جس کے مصنف مشہور متشرق رحیم داد خاں تھے۔ ان کی تحقیق کے مطابق میر سید یوسف، امام المشارق والمغارب فاتح خیبر سیدنا علی کرم اللہ وجہ کی اولاد میں سترھویں صدی پیڑی کے امیر المومنین سید محمد مکی جو رضوی سادات کے جد اعلیٰ ہیں۔ ساتویں صدی ہجری میں ہندوستان تشریف لائے تھے ان کا مقبرہ صوبہ سندھ کے مشہور مقام سکھر کی کلکٹریٹ آفس کے عقب میں واقع ہے۔ روایت بتاتی ہے کہ جس وقت امیر سید محمد مکی سندھ کے اس علاقہ میں وارد ہوئے تو یہ علاقہ فرستہ کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا۔ آپ نے جب اس زمین پر قدم رکھے تو آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ **اجعل الله بكرتي في بقعة المبارك** یعنی اللہ تعالیٰ نے میری صبح برکت والے مقام پر کی (لفظ بکرتی کے معنی برکت والے مقام کے ہیں) تب ہی سے اس سرزمین کا نام بھکر پڑ گیا۔

صاحب تحفۃ الکرام شیر علی قانع لکھتے ہیں کہ جب آپ کے جد اعلیٰ الزمکر ملتانی بغداد سے روانہ ہوئے بھکر (فرستہ) کفار کا قلعہ تھا اور آپ کی یعنی سید محمد مکی کے آنے سے اسلام کا گہوارہ بن گیا۔ ان ہی سید محمد مکی کی اولاد میں میر سید محمد یوسف کے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

والدسید محمد جادم بڑے پایہ کے بزرگ گزرے ہیں۔ان کی وفات کے بعد میر سید محمد یوسف بھکر کی سجادگی پر جلوہ گر ہوئے ابتدائی تعلیم سید مبارک شاہ سے حاصل کی اور تربیت سے اس طرح فیض یاب ہوئے کہ ضمیر روشن ہوگیا جب امامنا مہدی موعودعلیہ السلام نے ٹھٹھ کواپنے قدموں سے سرفراز کیا تو دیگراجل علمائے کرام اور مشاہیر کے ساتھ میر سید محمد یوسف رضوی نے بھی آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور تصدیق کی دولت سے سرفراز ہوئے۔

میر شیر علی قانع تحریر کرتے ہیں کہ حضور سیدنا علیہ السلام نے ٹھٹھہ سے روانہ ہوتے وقت آپ کے حق میں دعا فرمائی تھی اور آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ تاریخ ان کے نام کو باوجود زمانہ کے نشیب وفراز دہراتی چلی جارہی ہے **ذالک فضل الله یوتیه من یشاء والله ذوا لفضل العظیم**

تذکرۃ صوفیائے سندھ کے مصنف اعجاز الحق قدوسی نے میر سید محمو یوسف رضوی کوایک شاعر صوفی کی حیثیت سے روشناس کراتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ عشق حقیقی ان کا سرمایہ حیات تھا۔قدوسی صاحب کے اس اظہار پر تعجب نہیں ہوسکتا اس لئے کہ تعلیمات امامنا مہدی موعودعلیہ السلام عشق حقیقی ہی کواپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں۔مہدویہ کے پاس جب طلب دیدار خدا فرض کا درجہ رکھتی ہے تو کون نہیں کہہ سکتا دیدار عشق کی انتہاہی پر تمام ہوتا ہے۔اور بغیر عشق حقیقی کے مہدوی اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔قدوسی صاحب نے مقالات شعراء میں حضرت میر یوسف کی ایک رباعی بھی درج کی ہے۔

هر که توجه به در حق کند
تو من افلاک سنو درام او
گربه جهاں جمله شود تمنش
کنجنه گندموے از اندام او

مخفی مبادکہ قدوسی صاحب نے میر سید محمد یوسف رضوی کوشاعر بتاتے ہوئے حاشیہ(فٹ نوٹ) میں امامنا مہدی علیہ السلام کے حالات دیتے ہوئے لکھا ہے کہ میر سید محمد یوسف رضوی آپ سے وابستہ تھے۔

چندسال قبل مہدویہ رابطہ کمیٹی پاکستان کی جانب سے ''مکلی مہدویہ کا ایک قدیم ورثہ'' کے نام سے ایک دوزبانی فولڈر اردو اور انگریزی میں شائع کیا ہوا راقم السطور کو وصول ہوا تھا اور شائد دوسرے افراد قوم کو بھی وصول ہوا ہو۔اس فولڈر میں بتایا گیا تھا کہ پاکستان کے دو جڑواں شہر کراچی اور حیدرآباد(سندھ) کو ملانے والی قومی شاہراہ پر کراچی سے ۹۰ کلومیٹر پر شہر ٹھٹھہ سے چند کلومیٹر پہلے واقع Caltex پٹرول پمپ اور گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ کے درمیان سڑک کے بائیں طرف ایک مقام مکلی Makli ملتا ہے جہاں پائے جانے والے آثار قدیمہ میں اور قبور کے ساتھ ایک مقبرہ میاں سید یوسف رضوی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کا بھی ہے جومہدویہ دور کے ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ان آثار قدیمہ میں میاں سید محمد یوسف رضوی کے مقبرہ کے علاوہ ۱۲فٹ کا ایک چبوترہ بھی ہے جس کے اطراف کہیں چاراور کہیں پانچ فٹ اونچی دیواراس چبوترہ کا احاطہ کرتی ہوئی ملتی ہے۔اس چبوترے کے تعلق سے یہ بتایا گیا ہے کہ حضور سیدنا مہدی موعود علیہ الصلواۃ والسلام جیسلمیر سے فراہ مبارک جاتے ہوئے ذکرفرماتے تھے۔ان تاریخی مقامات کی بازیافت میں مرحوم جناب دلاورعلی خان صاحب اور جناب عارف خاں صاحب حیدرآبادی ثمہ پاکستانی نے گہری دلچسپی لی تھی اور ہمارے دوست عزیز جناب نامدارخاں بوزئی، جناب نورعلی خاں صاحب اور جناب عبدالعزیز صاحب نے آنے والے سیاحوں/ زائرین کی سہولت کے لئے تختیاں بھی نصب کردیئے ہیں۔

نورحیات جناب نامدارخاں صاحب سے متوقع ہے کہ وہ حضرت میاں سید یوسف رضوی کی حیات اور تاریخ انتقال وغیرہ پرمزید معلومات فراہم کریں۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت میراں سید عالم
فانی فی اللہ باقی باللہؒ

کچھ عرصہ سے ہمارے ایک کرم فرما کا اصرار تھا کہ ہم پرینڈہ (مہاراشٹرا) جو سابق ریاست حیدرآباد کے ضلع عثمان آباد کا تعلقہ ہے، آئیں یہاں اپنی ایک بڑی آبادی بھی ہے۔ اور ایک صحابی میاں بھیک مہاجرؓ کی زیارت گاہ بھی ہے لیکن مشکل یہ تھی کہ ہم سفر کے لئے ان مقامات کو ترجیح دیتے ہیں جہاں ریل کی سہولت حاصل ہے۔ چونکہ پرینڈہ کے لئے ایسی کوئی سہولت نہیں ہے۔ اس لئے ہم ان کی دعوت کو ٹالتے رہے۔ پچھلی دفعہ جب وہ آئے تو ان کا اصرار شدید ہو گیا اور اس اصرار میں تقویت اس طرح بھی پیدا ہو گئی کہ کچھ ہی عرصہ میں میاں بھیکؓ کا عرس بھی واقع ہو رہا ہے۔ ہم نے ارادہ کر لیا کہ انشاءاللہ اس بار عرس کے موقعہ پر حاضر ہوں گے۔ پھر عزیزم مقصود علی خاں نے پروگرام اس طرح بنایا کہ ماہ رجب کی ایک جمعرات سے زیارت کا استفادہ کرتے ہوئے لگے ہاتھوں بیڑ بھی ہو آئیں جہاں ثانی مہدی علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کے جگر گوشہ میراں سید یعقوب کے دلبند جو میاں سید عالم فانی فی اللہ باقی باللہ کے لقب سے موسوم ہیں خوابیدہ ہیں۔ اس طرح آٹھ افراد کا ایک قافلہ جس میں ہم دو کے ساتھ محبی مشتاق احمد اوسوی، حاجی محمد چاند، ابوالفیض سید احمد صدر تنظیم مہدویہ، مرشدی میاں سید مبارک یداللّٰہی، فقیر سید نعمت اللہ اہل رسول پورہ اور میاں سید عتیق مہدی نیا دائرہ شامل تھے۔ ۲۷/ اکٹوبر کی صبح ٹاٹا سوموکار کے ذریعہ رخت سفر باندھا۔ بیڑ اور پرینڈہ کے علاوہ راہ میں ظہیر آباد، ارم نلی، گنجوٹی اور پرینڈہ کی زیارتوں سے فارغ ہوتے ہوئے ۲۹/ اکٹوبر کی شب واپس ہوئے۔ اس پس منظر میں طئے کیا کہ ماہ نامہ نور حیات کے شمارہ بابتہ ڈسمبر ۱۹۹۹ء کے لئے عباداللہ الصالحین کی ۴۵ ویں قسط کو ان ہی ممدوح کے حالات و واقعات سے آراستہ کریں تا کہ ۱۹/ رمضان المبارک ۱۴۲۰ء کو جب آپ کا ۳۸۰ واں عرس واقع ہو گا اس وقت یہ شمارہ آپ کے ہاتھوں میں رہے۔

میراں سید عالم اپنے والد کے سب سے چھوٹے فرزند رشید ہیں اور یہ ایک عام بات بھی ہے کہ خاندان کا سب سے چھوٹا لڑکا ہو یا لڑکی ہو خاندان کا سب سے زیادہ چہیتا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میراں سید یعقوب کو آٹھ فرزند عطا کئے تھے اور روایت بتاتی ہے کہ میراں سید یعقوب نے ایک بار خواب دیکھا کہ آپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے مقام کے حامل ہیں۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

آپ نے خیال کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کوتو ۱۲ بیٹے تھے جب کہ مجھے آٹھ ہی بیٹے ہیں۔اس خیال کا آنا تھا کہ آپ کو دکھایا گیا کہ آپ کی چاروں لڑکیاں سروں پر پگڑی باندھے سامنے آئی ہیں۔اسی خواب کی بناء پرآپ بنی اسرائیل کے لقب سے قوم میں مشہور ہیں۔میراں سید یعقوب کی یہ بھی ایک خصوصیت ہے کہ آپ نے اپنے لڑکوں کوتربیت اورصحبت کے لئے دوسرے خانوادوں کوروانہ کیا۔فرزند اکبرمیاں سیداشرف حضرت شہاب الحقؒ کی خدمت میں حاضری دی تو میراں سیداسحاق میاں عبدالکریم نوری سے وابستہ کئے گئے اور پھر بندگی شاہ نصرت کے والد بزرگوارمیراں سیدخوندمیراورصاحب مطلع الولایت میراں سید یوسف بندگی میاں سیدمحمودخاتم المرشدین سے تربیت وصحبت حاصل کی ہے۔ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ کسی نے میراں سیدیعقوب سے استفسارکیا کہ آپ کے پاس کیانہیں ہے جوبچوں کو باہر بھیجا جارہا ہےتو آپ نے فرمایا تھا گھر میں جو کچھ ہے وہ توان کا ہےلیکن مردوہ ہے جوباہر سے کما کرلائے۔

میراں سید عالم کے علوئے مرتبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہماری سب سے قدیم تاریخ الموسوم ''تاریخ سلیمانی'' کے مولف نے آپ کے نام کے ساتھ منبع فیوض توکل وتجرید' قدوۃ السالکین الواصلین اورزبدۃ العارفین کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے لکھاہے کہ آپ بندگی میاں سیدنورمحمدخاتم کارؒ سے تربیت' صحبت وخلافت حاصل کئے ہیں۔یہاں یہ عرض کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ خاتم کارخاتم المرشدین بندگی سیدمحمودسیدنجی کے دل بنداورخلیفہ ہیں اورخاتم المرشدین نے میاں نورمحمد خاتم کارکے لئے''نورومیراآخری حاکم ہے'' کہاہے۔اورخاتم کارسے میراں سیدعالم کے حق میں اتنی کچھ بشارتیں شہرت رکھتی ہیں کہ ان سب کا احاطہ خط امکان سے باہر ہے۔یہاں دوایک واقعات قلم بند کئے جارہے ہیں جن میں میراں سیدعالم کی مرشد سے والہانہ عقیدت' محبت' اطاعت اورفرماں برداری کا ایک تابندہ نقش قاری کے ذہن پرمرتسم ہوتا ہے۔

ذخیرہ روایات میں آیا ہے کہ ایک موقع پر مرشدی حضرت خاتم کارکی اہلیہ بی بی خانصاحبہ بی بی کی انگوٹھی باؤلی میں گرگئی ۔بی بی کواس کا بےحدقلق ہوا کہ وہ اس کو بطوراپنے بزرگوں کی نشانی سمجھ کرپہنے ہوئے رہتی تھیں۔انگوٹھی کا چھوٹ جانا ان کی نظر میں گویا بزرگوں کی نشانی سے دائمی محرومی تھا۔جس کی وجہ سے انہوں نے خاتم کارکے علم میں یہ واقعہ کولایا۔خاتم کارنے میاں سیدعالم کوجواس وقت دائرے میں موجود تھے' طلب فرمایا اورحکم دیا کہ وہ کسی مزدورکو بلواکرانگوٹھی تلاش کریں اور بی بی کے حوالہ کردیں۔میراں سیدعالم کواس وقت کوئی مزدورنہ مل سکالیکن کیا مجال کے آدمی کے نہ ملنے کی وجہ سے مرشد کے حکم کی تعمیل میں تساہل ہو جوایک امرمحال اورناممکنات سے تھا۔آپ نے خود ہی لنگوٹ باندھا اور باؤلی میں کود پڑے اور تلاش بسیار کے بعدانگوٹھی لئے ہوئے پانی سے باہر آئے اور کپڑے بدل کرمرشد کے قدموں میں پہنچ گئے میاں نے دریافت کیا کہ مزدورکوکتنی اجرت دینی ہے۔میاں سیدعالم عرض کرتے ہیں کہ آپ کے اس غلام کے ہوتے ہوئے کسی مزدورکولگانے کی جراءت کیسے

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کرتا۔ غلام ہی نے ڈھونڈ نکالا ہے۔ میاں نے خوش ہو کر بے شمار دعائیں دی۔ ملک سلیمان نے اس معاملہ میں" **از خوشی صدر وسرور خاطر بشارت ھائے عالیه از مرشد آنحضرت نقد عنایت شد**" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مرشد کی اطاعت میں کس درجہ پیش پیش تھے۔

ایک اور روایت بھی آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں دیکھئے مرشد کی خواہش کو وہ کس درجہ پر رکھتے تھے۔ ایک شخص نے میاں سید عالم سے عرض کیا کہ آپ کے مرشد خاتم کار نے آپ کو کہلایا ہے کہ آپ اپنی دختر بی بی ہدیۃ اللہ کو میاں بہلول خاں سے بیاہ دیں تو بہتر ہے تو میاں سید عالم نے روایت بتاتی ہے کہ شخص مذکور سے فرمایا کہ خاتم کار کے حکم سے سرتابی کی مجال کہاں ایک دختر کا کیا ذکر ایک سو لڑکیاں بھی ہوں تو میاں کے حکم پر قربان ہیں اور شخص سے کہا کہ وہ میاں بہلول خاں سے دریافت کرلے کہ کیا یہ معاملہ انہیں یعنی میاں بہلول خاں کو قبول ہے جب شخص مذکور میاں بہلول خاں کے پاس گیا تو اس نے میاں بہلول سے کہا" میاں سید عالم اپنی لڑکی تمہارے عقد میں دے رہے ہیں قبول کرو انہوں نے جواب میں کہا کہ مجھے قبول ہے۔ بات صاف ہوگئی یہاں حسب ونسب کا کیا سوال وہ جو کسی نے کہا ہے کہ

بحسب ونسب چیزے باشد دلیل
زنوح است کنعان زآذر خلیل

غور کیجئے نوح ایک پیغمبر تھے اور ان کے بیٹے کنعان طوفان نوح میں غرق ہوئے آذر ایک بت تراش تھے اور ان کے بیٹے پیغمبر (ابراہیم خلیل اللہ) ہوئے۔

اگرچہ کہ روایت میں آیا ہے کہ زوجہ میاں سید عالم اس رشتے سے متفق نہ تھے لیکن میاں سید عالم کے نزدیک حاکم زماں کا حکم اول اور آخر تھا۔ عقد ہو گیا عقد کے بعد ایک موقعہ پر روایت میں آیا ہے کہ خاتم کار نے اس رشتہ نکاح پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا تب میاں سید عالم حیران اور پریشان ہو گئے اور خاتم کار سے کل ماجرا عرض کیا میاں نے فرمایا کہ انہیں اس کا کوئی علم نہیں اور مزید ارشاد فرمایا کہ اب جب کہ معاملہ ہو گیا پچھتانے سے کیا حاصل ہے۔ بعد ازاں جب وہ شخص نے یہ کھیل کھیلا تھا رحلت کی تو روایت میں آیا ہے کہ جب اس شخص مذکور کو دفنایا جا رہا تھا تو لوگوں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا ہے اور چہرہ کا رخ مغرب سے مشرق کی طرف ہو گیا ہے۔ حاضرین پر دہشت طاری ہو گئی۔ خاتم کار کو جن کی بینائی کمزور تھی اور صاف دکھائی نہیں دیتا تھا اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا

خدا کیبیے را ضائعنه کرد۔ ایں چه واقعه است۔ کسے برادردل گیر است آنکس راضی نه بخشد آن گاه ریش روشن شود

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ترجمہ: خدا نے آج تک کسی کو ضائع نہیں کیا پھر کیا بات ہوگئی ہوسکتا ہے کہ اس نے کسی کا دل دکھایا ہے اور جب تک وہ شخص اس کو معاف نہ کرے گا اس وقت تک اس کا چہرہ روشن نہیں ہوگا۔

یہاں میں اپنے قاری کی توجہ سیرت امامنا میں مرقوم اس واقعہ کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جب کاروان مہدیت موضع سانتیج سے گذر رہا تھا تو بندگی میاں شاہ نعمتؓ حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا ماجرا سناتے ہیں تو ولایت مآب ارشاد فرماتے ہیں ''بھائی نعمت گناہ دو قسم کے ہیں ایک گناہ وہ ہے جو احکام خدائے تعالیٰ کی عدم تعمیل سے متعلق ہیں وہ خدا پر چھوڑ دو کہ وہ غفور الرحیم ہے انہیں معاف کردے گا۔لیکن وہ گناہ جو خدا کے بندوں کو ایذاءرسانی سے متعلق وہ خدا کے بندوں ہی سے معاف کرانا ہوگا۔اسی حکم کی مطابقت میں شاہ نعمتؓ نے عبداللہ حبشی اور دوسروں سے قصور معاف کروائے تھے۔ظاہر ہے کہ خاتم کار نے اسی روایت کو پیش نظر ارشاد فرمایا کہ جب تک مردہ سے جس شخص کو تکلیف پہنچی وہ معاف نہ کرے تو؟

روایت بتاتی ہے کہ جیسے ہی خاتم کار کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے''کوئی ہے جو اس سے دلگیر ہوا ہو اس کو معاف کردے'' میاں سید عالم قبر میں اترے اور میت کا سر پکڑ کر فرمایا''اے شخص اپنے خدا کی طرف پلٹ جا'' اس کے ساتھ ہی حاضرین میت نے دیکھا کہ میت کا چہرہ قبلہ کی طرف پلٹ گیا اور روشن ہوگیا۔تب کہیں مراسم تدفین تکمیل پائے۔اسی لئے کہا جاتا ہے کہ بندگان خدا رواداد زیان کسے نہ باشد اہل اللہ کسی کے نقصان کے روادار نہیں ہوتے۔اسی بناء پر ملک سلیمان نے صحیح لکھا ہے کہ

''اے عزیز سوے کمالی وقربت آنحضرت نظر کن که رنجش او خرابی دارین وخوشنودی وراحت کونین است''

ترجمہ: اے عزیز ان امور سے آنحضرت کے کمال وقرب الٰہی کا پتہ چلتا ہے کہ ان کو رنج پہنچے تو دارین کی خرابی اور ان کی خوشنودی میں کونین کی راحت پوشیدہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے پاس یہ بات مشہور ہے کہ بزرگوں کی پگڑی کی طرف بھی انگلی اٹھانا موجب نقصان رہتا ہے دل میں ایک خیال آتا ہے۔

مقدور ہوتو خاک سے پوچھوں اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گران مایہ کیا کئے

روایت بتاتی ہے کہ خاتم کار کے اس دنیا سے پردہ فرمالینے کے بعد آپ نے اپنا دائرہ مرہٹواڑہ کے مقام بیڑ میں قائم کیا اور اسی مقام پر ۱۹ رمضان المبارک ۱۰۴۰ھ میں عالم بقا کی طرف کوچ کیا۔میاں سید عیسیٰ مہدوی جمعدار کی مرتبہ تاریخ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

الاغیار کے صفحہ۱۱۲ پر قاضی احمد محی الدین صاحب کی لکھی ہوئی تاریخ ضلع بیڑ کے حوالہ سے لکھا ہے۔

شہر بیڑ کے باہر جانب جنوب واقع محلّہ مومن پورہ کے قریب دریائے بنسیرا کے کنارے واقع آپ کا روضہ زیارت گاہ خلائق ہے۔ اس محصورہ حظیرہ میں آپ کی قبر ہے جہاں نواب امیر نواز جنگ بہادر نے ۱۲۵۲ھ یعنی آج سے ۱۶۸ سال قبل چوکھنڈی کے ساتھ پورے حظیرہ کی حصار بندی کرادی تھی۔ تاریخ گلزار آصفیہ میں لکھا ہے کہ نواب امیر نواز خاں المخاطب بہ امیر نواز الدولہ امیر نواز جنگ پنی مہدوی پٹھانوں سے تھے اور ابتداء میں یہ نواب عیسیٰ میاں میراں یار جنگ کے پاس سواروں میں سے تھے۔ جب چنچل گوڑہ سے مہدویوں کا اخراج ہوا تو آپ اور نواب دولہے خاں المخاطب بہ کرار نواز خاں بہادر اہل سنت والجماعت کے ایک مشائخ شاہ رفیع الدین قندھاری کے حلقہ ارادت مندان میں داخل ہوگئے۔

آپ کی شادی امرائے بیجا پور میں اخلاص خان کی دختر بی بی عجائب خاتون سے ہوئی تھی۔ جن کے بطن سے دو صاحبزادے میاں سید ایوب اور دوسرے میاں سید اسماعیل اور تین لڑکیاں بی بی خونزہ شاہ بی بی ھدیۃ اللہ اور بی بی راجے زینب ہوئے۔ ایک سریت بی بی رومانہ سے فرزند میاں سید نجی ہوئے۔

یہ تھی تفصیل اولادصوری کی مگر آپ سے اولاد معنوی بھی مشہور عام ہے یہاں میری مراد ان تالیفات سے ہے جو آپ سے منسوب ہیں۔

پہلی تصنیف جسے ادارہ اشاعت کتب سلف الصالحین نے ۴۵ سال قبل ۱۳۷۶ھ میں زیور طبع سے آراستہ کرکے عوام وخواص کے استفادہ کے لئے رکھا ہے نقلیات میاں سید عالم سے مشہور ہے۔ اس کتاب میں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے امام علیہ السلام سے مروی وہ تمام نقلیات شامل کی گئی ہیں جو زیادہ تر انصاف نامہ، حاشیہ شریف اور نقلیات میاں عبدالرشید میں پائی جاتی ہیں۔ پھر بعض وہ روایتیں بھی جو خلفائے گرامی قدر اور بزرگان سلف جن میں خاص طور پر خاتم المرشدین اور خاتم کار سے مروی روایات ارشادات بھی کتاب میں ملتے ہیں۔ اور ان نقلیات کے راوی خاتم کار رہی ہیں آپ نے صحابہ کرام اور تابعین علیم الا جمعین سے جس طرح سنا لکھوایا ہے دوسری تالیف رسالہ تصوف ہے جو اگرچہ کہ زیور طباعت سے آراستہ نہ ہوسکا لیکن اس کی نقلیں اکثر صاحبانِ ذوق کے پاس مل جاتی ہیں۔ ڈمی سائز کے ۱۶۶ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ رسالہ میاں سید نور محمد خاتم کارؒ کی ہدایت پر میاں سید عالم نے بزبان فارسی خواجہ زادے میاں سید عیسیٰ کی تعلیم و تربیت کی خاطر تحریر فرمایا تھا۔ راقم السطور کے سامنے اس رسالہ کی جو نقل ہے وہ دراصل اردو ترجمہ پر مشتمل ہے جسے میاں سید ولی سکندر آبادی نے ۲/ جولائی ۱۹۰۷ء کو کیا ہے۔ اور ان تمام مسائل کا احاطہ کرتا ہے جو راہ سلوک کے راہرو کے سامنے آتی ہیں۔ ان پر اظہار خیال کیسے اور کیوں کر ممکن ہے جب کہ یہ معاملات اور مسائل پڑھنے اور عمل کرنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں گفتن کی ممانعت اور دانستن میں ایمان پوشیدہ ہے اور بس۔ خدا حافظ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

بندگی ملک شرف الدینؒ

تھوراڈ ایک گاؤں گجرات کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ایک شام مقامی جاگیردار اپنے مکان کے بالا خانہ پر بیٹھا ڈوبتے سورج سے پیدا ہونے والے منظر کا نظارہ کر رہا تھا۔ ناگاہ اس کی نظر دو نوجوان عورتوں پر پڑتی ہے جو اپنے سروں پر پانی کے گھڑے لئے قریب کے ایک کنویں کی طرف باتیں کرتے ہوئے جارہے تھے۔اس میں کوئی خاص بات نہیں تھی لیکن جس چیز نے اسے حیرت زدہ کر کے رکھدیا وہ گاؤں کی دوسری عورتوں کا طرز عمل تھا جوان دونو جوان عورتوں کے کنویں پر پہنچتے وقت اس نے محسوس کیا۔ یوں تو کئی ایک عورتیں کنویں سے پانی لے رہی تھیں لیکن جوں ہی یہ نوجوان عورتیں وہاں پہنچے وہاں موجود چھوٹی بڑی کنواری اور بیاہی لڑکیاں اور عورتیں ان دونوں عورتوں کو ڈول حوالہ کیا اور خود خاموش کھڑے ہو گئے۔آنے والی عورتوں نے اپنے ہاتھ سے پانی سیندھا اپنے گھڑے بھرے اور پھر خاموشی سے اپنی راہ لی۔ وہ چند قدم ہی آگے بڑھی تھیں کہ کہیں دور سے حی علی الصلواۃ کی آواز سنائی دی۔ان کے قدم رک گئے انہوں نے اپنے گھڑوں کو ایک طرف رکھا اور پھر وہ نماز میں مصروف ہو گئے۔نماز ختم ہوئی تو دو دونوں زانو بچھا کر سر جھکائے یاد الٰہی میں غرق ہو گئیں یہاں تک کہ دور پچھّم میں سورج ڈوب گیا اور اندھیرا بڑھنے لگا پھر اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا جب ان عورتوں کے کانوں سے ٹکرائی تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور نماز میں مصروف ہو گئے۔ جاگیردار اس پورے منظر کو دیکھ کر کچھ اس درجہ متاثر ہوا کہ فوری اس نے اپنے کارندے کو طلب کیا اور حکم دیا کہ سامنے کنویں سے کچھ دور جو پگڈنڈی نما راستہ ہے اس پر دو عورتیں جارہی ہیں وہ جائے اور معلوم کر آئے کہ وہ عورتیں کون ہیں اور کہاں رہتی ہیں۔کارندہ فوری حرکت میں آجاتا ہے اور کچھ دیر بعد خبر لاتا ہے کہ جن دو عورتوں کی تلاش کا اسے حکم ملا تھا وہ ملک شرف الدین کے دائرہ کی کنیزیں تھیں جو پانی کے لئے کنویں پر آئی تھیں۔ جاگیردار نے کب ایسا منظر دیکھا تھا وہ تو یہ سمجھ بیٹھا تھا کہ خدا نے اپنی زمین کی طہارت کے لئے آسمان کی حوروں کو تھراڈ کی سرزمین پر اتارا تھا تا کہ دنیا دیکھ لے اور جان لے کہ ہدایت وتذکیر کے لئے ہر وقت پیغمبروں کا نزول نہیں ہوتا بلکہ خود اپنی مخلوق سے وہ کام لیتا ہے جو عام انسان کے بس میں نہیں۔غور کیجئے کہ جب کسی دائرہ کی کنیزوں کا یہ عالم ہو تو اس دائرہ کے سربراہ کیسے ہوں گے۔

روایت بتاتی ہے کہ ملک شرف الدین جن کے دائرہ کی کنیزوں کا ذکر اوپر آیا ہے وہ اس زنجیر کی کڑی ہیں جسے سیدنا ومولانا سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام نے ’’امرت بیل‘‘ فرمایا تھا۔تذکرۃ الصالحین کی روایت ہے کہ امامنا مہدی علیہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

السلام نے شہر باڑی کے باشندہ ملک یعقوب کو جو عام طور پر ملک یعقوب باڑیوال سے جانے پہنچانے جاتے تھے امرت بیل کی بشارت سے مشرف فرمایا تھا۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ ملک یعقوب دراصل باڑی نامی ایک موضع جو بیانہ کے قریب راجستھان میں واقع ہے' کے رہنے والے تھے اورانہوں نے اس گاؤں کو آباد کیا تھا بعد میں وہ ترک وطن کر کے گجرات کے مشہور شہر پٹن جونہر والہ سے جانا پہچانا جاتا تھا آ گئے۔ اللہ نے انہیں سات فرزند عطا کئے تھے جن میں ایک ملک احمد تھے جن کے نامور فرزند ملک الہدادؒ ہیں جو خلیفہ گروہ سے مشہور ہیں۔ اور دوسرے میاں ملک محمد تھے انہی ملک محمد کے فرزند ملک شرف الدین تھے۔ ہماری قومی کتب میں ایک پنج فضائل بھی ہے اسی پنج فضائل میں لکھا ہے۔

در شهر پٹن ملک بخن ﴿ملک برخوردار﴾ بندگی ملک الهداد' بندگی ملک حماد وبندگی ملک شرف الدین وملک پیر محمد پسر بندگی ملک الهداد پر پنج تن تصدیق مهدی علیه السلام کرده تلقین شدند

یعنی شہر پٹن میں ملک بخن جن کا نام ملک برخوردار بھی ہے اپنے دیگر افراد خاندان یعنی ملک الہداد' بندگی ملک حماد' ملک شرف الدین اور ملک پیر جو ملک الہداد کے فرزند ہیں ان پانچوں نے تصدیق مہدی کا شرف پایا اور تلقین ہوئے۔

روایات بتاتی ہیں کہ ملک شرف الدین سدراسن کے جاگیردار تھے جیسا کہ کتاب سیرت صدیق ولایت کے صفحہ ۲۴۲ پر لکھا ہے مگر صاحب تذکرۃ الصالحین نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۰ پر آپ کو منصب دار اور بڑے امیر بتایا ہے۔ ان کی امارت کا حوالہ دیتے ہوئے صاحب تذکرۃ الصالحین لکھتے ہیں کہ ملک شرف الدین نے اپنی بہن بوا آمنا کی شادی کے موقعہ پر کافی مال واسباب بطور جہیز دیا تھا آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ شادی کے چند روز بعد ہی آپ کے بہنوائی (ملک حماد) نے بوا آمنا سے کہا کہ میں خدائے تعالیٰ کی خوشنودی میں ترک دنیا کر کے بندر جیول جا رہا ہوں جہاں حضرت صدیق ولایتؓ کا دائرہ معلیٰ ہے یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حج بیت اللہ سے واپسی کے بعد بندگی میاں کا پہلا قیام بندر جیول میں رہا۔ اور یہ بات بھی یاد رکھنی ہے کہ فراہ مبارک سے واپسی کے بعد سے شہادت تک آپ ایذا اور ابتلاء کا وہ عالم رہا کہ ۱۸/ مقامات پر دائرہ قائم ہوتا اور پھر وہاں سے آپ کا اخراج عمل میں آتا تھا۔ بوا آمنا کہتی ہیں کہ جب میں نے زندگی بھر کے لئے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دیا ہے تو یہ تنہا سفر کیسا۔ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جب آپ جارہے ہیں تو تنہائی مناسب نہیں مجھے بھی خدارا اپنے ساتھ رکھیئے۔ اس کے ساتھ ہی روایت بتاتی ہے کہ بوا آمنا اپنے بھاری کپڑے اتار دیئے اور کنیز کا لباس پہن کر اپنے شوہر کے ساتھ پٹن سے نکل کھڑی ہوئیں۔ بندگی میاں کو جب علم ہوا کہ ملک حماد اپنی بیوی بوا آمنا کے ساتھ تمام مال ومتاع کو پیچھے چھوڑے خدا کی طلب میں آرہے ہیں تو گاڑی بھیج کر ان کو اپنے دائرے میں بلوالیا۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اہل دائرہ پر جو ستم حکومت وقت اور علمائے سو کی شراکت سے ڈھائے جا رہے تھے ان میں فقر و فاقہ کا اندازہ اس امر سے کیجئے کہ بندر جیول ہی میں صدیق ولایت کی ہمشیر زادی بی بی خونزا بوبو کے سات لڑکے فقر و فاقہ کی شدت اور اضطرار کے بعد واصل حق ہونے کی روایت سیرت صدیق ولایتؓ مولفہ حضرت سید اسماعیل موسیٰ میاں صاحب قبلہؒ کے صفحہ ۱۴۷ پر دیکھی جاسکتی ہے۔ پھر ایک اور روایت میں جو تذکرہ الصالحین میں پائی جاتی ہے بتایا گیا ہے کہ جب ملک شرف الدین کو دائرہ کی اس کیفیت کا علم ہوا تو انہوں نے اپنی بہن بوا آمنا کے لئے نقد اور جنس بوا کے دایہ کے ذریعہ روانہ کئے۔ لیکن دائرہ کی زندگی نے ان کی حالت بدل دی تھی اور دایہ ان کو پہچان نہ سکی اور خود بوا آمنا سے پوچھتی ہیں بوا آمنا کہاں ہیں۔ بوا آمنا کھل کھلا کر ہنس دیتی ہیں۔ بوا آمنا کا ایک دانت سونے کا تھا اس کو دیکھ کر دایہ آپ کو پہچان لیتی ہے اور ان کی فقیرانہ حالت پر افسوس کرتی اور روتی ہے پھر بوا آمنا بھائی سے وصول ہونے والا مال و متاع ملک حماد کے حوالہ کرتی ہیں اور سب کا سب مال واسباب سویت ہو جاتا ہے۔

ملک شرف الدین کو جب یہ اطلاع ملتی ہے کہ عینل کی فوجیں کھانبیل کی طرف بڑھ رہی ہیں تو آپ بھی اندر اندر بندگی میاں کی اعانت کے لئے ایک دستہ تیار کرتے ہیں۔ اور اپنے سواروں کے ساتھ جب تک کہ کھانبیل پہنچے تو معاملہ ختم ہو چکا تھا۔ ظالم منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے انہوں نے اپنے آپ پر ملامت کی وہ جہاد میں شرکت کی سعادت سے محروم ہو گئے۔ آپ کی غم گینی اور رنج پر صدیق ولایتؓ انہیں گلے سے لگالیا اور فرمایا کہ ملک شرف الدین کوئی غم نہ کرو ہم نے تیرا حصہ کل اپنے ساتھ رکھا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو فوج کی شکست کا سہرا ان بیکس و بے نوا فقیروں کے بجائے تم کو جاتا اور لوگ کہتے سرکاری فوج بادشاہ کے ایک امیر کے ہاتھوں شکست اٹھائی۔ پھر جمعرات ۱۳/ شوال ۹۳۰ھ کو ملک شرف الدین نے اپنی جاگیر سدراسن سے بھیلیاں بنڈیاں طلب کر کے بندگی میاں کو تمام اہل و عیال کے ساتھ اپنی جاگیر سدراسن روانہ کیا رات گذاری تو ۱۴/ شوال کی جنگ میں حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کے ہمراہ جن ۵۵ شہداء کے نام ملتے ہیں ان میں سیرت صدیق ولایت کے صفحہ ۲۳۸ پر دسویں نمبر پر ملک شرف الدین کا نام ملتا ہے۔

بعد ازاں آپ کے عزیز اور قرابت داروں نے آپ کی لاش کو میدان جنگ سے لے جا کر پٹن میں سپرد خاک کیا اور پرانے باغ میں آپ کا مقبرہ آج ۵ سو سال بعد بھی زیارت گاہ خلائق بنا ہوا ہے۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

میاں ابوالفتح بدرالدینؒ

(۱) سیرت پاک پر موجود کئی ایک کتابوں میں سے کسی بھی کتاب کو ہاتھ لگائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ خاتم ولایت محمدی میراں سید محمد جونپوری امامنا مہدی موعود علیہ السلام کو زوجہ اول بی بی الہدادیؓ سے دو فرزند میراں سید محمودؓ اور میراں سید اجمل اور دو صاحبزادیاں بی بی خونزہؓ اور بی بی فاطمہؓ تولد ہوئے تھے۔ بی بی خونزا میاں سید الہداد کے فرزند میاں سید ابوبکر کے ساتھ بیاہی گئی تھیں۔ اس کی تفصیل نور حیات کے شمارہ بابتہ جولائی ۹۹ء کے صفحہ ۲۹ پر عباداللہ الصالحین کی قسط ۴۳ میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ بی بی فاطمہ کا عقد مسعود بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ سے ہوا تھا ان سے خاتم المرشدین سید محمود سید نجی تولد ہوئے ہیں۔ زوجہ سوم بی بی ملکانؓ جو بندگی میاں لاڑ شاہ کی دختر ہیں، سے حضور مہدی موعود علیہ السلام کو ایک فرزند میاں سید حمید اور ایک دختر بی بی ہدیۃ اللہ تولد ہوئے۔ ان ہی بی بی ہدیۃ اللہ کا عقد بندگی میاں شاہ نظامؓ وحدت آشام کی وساطت سے میاں ابوالفتح بن شیخ بدرالدین سے ہوا تھا اور سلسلہ عباداللہ الصالحین کی ۴۷ ویں قسط آپ ہی کے حال واحوال سے زینت پا رہی ہے۔

(۲) ہماری قومی کتاب شواہد الولایت نے آپ کے تعلق سے "از فضلائے گجرات" یعنی گجرات کے فاضلین سے تھے لکھا ہے۔ تاریخ سلیمانی میں مرقوم ہے کہ میاں ابوالفتح گجرات کے رہنے والے ہیں بنیانی قوم کے جلیل القدر مشائخین میں سے تھے آپ نسبی اعتبار سے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد سے ہیں۔ سلسلہ نسب اس طرح ملتا ہے۔ میاں ابوالفتح بن میاں شیخ بدرالدین بن شیخ وجیہ الدین بن شاہ یحییٰ بن شاہ علی بن شاہ ابوالحسن اسے اوپر کی کرسی اس فقیر (مراد ملک سلیمان مصنف تاریخ سلیمانی) تک نہیں پہنچی۔ ایک اور روایت میں آپ (میاں ابوالفتح) کو سادات سے اور امام حسینؓ کی اولاد سے بتایا گیا ہے۔ (دیکھو تاریخ سلیمانی گلشن نہم چمن چہارم حصہ سوم)

(۳) ممدوح کے نواسہ میاں سید تاج محمد کے فرزند میاں سید اشرف محمد کی تالیف فتح مبین میں مرقوم ہے کہ میاں ابوالفتح ۱۱ سال کی عمر میں اپنے والد میاں سید بدرالدین کے ہمراہ میراں علیہ السلام کی خدمت اقدس میں جب کہ آپ شہر پٹن میں مقیم تھے تصدیق کی دولت حاصل کی تھی۔ اور پھر جب کاروانش مہدیت افغانستان سے لوٹ کر گجرات میں اپنے ڈیرے ڈالے تو آپ نے بندگی میاں شاہ نظامؓ کے دائرہ میں حاضر ہو کر تجدید بیعت و تصدیق کی اور آپ کے دائرہ سے ۱۴ سال وابستہ رہے۔

(۴) آپ کے شاہ نظامؓ کے دائرہ سے وابستگی کے سلسلہ میں تاریخ سلیمانی میں لکھا ہے کہ ایک بار جب آپ شاہ کو وضو

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کردار ہے تھےشاہ کے پیروں کودھوتے وقت جو پانی نیچے گررہا تھا اسےنوش کرلیا اس جانفشانی اور عقیدت ومحبت سے متاثر ہوکر شاہ نے فرمایا ہمارے چھ فرزندوں میں سے ساتویں فرزند میاں ابوالفتح ہیں۔ آگے چل کر ملک سلیمان لکھتے ہیں کہ چار سال تک میاں ابوالفتح کی وارفتگی، حسن عقیدت اور نیک روش سے متاثر ہوکر ایک دن بندگی شاہ نظامؓ نے بی بی ملکانؓ کی خدمت میں حاضری دی اور بی بی ہدایت اللہ کے لئے میاں ابوالفتح کا پیام دیا۔ یہاں یہ عرض کردوں تو نامناسب نہ ہوگا کہ ام المصدقین بی بی ملکانؓ کی دختر بی بی ہدایت اللہ کی ولادت دوران سفر فرہ مبارک عمل میں آئی تھی۔ میراں علیہ السلام کو یہ دختر بے حد عزیز تھیں۔ حضور نے آپ کے حق میں شمع مجلس اور شمع جنت کی بشارتیں دی ہیں۔ بی بی ہدایت اللہ کی پرورش اور تعلیم وتربیت اس ماں کے آغوش میں ہوئی ہے جو دور ولایت میں عائشہ ثانی کے لقب سے موسوم تھیں۔ جب شاہ نظامؓ نے لڑکے کا بنیانی قبیلہ سے ہونا بیان کیا تو چونکہ بی بی ملکانؓ کے والد میاں لاڑ شاہ خود بھی بنیانی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے بی بی نے لڑکے کا نام پوچھا تب شاہ نے فرمایا کہ نوجوان کا نام ابوالفتح ہے اور باپ کا نام شیخ بدرالدین ہے۔ بی بی نے فرمایا کہ بچہ ہمارا دیکھا ہوا ہے اور ہم اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔ جو آپ کی پسند ہے وہ ہماری پسند ہے ایک روایت یہ بھی آئی ہے کہ جب شاہ نے نوجوان کا نام بتلایا تو بی بی نے فرمایا کہ انہیں روح امامنا علیہ السلام سے اس رشتہ ازواج کی ہدایت ملی ہے۔ بی بی کی آمادگی حاصل کرنے کے بعد روایت بتاتی ہے کہ شاہ نے بندگی میاں شاہ نعمتؓ کو جالور سے اور بندگی میاں شاہ دلاورؓ کو موضع بلسر سے مدعو کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ان دنوں بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ حج کے لئے گئے ہوئے تھے۔ اور ان بزرگوں کے آنے کے بعد میاں ابوالفتح کا عقد بی بی ہدایت اللہؓ سے عمل میں آیا اور عروس اور نوشاہ دونوں نہایت الفت ومحبت اور ہم آہنگی واستواری کے ساتھ شاہ نظامؓ ہی کے دائرہ میں فروکش رہے اور شاہ کی رحلت کے بعد دکن کا رخ کیا اور اپنے قبیلہ کے ساتھ چچونڈ جو احمد نگر کے نواح میں ہے آکر اپنا دائرہ قائم کیا۔ فتح مبین کی روایت ہے کہ آپ (مراد میاں ابوالفتح) حضرت شاہ نظامؓ کی صحبت میں ۱۴ سال رہے ہیں اور انہیں شاہ سے بے شمار بشارات ملے ہیں۔

(۵) آگے کی روایات میں باہم دیگر تضاد نمایاں طور پر سامنے آتے ہیں یہاں اس بحث میں نہیں جاؤں گا کہ کونسی روایت کہاں تک درست اور کہاں تک شبہ سے خالی نہیں۔ ابتداء میں بعض روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ میاں ابوالفتح اور بعض صحابہ ومہاجرین وقت میں بھی اختلافات سامنے آنے لگے۔ حتیٰ کہ بندگی میاں شاہ دلاورؓ بھی آپ سے صاف نہ تھے۔ لیکن بی بی کی دوراندیشی، مصلحت بینی، فراست کی داد دیجئے کہ انہوں نے ایک ایسا موقع فراہم کرلیا جہاں شاہ دلاورؓ میاں ابوالفتح اور بی بی ہدایت اللہ سے فرماتے ہیں اچھے جی اچھے۔ ٹوٹ گئے تھے پھر جڑ گئے۔

(۶) لیکن بعد میں حالات نے کچھ ایسی کروٹ لی کہ میاں ابوالفتح اور بی بی ہدایت اللہ کے درمیان جو غیر معمولی موانست

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

اور محبت تھی اس میں اس حد تک دراڑ پڑ گئی کہ وہ ایک دوسرے کی صورت دیکھنے کے روادار نہ رہے یہاں دو روایتیں سامنے آتی ہیں۔ پہلی روایت یہ ہے کہ آپ نے بی بی کے علم واطلاع کے بغیر یا یوں کہئے کہ بی بی سے پوشیدہ رکھ کر ایک اور نکاح کر لیا تھا جس پر بی بی نے آپ سے علیحدگی اختیار کر لی اور تادم آخر دنوں میں صفائی نہیں ہو سکی۔ ایسی روایت قرین قیاس بھی ہے البتہ دوسری روایت یہ بتاتی ہے کہ میاں ابوالفتح نے کسی جاگیردار کے دریافت کرنے پر امامنا علیہ السلام کے دعوی مہدیت کی تردید کرنے کی اطلاع پا کر بی بی نے اپنا حق اپنے ہاتھ میں لے لیا جب کہ میاں ابوالفتح کا استدلال یہ تھا کہ آپ کا کہنا ایسا ہی ہے جیسا **لاتقرب الصلواۃ** انہوں نے جاگیردار سے یہ کہا کہ مہدی علیہ السلام نے اپنے طور پر دعوی مہدیت نہیں کیا بلکہ بحکم خدا دعوی مہدیت فرمایا ہے۔

(۷) تاریخ مہدویت کا اگر آپ غور سے مطالعہ کریں تو یہ بات محسوس کئے بغیر نہیں رہیں گے کہ اپنوں میں سے اپنے ہمعصروں کے عقائد، اعمال صالحہ اور افکار کو شک وشبہات کی دھیمی آنچ دے کر اس طرح پکایا ہے کہ وہ حلق میں کانٹے کی طرح پھنس کر زندگی کو اجیرن کر دیا۔ احمد شاہ قدن ہوں یا میاں ابوالفتح، عبداللہ خاں نیازی ہوں یا میاں عبداللہ۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم ان معاملات میں قرآنی ہدایت **لکم دینکم ولی الدین** کے اصول کو اپنائیں اور سارے معاملہ کو اس پر چھوڑ دیں جس کے لئے ہمارا ایمان ہے کہ وہ دلوں کے بھید سے بھی واقف ہے جب کہ ہم **لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم**

(۸) یہاں میں میاں ابوالفتح کی جلالت مرتبت پر روشنی ڈالنے والی بدایونی کے بعض اقتباس کو آپ کی معلومات کے لئے رکھتا ہوں۔ شیخ ابوالفتح گجراتی حضرت سید محمد (مہدی موعود علیہ الصلواۃ والسلام) کے داماد ہیں۔ انہوں نے میر (مراد میراں علیہ السلام) کو نہیں دیکھا یہ قربت ان کی رحلت کے بعد واقع ہوئی تھی۔ بڑے ہی صاحب جاہ وجلال اور اہل کمال سے تھے۔ مہدویت کے طریقہ پر بڑے ثابت قدم رہے گجرات اور پھر مکہ معظمہ میں شیخ کدائی سے ان کی بڑی صحبت رہی تھی۔ بیرم خاں کے زمانہ میں کسی کام سے آگرہ آئے تھے مگر تھوڑے عرصہ میں وہ درہم برہم ہو گیا اور شیخ گجرات چلے گئے۔ طالب علمی کے زمانے میں ایک مرتبہ آدھی رات کو مولانا عبداللہ قندھاری جو حاجی مہدی لاہوری کے قرابت دار تھے آگرہ میں دریا کے اس پار شیخ بہاء الدین مفتی کے محلّہ میں شیخ سے ملاقات کے لئے گئے تھے۔ ایک خالی حجرہ میں تنہا بیٹھے ہوئے ذکر میں مشغول تھے۔ انہوں نے حضور رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سنائی۔ ''نہیں بیٹھتی کوئی قوم اللہ کے ذکر میں مگر یہ کہ فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے۔ ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے۔ اور اللہ ان کا ذکر اپنے پاس رہنے والی مخلوق (مراد فرشتے) سے کرتا ہے۔ چنانچہ میں نے ذکر کی تلقین حاصل کی اور کچھ عرصہ ذکر میں مشغول رہا۔ میں اپنے آپ میں عجیب وغریب فیض

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

دیکھتا تھا اور مجھ پر معنی قرآن کھلنے لگے اور ایک مدت تک ایسا رہا جو آواز میرے کان سے ٹکراتی تھی اس کو میں ذکر سمجھ لیتا تھا۔
بدایونی کی مذکورہ تحریر کے ساتھ نجات الرشید میں میاں ابوالفتح کے بارے میں یہ بیان کرنا کہ

در فقر وغنا بمرتبہ عالی دیدہ وبیان قرآن وارشادات ودقائق وحقائق ومعارف ولطائف بے کسب علوم رسی شنیدہ ام اگر خواھستند کے مجلے از آنھا در قید کفایت آرند تذکرۃ الا ولیائے دگر باید نوشت

یعنی ان کے بیان قرآن میں جو اشارے اور معرفت کے جو رموز آشکار ہوتے تھے اس کی تفصیل بیان کرنے بیٹھوں تو ایک اور تذکرۃ الاولیاء لکھنا پڑے گا آخر کس امر کی نشاندہی کرتا ہے مجھے عرض کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

(۹) الغرض میاں ابوالفتح شاہ نظامؒ کے بعد ۳۹ سال تک مسند ارشاد ہدایت پر فائز رہ کر ۱۹/ جمادی الاخر ۹۷۹ھ میں داعی اجل کو لبیک کہتے ہیں اور چچونڈ کے حظیرہ میں جو بی بی ہدایت اللہ کے حظیرہ سے کچھ فاصلہ پر آسودہ ہیں۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں سید علی ستون دینؒ

یوں تو دکن میں کئی ایک بزرگوں کی ابدی خواب گاہیں موجود ہیں جن کی بدولت امام آخرالزماں میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام سے مروی یہ روایت مشہور عام ہے کہ جس وقت حضور دولت آباد تشریف لائے تو روایت بتاتی ہے کہ آپ راہ طئے کرتے وقت پورا پیر زمین پر رکھ نہیں پا رہے تھے بلکہ انگوٹھوں کے بل چل رہے تھے تو کسی نے حضورؑ سے اس کی وجہ دریافت کی تو ارشاد ہوا راستہ میں بے شمار اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ اور ان میں بعض ایسے کامل ہیں کہ اگر ان کا حال اور اسرار ظاہر ہوں تو مخلوق ان کی گرویدہ ہو جائے۔ اس لئے آپ احتیاط سے قدم رکھ رہے ہیں۔ پھر بھی کسی نہ کسی کو آپ کا پیر لگ رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سرزمین دکن جس میں دریائے نربدا کا جنوبی حصہ واقع ہے بے شمار اولیاء اللہ کا مسکن رہا ہے ان میں وہ حصہ بھی شامل ہے جو عام طور پر علاقہ نظام سے شہرت رکھتا تھا۔ یہاں میری مراد نظام آباد ہے جہاں خاتم المرشد حضرت سید محمود سید نجی کے دو فرزند میاں سید علی ستون دینؒ اور میاں سید نور محمد خاتم کارؒ کے قدوم میمنت لزوم نے اس زمین کی تقدیس و تطہیر کے سامان پیدا کئے۔ یہ دونوں بزرگ ضلع نظام آباد کے مواضعات مدک پلی اور منچپہ میں آسودہ ہیں۔ ہمارے سلسلہ عباد اللہ الصالحین کی ۴۸ ویں قسط ان ہی میں کے ایک فرزند کے احوال سے عبارت پا رہی ہے۔

واقف اسرار صمدی و کاشف اسرار محمدی بندگی میاں سید محمد المعروف بہ سید نجی خاتم المرشدینؓ کو حرم محترم راجے فاطمہ بنت ملک زین الدین الملقب ملک میٹھا عرف ملک شاہ جی جاگیردار موضع جھن جھوڑہ (گجرات) کے بطن سے چھ فرزند میاں سید ابراہیمؒ میاں سید علیؒ میاں سید عثمانؒ میاں سید نور محمدؒ میاں سید میراں اور میاں سید مبارک تولد ہوئے۔ ان میں سے میاں سید ابراہیمؒ میاں سید عثمان اور میاں سید مبارک حضرت خاتم المرشدین کے حین حیات میں ہی رحلت کر گئے۔ اسی بناء پر تذکرۃ الصالحین کے صفحہ ۱۵۴ پر مرقوم ہے کہ آپ (مراد سید نجی خاتم المرشدینؓ) نے فرمایا تینوں فرزند دین کے ستون ہیں اور جس طرح آسمان کے ستاروں اور برجوں کے سہارے راہ چلتے مسافر منزل کی طرف رواں دواں رہتے ہیں اسی طرح راہ سلوک کے راہر وان سے راہ پاتے ہیں۔

اخبار الاسرار کی روایت ہے کہ بندگی میاں شہاب الحقؓ کے حضور کھانبیل میں ۹۶۳ھ میں میاں سید علی کی ولادت ہوئی ہے اور ۹ سال کی عمر کو پہنچنے تک عم محترم حضرت شہاب الدین شہاب الحقؓ کے منظور نظر رہے ہیں اور خاتم المرشدینؓ کی یہ بشارت

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

قابل غور وفہم ہے جہاں ارشاد ہوتا ہے بندہ جہاں جاتا ہے علی انگلی پکڑے ہوئے آتے ہیں۔حضرت افضل العلماء نے ایک مضمون میں اس ارشاد گرامی کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے۔

علی جی میرے ساتھ رہتے ہیں' سے خاتم المرشدینؓ نے اپنی اور میاں سید علی کی مماثلت ظاہر فرمائی ہے۔

اس کا مطلب محققین کے اصول پر یہ ہے کہ سیر وسلوک اور عرفان ومعرفت میں بندگی میاں سید علی کو وہی مقام حاصل ہے جہاں خاتم المرشدینؓ کی ذات فائز ہے۔

بندگی میاں سید علی ستون دینؒ اپنے والد بزرگوار کے دست حق پرست پر فقیر ہوئے ہیں اور خاتم المرشدینؓ حضرت ملک الہداد خلیفہ گروہؓ کے فقیر ہیں اور اخبار الاسرار میں لکھا ہے کہ ۳۳ سال تک آپ کو والد بزرگوار کی صحبت حاصل رہی ہے۔ والد کی رحلت کے بعد آپ نے سروہی سے جہاں خاتم المرشدینؓ کا دائرہ تھا ہجرت کر کے اول موضع بڈھا سن تشریف لائے پھر یہاں سے ہجرت کر کے موضع نگرہ میں دائرہ باندھا جہاں آپ کے قیام کی مدت اگر چہ کہ صحیح طور پر ماہ وسال میں نہیں ملتی لیکن بتایا جاتا ہے کہ یہاں آپ کا دائرہ کافی عرصہ تک رہا۔نگرہ سے دائرہ اٹھاتے وقت آپ نے دکن تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا اور راستہ میں کچھ عرصہ اکل کوٹ میں مقیم رہے اور بعد ازاں مدک پلی تشریف لے آئے اور یہیں ۴/ رجب المرجب ۱۰۲۶ھ م ۸ جولائی ۱۶۱۷ء بروز شنبہ داعی اجل کو لبیک کہا انا للہ و انا الیہ راجعون

اوپر مضمون میں ایک روایت وہ بھی پیش ہوچکی ہے جو بندگی میاں سید علی ستون دینؒ کے سیر وسلوک میں علوے مرتبت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔اگر آپ تفصیل میں جانا چاہیں تو تذکرۃ الصالحین کے صفحہ ۱۵۵ کی یہ دو روایتیں بھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں جنہیں میں گنجینہ معنی سے تعبیر کروں تو غلط نہ ہوگا۔

روایت بتاتی ہے کہ ایک بار آپ کسی سفر پر جارہے تھے اور اثناء راہ آپ کا گذر ایک قبرستان سے ہوا۔آپ کے پیچھے ایک اجنبی سوار بھی چلا آرہا تھا اسے سوار کی بدبختی کہیے کہ اتفاق سے اس کی نظر ایک قبر پر پڑی جہاں وہ دیکھتا ہے کہ ایک بچھو ایک مردہ پر بیٹھا ہوا ہے۔سپاہی کی شامت اعمال نے اسے اُکسایا اور اس نے اپنے ہاتھ کی لکڑی سے لاش پر بیٹھے ہوئے بچھو کو ہٹانے کی کوشش کی جس کے ساتھ ہی بچھو قبر سے نکل کر گھوڑے سوار کا تعاقب شروع کردیا۔ بیچارہ جب بدلی ہوئی صورت کی نزاکت کو سمجھا تو اس نے بندگی میاں سید علی سے پناہ کی درخواست کی جس پر آپ نے بارگاہ ایزدی میں اس کے لئے دعا فرمائی۔اس کے ساتھ ہی بچھو جو اپنی ڈنک اٹھائے پیچھے چلا آرہا تھا اپنی اُٹھی ہوئی ڈنک کو گرادیا اور واپسی کی راہ لی اور بے چارے سپاہی کی جان میں جان آئی۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جن دنوں آپ کا دائرہ موضع نگرہ میں تھا وہاں ایک بوہرہ میاں سے بے انتہا عقیدت

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

ومحبت رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ ایک کنویں میں گر پڑا جب اسے باہر آنے کی کوئی راہ نظر نہیں آئی اور آنکھوں میں موت کا نظارہ دکھائی دیا تو اس نے غائبانہ میں میاں سے مدد کا خواستگار ہوا۔ سلوک ومعرفت کے شہسوار اپنی باطنی قوت سے ظاہری مسافت سے ماوری ہو کر دل کی آنکھ سے واقعات کا نظارہ کر لیتے ہیں۔ میاں کے پردہ تصور پر جوں ہی اپنے عقیدت مند کی بے بسی کا منظر سامنے آیا آپ نے اپنا ہاتھ بلند کیا حاضر افراد نے دیکھا کہ میاں کی آستین تر ہوگئی ہے اور پانی کے قطرات ٹپک رہے ہیں۔ دریافت حال پر ارشاد ہوا ''فلاں مقام پر فلاں شخص کنویں پر گر پڑا ہے اور فقیر کو یاد کیا تو فقیر نے ہاتھ بڑھا کر اس کو کنویں سے باہر نکال لیا۔ کچھ عرصہ گذرنے کے بعد جب وہ شخص نگرہ آیا تو حاضرین کو اپنی بپتا سنائی اور بتایا کہ کس طرح میاں نے اس کی جان بچائی تھی''

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں سیدنور محمد خاتم کارؒ

صاحب تذکرۃ الصالحین لکھتے ہیں کہ اجماع نے بہ اتفاق فیصلہ دیا تھا کہ سید الشہداء صدیق ولایت میاں سید خوندمیر سراج منیر اور آپ کے فرزند میاں سید محمود سیدنجی خاتم المرشدین کی خلافت کا تمام بوجھ اور فیض ہماری آج کی اس تحریر کے ممدوح ہی کی ذات میں تاباں ہوا نیز اجماع اس بات پر بھی متفق تھی کہ دین مہدی کو جیسا کہ رواج پانا تھا از سرنو قائم کر کے دکھلانے کی توفیق ایزدی بارگاہ لم یزال سے جس ذات والا مرتبت کے سپرد ہوئی تھی' مقبول درگاہ واحد منظور ومبشر خاتم المرشد قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مرد میدان حقیقت میاں سیدنور محمد المعروف بہ خاتم کار کی ہے۔

پچھلے دو ایک مضامین میں بتایا جا چکا ہے اور اس کے اعادہ میں کوئی قباحت بھی نہیں کہ حضرت خاتم المرشدین سیدنجی صاحب قبلہ کو اپنی اہلیہ راجے فاطمہ عرف بوبو سے جو ملک میٹھا کے فرزند ملک شاہ جی جھن جیواڑی کی دختر نیک اختر تھیں اللہ نے چھ فرزند دیئے تھے۔(۱) میاں سید ابراہیم (۲) میاں سید علی (۳) میاں سید عثمان (۴) میاں سیدنور محمد (۶) میاں سید مبارک تھے۔ پس آپ چوتھے فرزند میاں سیدنور محمد جو ہماری سطور کے مرکز ومحور ہیں' کی ولادت باسعادت ۹۶۵ھ م ۵۷-۱۵۵۶ء بمقام اسلام پور المعروف بہ کھانبیل میں ہوئی اگر چہ کہ تاریخ اور مہینہ کا ذکر نہیں ہے لیکن اخبار الاسرار اور خاتم سلیمانی دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ والد بزرگوار (حضرت سیدنجی) کی رحلت کے وقت ''آنحضرت سی و دو سال بود'' یعنی آپ ۳۲ سال کے تھے۔

آپ پہلے پانچ سال تک اپنے بھائی میاں سید علی ستون دینؒ کی طرح عم محترم حضرت سید شہاب الدین شہاب الحقؒ سے فیض پاتے رہے اور پھر والد بزرگوار سے تربیت وتلقین ہو کر فیوض باطنی سے تا رحلت والد سے مالا مال ہوتے رہے۔ اور اسی بناء پر والد بزرگوار نے آپ کے تعلق سے درستون پائے دین شردہ شد یعنی دین کے ستونوں میں شمار کیا ہے کہ روایت ہماری مسلمہ ہے۔

تاریخ سلیمانی میں مرقوم ہے کہ باپ کے اس فانی دنیا سے منہ موڑ لینے کے بعد تینوں بھائی سروہی سے جہاں حضرت سیدنجی کا دائرہ معلیٰ تھا ہجرت کر کے موضع بڈھاسن چلے گئے جو مغربی ریلوے کے برانچ لائن پر واقع ریلوے اسٹیشن کڑی سے چار میل پر واقع ہے۔ اور آج بھی ہمارے لئے زیارت گاہ کی حیثیت رکھتا ہے کہ یہاں ہماری ایک مشہور کتاب سراج الابصار

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کے مولف میاں عبدالملک سجاوندی جوخلیفہ پنجم بندگی میاں شاہ دلاورؓ کے خلیفہ ہیں' کی ابدی آرام گاہ ہے۔ بڑھاسن میں خاتم کار کا دائرہ چند ماہ ہی رہا ہے وہاں سے میاں سید علی ستون دینؒ کھنبایت چلے گئے جو احمد آباد سے کوئی ۱۰۰ کلومیٹر ساحل سمندر کے کنارہ واقع ہے۔ جبکہ دونوں بھائی خاتم کار اور میاں سید میراں دکن کا رخ کئے اور پھر دولت آباد تشریف لے آئے جہاں آپ کے برادر نسبتی اور مطلع الولایت کے مولف میاں سید یوسف کا دائرہ تھا۔ اخبار الاسرار کی روایت ہے **آن جاء میاں سید نور محمد در دائرہ میاں سید یوسف نزد ہمشیرہ دو سال بالا ماند ند**۔ یعنی اس جگہ آپ میاں سید یوسف کے دائرہ میں اپنی بہن کے پاس دو سال مقیم رہے مجھے یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ میاں سید یوسف خلیفہ اور داماد ہیں حضرت خاتم المرشدؓ کے

ایک اور روایت بتاتی ہے کہ میاں سید نور محمد کے دولت آباد تشریف لانے میں سہیل خاں سنگرام کی دعوت اور اصرار کا بھی عمل دخل رہا ہے۔ یہاں یہ بھی عرض کردوں تو نامناسب نہ رہے گا کہ مشہور تواریخ ماثر الامراء' بساطین السلاطین' فرشتہ اور برہان الماثر میں سہیل خاں سنگرام امیر الامراء اور سپہ سالار افواج کو بریدشاہی سلطنت کے سربرآوردہ عمائدین سے روشناس کراتے ہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ سہیل خاں کا ابتدائی تعلق نظام شاہی سلطنت سے تھا جس کا دولت آباد بھی ایک مشہور مرکز تھا۔ اور سہیل خاں وہیں قریب میں اپنا فوجی کیمپ رکھتے تھے۔ چونکہ سہیل خاں سنگرام کا دینی واسطہ دائرہ دولت آباد سے چلا آرہا تھا اس لئے ان کا خاتم المرشدین کی آنکھ کے تاروں کا دولت آباد میں ورود مسعود سے لاعلم رہنا قیاس اور گمان سے بالاتر اور ناممکنات سے ہے۔ اور اس کے قوی امکانات ہیں کہ مرشدنی کے ایک نہیں دو بھائیوں کے دولت آباد میں آنے پر سہیل خاں نے انہیں دائرہ قائم کرنے کی دعوت دی ہو میں یہاں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ البتہ متلاشیان تفصیل سے عرض کروں گا کہ وہ اس سلسلہ میں نور حیات کی جلد ۱۳ شمارے مارچ' اپریل' مئی ۱۹۷۳ء ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ جس میں جناب عزیز مہدی بخاری مرحوم کا ایک طویل مضمون شائع ہو چکا ہے۔

آگے روایت بتاتی ہے کہ آپ کوئی دو سال یہاں مقیم رہے بعد ازاں گنجوٹی میں دائرہ باندھا اور پھر لکھا ہے۔ نیز از آن جا ہجرت کردہ در موضع دہاراسیون جاگیر میاں درویش محمد بامحبت کمال دائرہ کنانیدہ وپنج سال تشریف اقامت فرمودند یعنی وہاں سے ہجرت کرکے آپ موضع دہاراسیون میں جو میاں درویش محمد کی جاگیر تھی دائرہ باندھا اور یہ دائرہ ۲۵ سال تک باقی رہا۔ دہاراسیون سے ہجرت کرکے آپ اودگیر' اوسہ ہوتے ہوئے منچپہ تشریف لے آئے اور یہاں ۴۰ روز قیام کے بعد ۱۷/ محرم ۱۰۳۳ھ م ۹/ اکٹوبر ۱۶۲۳ء بروز جمعہ واصل بہ حق ہوئے۔

روایت بتاتی ہے کہ جب آپ کا وقت آخر آ پہنچا تو آپ نے اپنے خلیفہ اول میاں سید عالم جوفانی فی اللہ باقی باللہ

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

سے مشہور ہیں' کو طلب کیا اور فرمایا۔

در دائرہ دین استوار بدارید بجز خدائے تعالیٰ میل بہ کسے مکنید اور کسے را کتابت مفر سید۔ ابن چنین امرونھی فرمودند وحکم فرمودند بر پلنگ ما بنشند بدید مر جنازہ امامت کنید

ترجمہ: دائرہ دین میں مضبوطی سے قائم رہو سوائے ذات وحدہ لاشریک کے کسی سے میل ملاپ نہ رکھو۔

اگر آپ خاتم کار کے دائروں کے حال واحوال کا سرسری بھی جائزہ لیں تو جو چیز کھل کر سامنے آتی ہے وہ یہ تھا اس دائرہ سے رخصتی فعل زندگی بھر کے لئے رخصت پاچکا تھا سوائے عالیت کی دوسری بات نہیں ملتی۔ لیجئے تذکرۃ الصالحین کے صفحات ۱۵۸ سے ۱۶۲ تک پھیلی ہوئی ۱۲ روایات سے چند ایک روایات اقتباس پیش کر رہا ہوں تا کہ آپ ان پر غور وفکر فرمائیں کہ آج ہم کہاں سے کہاں پہنچ چکے ہیں خاص طور پر یہ بات پیش نظر رہے کہ آج جو ہمارے سامنے خانوادہ رشد وہدایت موجود ہیں ان میں کے نصف یا ان سے کچھ زائد ہی گھرانوں کے سلسلہ خاتم کار ہی سے وابستگی راست یا بالواسطہ پائی جاتی ہے۔

(۱) روایت ہے کہ حضرت کے دائرہ معلیٰ میں صرف فقراء کرام ہی رہتے تھے۔ ان میں کوئی کاسب کو رہنے کی اجازت نہیں تھی ساتھ کسی کے بھی مکان میں ایسے جانور یا درخت رکھنے کی اجازت نہیں تھی جس سے کسی قسم کا تمتع (فائدہ) اٹھانے کا احتمال ہو۔ پھل دار درخت' دودھ دینے والے جانور' مثل گائے' بھینس' بکری یا انڈے دینے والی مرغی رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ آپ فرماتے تھے بندہ نے اپنی ذات حق تعالیٰ کے سپرد کی ہے تم بھی اپنی ذات اسی کے حوالے کردو۔ جانور کے دودھ' پرندوں کے انڈے اور درختوں کے میوے ہمارے توکل کے خلاف ہیں۔

(۲) حضرت کے دائرہ کی ایک کنیز نے دائرہ کے باہر ایک موچی کے پاس ایک گھڑا پانی اجرت سے دیا تھا۔ اس کی اطلاع جب حضرت کو ملی تو آپ کنیز کو مالکہ کے ساتھ دائرہ کے باہر کردینے کا حکم دیا کہ اس نے دائرہ کی ۲۵/ سالہ روش توڑ دی اور دائرہ میں رہ کر کسب کیا۔

(۳) ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کو کچھ سفر درپیش تھا۔ جس کے لئے کچھ بیل خریدے گئے۔ لیکن بعد میں جب ارادہ بدل گیا اور سفر کا ارادہ ترک کردیا گیا تو حکم ہوا کہ سفر میں سہولت کی خاطر جو جانور خریدے گئے تھے فروخت کردئے جائیں۔ آپ کو بتلایا گیا کہ بیلوں کی جوڑی جس قیمت پر خریدی گئی تھی اس کے اب دام بڑھ چکے ہیں میاں نے حکم دیا ہم نے تجارت اور منافع کمانے کی خاطر جانور نہیں خریدے تھے۔ جس قیمت سے خریدے گئے تھے اسی قیمت پر فروخت کئے جائیں۔

(۴) ایک بار کسی دعوت میں دائرہ کے ایک فقیر نے کھانا کھانے کے بعد اپنے چھوٹے بچے کے لئے تھوڑا سا کھانا ایک

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کٹورے میں لے لیا۔میاں نے اس سے پوچھا کیا لے جارہے ہو۔اس نے عرض کیا میرے لڑکے ستار (نام بچہ کا) کا دودھ چھڑادیا گیا ہےاس کے لئے دونوالہ لے جارہاہوں۔میاں نے سناتو برہمی کا اظہار کیااور حکم دیا کہ اس فقیر کودائرہ سے باہر کردیا جائے۔

خاتم کار کے دائرہ کی سختی کا اندازہ اس روایت سے کیجئے جوصاحب مطلع الولایت میاں سید یوسف سے مروی ہے۔ آپ فرماتے تھے میاں سیدنور محمد دین کی راہ میں ایک سانس سے دوڑے ہیں۔یعنی کسی موقعہ پر آپ کسی سستی یا فعل رخصت کے روادارنہیں رہے۔

حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہؒ فرماتے تھے خدائے تعالیٰ نے میاں ماموں کو جو رکھا ہے وہ ہم کو دین مہدی کی ماہیت دکھلانے کے لئے ہے۔صحبت مہدی کا حکم میاں ماموں تک ہےان کے بعدزمانہ عیسیٰ سے متعلق رکھتا ہے۔

خاتم کارؒ ۶۷ سال کی عمر پائی اورموضع منچپہ میں تالاب کے کنارہ آپ کی آخری آرام گاہ ہےآپ کے بعدآپ کے دس خلفاء(میاں سید عالمؒ (۲) میاں سید قاسمؒ (۳) میاں سید نصرتؒ (۴) میاں سید ولیؒ (۵) میاں سید اشرفؒ (۶) میاں سید سید نجی (۷) میاں سلام اللہ (۸) میاں ملک ابراہیم (۹) میاں میراں اور (۱۰) میاں بہلول خان پر آپ کی خلافت اتری۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

صاحب شواہد الولایت
حضرت شاہ برہان الدینؒ

اس بزرگ کے حالات سے جسے آپ اور ہم ''شاہ برہان'' کے اسم گرامی سے پہچانتے ہیں۔ جنہیں قلم کا دھنی اور علم کا کوہ پیکر کہیں تو بے جا نہیں جو مصنف ہیں بیشتر قومی کتابوں کے جن میں سے ایک ''شواہد الولایت'' بھی ہے جو (۴۰) ابواب پر مشتمل سیدنا و مولانا میراں سید محمد جونپوری امام مہدی موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کا مکمل احاطہ کرتی ہے پھر ان بزرگ کی تالیف صرف اسی پر مختتم نہیں ہوتی بلکہ اور بھی کئی ایک کتابیں آپ کی جلالت علمی کی مظہر ہیں اور ان کا مختصر سا جائزہ آگے آرہا ہے۔

اگرچہ کہ آپ شاہ برہانؒ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں لیکن سیرت نگاروں نے آپ کا نام میاں سید برہان الدین بتاتے ہوئے آپ کو پروانہ کعبہ رب معبود، عاشق روضہ مہدی موعود، مبلغ دین متین و سالک راہ علم و یقین کے القاب سے یاد کیا ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب چوتھی پشت پر بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؒ سے اس طرح ملتا ہے۔

(۱) میاں سید برہان الدینؒ (۲) بن میاں سید اللہ بخشؒ (۳) بن میاں سید یحییٰؒ (۴) بن میاں سید شہاب الدین شہاب الحقؒ (۵) بن میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؒ

روایات بتاتی ہیں کہ ممدوح کے دادا میاں سید یحییٰ نے ایک مذہبی نزاع میں شعبان ۹۹۴ھ کو بمقام دانتی واڑہ (پالن پور) جام شہادت نوش فرمایا اور اس معاملہ میں آپ کی زوجہ بی بی راجے حمیرہ جو حمل سے تھیں زخمی ہوئیں اور انہیں حضرت خاتم المرشدینؒ کے دائرہ میں پہنچا دیا گیا جہاں بی بی کے بطن سے فرزند میاں سید اللہ بخش تولد ہوئے۔ ابھی میاں سید اللہ بخش دو سال کے بھی نہیں ہوئے تھے کہ حضرت سید نجی کی رحلت واقع ہوتی ہے۔ چچا کی وفات کے بعد میاں سید اللہ بخش اغلب خیال ہے کہ حضرت سید میراں جو سید نجیؒ کی مسند ارشاد پر متمکن ہوئے کے زیر نگرانی رہے اور اس کے بعد تاریخ یہ بتانے سے قاصر ہے کہ کس طرح آپ جالور سے بیجاپور تشریف لائے البتہ بعد کی روایات بتاتی ہیں کہ میاں سید برہان الدین کی ولادت بیجاپور میں ہوئی جہاں میاں سید اللہ بخش سید سعد اللہ بن بندگی سید شریف تشریف اللہ کے دائرہ میں مقیم تھے۔ یہاں یہ عرض کردوں تو نامناسب نہ ہوگا کہ ۹۸۸ھ میں حضرت سید شریف تشریف اللہ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند ارشد میاں سید سعد اللہ نے جلگاؤں سے ہجرت فرما کر بیجاپور تشریف لے آئے اور افضل پورہ میں اپنا دائرہ قائم کیا تھا۔

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

جس زمانہ میں میاں سید برہان الدین نے آنکھ کھولی بیجاپور میں مہدویت کے چرچے ہر گلی اور ہر کوچے سے بلند ہوتے تھے کئی ذی وقار و ذی مرتبت مہدوی امراء عادل شاہی سلطنت پر پھیلے ہوئے تھے جہاں دنیوی جاہ وحشمت کا نقشہ میاں سید برہان الدین کے سامنے تھا وہیں دینی دائروں کی سادگی و بزرگی بھی سامنے تھی۔ تاریخ سلیمانی بتاتی ہے کہ میاں سید برہان الدین نے دائرہ روشن منور پر متمکن میاں سید زین العابدین بن میاں سید حسین بن حضرت روشن منور سے تربیت پائی جب کہ اخبارالاسرار میں اس طرح روایت ملتی ہے۔

''بندگی میاں سید برہان الدین بن بندگی میاں سید اللہ بخش تربیت از بندگی میراں سید حسین بن حضرت روشن منورؒ یعنی میاں سید برہان الدین تربیت ہیں میاں سید حسینؒ کے جو فرزند ہیں حضرت روشن منورؒ کے۔ اور یہ روایت زیادہ صحیح اس لئے معلوم ہوتی ہے کہ حضرت شاہ برہان کی ولادت ۱۰۲۵ھ سے بہت پہلے واقع ہوئی ہے اور میاں سید حسین کے حین حیات یہ بات قرین قیاس نہیں کہ شاہ برہان میاں سید زین العابدین کے ہاتھوں تربیت حاصل کی ہو۔ لیکن تصویر کا دوسرا رخ یہ ہوسکتا ہے کہ آپ یعنی شاہ برہان پہلے میاں سید حسین کے تربیت ہوئے ہوں اور ۱۰۲۶ھ میں جب میاں سید حسین کی رحلت واقع ہوگئی تو آپ میاں سید زین العابدین سے رجوع ہوئے ہوں۔ اگرچہ یہ کوئی Hard and Fast Rule نہیں لیکن عمل درآمد یہی رہا ہے کہ لوگ باپ کے گذرنے کے بعد بیٹے سے رجوع ہوتے ہیں اور اسی اصول کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اخبارالاسرار کی روایت کو ترجیح دے رہے ہیں اور پھر آپ کو میاں سید سعد اللہ کے دائرہ میں ہونے کے اعتبار سے آپ میاں سید راج محمد کی خدمت موہبت میں رہ کر فیض باطنی سے دامن بھرے ہیں۔ میاں سید راج محمد کے علوے مرتبت کا اندازہ اس امر سے کیجئے کہ اخبارالاسرار نے آپ کے نام کے ساتھ مرجع تجلیات' حمد اور منظور نظر پدر عالی قدر کے القاب استعمال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میاں سید سعد اللہ عصر اور مغرب کے درمیان بیان قرآن کرتے تھے۔ پھر میاں راج محمد حضرت خاتم کار کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے بیجاپور سے دھاراسیون کا سفر کیا تو میاں نور محمد اپنے دائرہ سے آگے تک جاکر استقبال کیا ہے اور پھر یہ کچھ عرصہ تک خاتم کار کی صحبت میں رہے ہیں اور بوقت واپسی کئی ایک بشارتوں سے نوازے گئے ہیں اور خاتم کار اپنی خوشی سے واپسی کی اجازت دی۔ اس کے علاوہ روایات بتاتی ہیں کہ بیجاپور میں جب بادشاہ کی لڑکی اور لڑکے کا بعارضہ چیچک انتقال ہوگیا تو امرائے بیجاپور نے آپ سے معروضہ کیا کہ واسطے اللہ کے آپ محل شاہی چل کر بیان قرآن فرمائیں تاکہ بادشاہ کی دلبستگی ہو۔ آپ نے اس شرط پر امراء کی درخواست کو قبول کیا کہ آپ بادشاہ کو تعظیم نہیں دیں گے اور دوسری شرط یہ رکھی کہ آپ کا بیان قرآن خالصتاً للہ ہوگا اور بادشاہ آپ کی خدمت میں کسی طرح کا بھی کوئی تحفہ یا نذرانہ نہیں پیش کرے گا۔ الغرض میاں سید راج محمد نے شاہی محل تشریف لے جاکر دنیا کی ناپائیداری پر وعظ فرماتے ہیں جس کا خاطر خواہ اثر ہوتا ہے اور بادشاہ کی کاربار

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

سلطنت سے بے اعتنائی ختم ہوجاتی ہے۔ایسے خاصان خدا کی صحبت نے میاں سید برہان الدین کے سینہ میں دینی حرارت‘ روحانی سوز اور نور ایمان کو جلاء بخشتی ہے۔آپ عین جوانی کے عالم میں اپنے وطن اور خاندان کے بندھن توڑ کر تبلیغ واشاعت دین حقہ کی خاطر سفر کی تکلیفوں سے روحانی مزے اٹھانے کے لئے غریب الوطنی اختیار کرتے ہیں تاکہ حج بیت اللہ‘ زیارت مدینہ سے مشرف اور فراہ مبارک میں جبیں سائی کی سعادت دارین سے لطف اندوز ہوسکیں۔آپ ایک تحریر سے جو ماہنامہ ملت (بنگلور) کے شمارہ جون ۱۹۵۲ء کے صفحہ ۱۲ پر شائع ہوئی ہے پتہ چلتا ہے کہ آپ رمضان ۱۰۵۲ھ میں پہلی بار زیارت امام ہمامؑ سے مشرف ہوئے۔وہ لکھتے ہیں۔

مسافرت اس فقیر کی قسمت میں ودیعت کی گئی ہے۔چنانچہ یہ فقیر ملک دکن سے گجرات گیا وہاں تمام اولیاء اللہ اور بزرگان دین کی زیارت سے شرف حاصل کیا وہاں سے شمالی ہند ہوتا ہوا لاہور پہنچا لاہور سے کابل‘ بلخ‘ اندخو‘ پخنگو‘ یمونہ ماروچاق سے ہرات ہوتا ہوا فراہ مبارک پہنچا۔اور بہ وقت نماز عشاء بروز دوشنبہ ۷/ رمضان المبارک ۱۰۵۲ء زیارت امام ہمامؑ سے مشرف ہوا۔

دیکھا آپ نے کیسے دل گردہ کے آدمی تھے۔ہوائی جہاز اور ریل کا کہاں ذکر موٹر گاڑی بھی تو نہیں تھی پھر سفر ہی کی صعوبت نہیں۔کھانے پینے کا کیا ہوا ہوگا۔معاملہ ایک دو دن کا نہیں ہفتوں کا نہیں‘ مہینوں اور سالوں پر یہ سفر محیط تھا۔پھر بات چیت کے لئے زبان کا بھی تو مسئلہ سامنے آیا ہوگا۔کیا جیالے تھے کیا ہمت تھی۔کتنے حوصلے تھے صرف تعجب ہی کر سکتے ہیں اور بس۔

ایک دوسرے خط کا اقتباس بھی جو ملت کے اسی شمارہ میں جس کا اوپر ذکر آ چکا ہے حضرت عزیز مہدی بخاری فاضل مدیر ماہنامہ ملت کی روح پر فتوح پر دل ہی دل میں درود بھیجتے ہوئے ملاحظہ فرمائیے۔

کابل سے روانہ ہوکر شہر غور پہنچا یہ شہر کابل اور بلخ کے درمیان ہے سواریوں کی معذوری کے سبب چار پانچ روز قیام کرنا پڑا۔غور کے خطیب سے ملاقات ہوئی انہوں نے بڑی محبت کا اظہار کیا۔مسئلہ مہدیت اور حضرت سید محمد جونپوری کے اظہار مہدیت پر یہاں کے ایک معتبر شخص محمد حسین پشتہ اور میاں سلیماں ہندی نے بعد از فہم وادراک تصدیق مہدی کی۔

شہر اخوند کے دوران قیام جو مجالس مناظرہ وقوع میں آئے۔خدا گواہ ہے کہ بہت سے بے تعصب اور منصف مزاج نے بعد افہام وتفہیم اپنی تصدیق کا اعلان کیا۔اکثر ساکت رہے اور بعض لوگوں نے کم فہمی کی بناء پر مخالفت بھی کی لیکن میرا یہ احساس ہے کہ اس معاملہ میں اہل خراسان کے علماء اہل ہند کے علماء کے مقابلہ میں انصاف پسند اور نرم مزاج ہیں۔

روایات بتاتی ہیں کہ بندگی شاہ برہان زیارت سے فارغ ہوکر براہ ایران وعراق حج بیت اللہ اور زیارت روضہ اقدس حضور نبی کریم ﷺ کے لئے چل پڑے۔اثنائے راہ شیراز اور بصرہ میں بھی چندے قیام فرمایا۔بعد ادائی حج بیت اللہ طواف

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

کعبہ اور زیارت رسول اکرم ﷺ سے فارغ ہوکر اسی راستہ سے واپس فراہ مبارک ہوئے اور دوسری بار جبیں سائی کی سعادت حاصل کی اور پھر ہندوستان کو واپسی کے لئے آغاز سفر کیا قندھار تک آئے تھے لیکن وہاں سے لوٹ کر پھر فراہ مبارک پہنچے۔ یہاں بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شاہ قاسمؓ سے علاقہ صحبت کی خاطر آرہے تھے مگر جب یہ معلوم ہوا کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے تو فراہ مبارک واپس ہوگئے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا صحیح ہے۔ الغرض آپ فراہ لوٹ کر تبلیغ دین کا فرض انجام دیتے رہے۔ یہ فراہ مبارک میں آپ کی تیسری مرتبہ حاضری ہے۔ اس موقع پر آپ نے شواہد الولایت' شواہد المہدی' حدیقۃ الحقائق' حقیقۃ الدقائق (جو عام طور پر بہ دفتر برہان سے یاد کی جاتی ہے) مجمع الفضائل' معدن الدلائل' قتال نامہ جیسے ضخیم کتب اور رسائل تصنیف کئے۔

فاضل مصنف نے شواہد الولایت کی وجہ تصنیف یہ بیان کی ہے کہ قاضی ابوالقاسم ابن قاضی بدرالدین فراہی نے آپ سے درخواست کی تھی کہ خاتم الاولیاء کی سیرت پر ایک جامع کتاب بزبان فارسی موجود ہو تو وہ لوگ اس سے مستفید ہوسکتے ہیں۔ اسی بناء پر یہ کتاب جو (۴۰) ابواب پر مشتمل ہے آپ نے اس طرح تحریر کی کہ باب اول ابتداء سے افرنیش نور مصطفیٰ سے شروع ہوکر (۳۳) ابواب سیرت امام پر محیط ہیں پھر آگے کے ابواب میں اہل بیت کے حالات' پھر ثانی مہدی اور حضرت صدیق ولایتؓ اور ان کی اولاد کے واقعات سے ملک الہداد وغیرہم کے حالات وواقعات کا ذکر ملتا ہے جسے آپ نے ۱۰۶۲ھ میں تکمیل کی۔ ایک مقام پر فاضل مصنف نے تحریر کیا ہے۔

''علمائے مہدویہ کی مختلف تصانیف سے کم وبیش تین سو کتب ورسائل یہ فقیر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ لیکن علماء وفضلاء سے بحث ومباحث اور گفتگو کے دوران ان کا فرداً فرداً پڑھ کرسنانا ناممکن تھا۔ اسی لئے فقیر نے ضروری مباحث کا نچوڑ ایک مستقل رسالہ کی شکل میں قلمبند کیا اور اسے ''حقیقۃ الحقائق ودقیقۃ الدقائق'' کے نام سے موسوم کیا ہے''

ابوالفتح یہاں یہ عرض کرنا مناسب نہیں سمجھتا کہ ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل اس کتاب کے جو عرف عام میں دفتر برہان سے موسوم ہے۔ ۴۰۰ صفحات کا اردو ترجمہ حضرت سید محمد روشن میاں صاحب قبلہ اہل ہستیرہ نے چند سال قبل شائع فرمایا تھا۔ اب پھر امریکہ میں مقیم بعض نوجوان دفتر برہان کی از سرنو اردو ترجمہ کے ساتھ اشاعت کے لئے کوشاں ہیں اور اگر اللہ کو منظور ہو تو اگلے دو ایک سال میں ان کی کوشش ثمر آور ہوسکتی ہے **السعی منی ولاتمام من اللہ**

اس یگانہ روزگار مجاہد قلم پیکر استقامت معدن نقلیات نے بالآخر جمعرات ۲۶/ ذی قعدہ ۱۰۶۲ھ مطابق ۳۰/ اکٹوبر ۱۶۵۲ء کو اپنے آقا ومولا میراں مہدی علیہ السلام کے پائیں اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کی اور روضہ امام ہمام کے باب الداخلہ کے سیدھی جانب ابدی نیند سو رہے۔ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں سید شریف تشریف اللہؒ

حضرت سید الشہداءسید خوندمیر صدیق ولایتؓ کو اپنی زوجہ اول حضرت بی بی عائشہؓ سے چھ فرزند اور حضرت بی بی فاطمہؓ سے دو فرزند ہوئے۔صاحب شواہد الولایت نے باب ۳۸ میں ان فرزندوں کی جو تفصیل دی ہے اس میں چھٹے فرزند میاں سید شریف کو بتایا ہے اور لکھا ہے کہ آپ کا خطاب تشریف اللہ تھا۔سیرت صدیق ولایتؓ جو موسیٰ میاں صاحبؒ کی تالیف ہے کہ صفحہ ۱۷۵ پر لکھا ہے کہ ۲۶/ ذی الحجہ ۹۲۶ھ کی رات حضرت صدیق ولایتؓ کے گھر بی بی عائشہؓ کے بطن سے حضرت میاں سید شریف عرف تشریف اللہؒ کی ولادت ہوئی۔آپ کی پیدائش کے وقت حضرت کے دائرہ میں سخت فقروفاقہ تھا۔خود بی بی عائشہ پر زچگی کے وقت دس روز کا فاقہ تھا گھر میں چراغ جلانے کے لئے تیل تک نہ تھا۔یہ جاننے کے لئے نومولود لڑکا ہے یا لڑکی حضرت صدیق ولایتؓ نے اپنے لباس کے دامن کو جلا کر اس کی روشنی میں نومولود کو دیکھا اور فرمایا کہ یہ لڑکا ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ اس لڑکے کی پیدائش ہماری تشریف ہے۔اسی بناء پر آپ کا نام سید شریف تشریف اللہ رکھا گیا۔ اخبار الاسرار میں لکھا ہے کہ آپ کے خاندان کی یہ ریت تھی کہ لڑکے کی پیدائش پر تمام دائرہ میں شکرانہ کھلایا جاتا تھا۔باوجود اس کے کہ اس وقت دائرہ میں شدید فقروفاقہ تھا شکرانہ کا انتظام کیا گیا اور اہل دائرہ کا منہ میٹھا کیا گیا۔

صحیح روایت بتاتی ہیں کہ حضرت سید الشہداء کی شہادت کے وقت آپ کی عمر کم وبیش پانچ سال تھی اور حضرت شہاب الحق سے بڑی حد تک مشابہت پائی جاتی تھی اور پیٹھ پیچھے سے دیکھنے والوں کو اکثر حضرت شہاب الحق کا گمان ہوتا تھا۔باوجود سخت قسم کے فقروفاقہ کے آپ نہایت تنومند تھے اور قوت جسمانی میں کوئی مقابلہ میں نہیں ٹھیر سکتا تھا۔اخبار الاسرار کے الفاظ ہیں۔

" آن حضرت راقوت جسم وتن ومندی باوجود فقر که عطائے الٰهی است بدرجه اتم بود"

آپ کی تنومندی کا ذکر کرتے ہوئے خاتم سلیمانی میں ایک واقعہ اس طرح آیا ہے۔

ایک روز کھانبیل میں جہاں حضرت شہاب الحق کا دائرہ تھا ایک گائے دوڑتی ہوئی آئی حضرت شہاب الحق نے فرمایا" پکڑلو" اس وقت میاں تشریف اللہ وضو کر رہے تھے جب گائے سامنے آئی تو آپ نے اس کے دونوں سینگ پکڑلئے۔گجرات کی گائے تنومند اور طاقتور ہوتی ہے اس کے باوجود آپ نے پوری قوت سے اس کی دونوں سینگوں کو پکڑلیا۔اس نے پورا زور

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

لگایا تا کہ چھٹکارا حاصل ہولیکن اس کی تمام تر کوشش رایئگاں گئی اور آخرش اس کے سر سے سینگ اکھڑ کر میاں تشریف اللہ کے ہاتھوں میں آ گئے۔

شواہد الولایت اور اخبار الاسرار دونوں کتابوں میں مرقوم ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار حضرت سید الشہداء کے تربیت ہیں۔تاریخ سلیمانی میں مرقوم ہے کہ آپ نہ صرف صدیق ولایت کے تربیت یافتہ اور تلقین شدہ ہیں بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ در حق میاں سید شریف بشارات بندگی میاں سید خوندمیر بسیار است یعنی میاں سید شریف کے حق میں سید الشہداء بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی بے شمار بشارتیں بھی آئی ہیں۔آگے چل کر لکھا ہے کہ آپ بندگی ملک الہداد المشہور بہ خلیفہ گروہؓ کے خلفاء میں شامل تھے اور منظور نظر اور مبشر بھی تھے بعد ازاں بڑے بھائی حضرت شہاب الحقؓ سے ان کے اس دنیا سے پردہ فرمانے تک یعنی ۹۷۲ھ تک صحبت میں رہے ہیں اور پھر صحبت بھی ایسی کہ جس کے تعلق سے مورخین نے با کمال محبت واخلاص کی گرہ لگائی ہے۔مورخین نے لکھا ہے بعد ازاں آپ حضرت سید محمود سیدنجی خاتم المرشدین سے اکتساب فیض کرتے رہے۔حضرت خاتم المرشدینؒ کے ایک خلیفہ میاں خلیل جی نے اپنے ابیات میں اس بارہ میں لکھا ہے۔

ملک را خلفاء کہ بودند شنو چون سید شہاب است پر فلک
وسادات یعقوب سید اکرام ہم اوبست فایض زفیض ملک
ومحمود شاہ است وتشریف حق بسا گشت انور فیض ملک
ازیں بادیاں گشت مھتد بسا نگر ایں نھر ھاھے جاری ملک

لیکن جب گجرات سے امن وامان رخصت ہوگیا اور پورا علاقہ خانہ جنگی کی زد میں آ گیا تو نگہہ بلند، سخن دلنواز، والا رہنما اپنے خلفاء کو مجبور کرتا ہے کہ علاقہ میں امن وامان کی بحالی تک کے لئے علیحدہ علیحدہ دائرے بنا کر رہیں۔سیدنجی خاتم المرشدینؒ نصیحت فرماتے ہیں۔

"ہربرادرے راکہ جائے چند روز جدا گانہ بگذار انند وبار در وقت ا منت یکجا شدند۔دریں چندروز مرشدان کامل جدا شدند"

تاریخ سلیمانی میں مرقوم ہے کہ جن دنوں آپ حضرت سیدنجی کی صحبت میں تھے تو حضرت سیدنجی نے ارشاد فرمایا تھا تمہاری ارشاد کا سلسلہ میں دکھن میں پھلتا پھولتا دیکھ رہا ہوں ایسے میں کہاں تک میں تم کو یہاں (جالور) میں رکھ سکتا ہوں۔روایت بتاتی ہے کہ اس کے بعد حضرت نے دکھن کی طرف کوچ کیا راستے میں آپ دولت آباد میں جہاں بندگی میاں عبدالمجید نورنوشؓ کے فرزند اور شاہ دلاور خلیفہ پنجم میراں مہدی موعود علیہ السلام کے خلیفہ اول میاں عبدالکریم نوریؒ کے دائرہ تھا چند دن

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

قیام کیا یہاں قیام کے دوران آپ کے فرزند میاں سید سعد اللہ بھی آپ کو ساتھ لے جانے کی غرض سے میاں عبدالکریم نوریؒ کے دائرہ میں تشریف لے آئے۔ جب میاں سعد اللہ والد بزرگوار کے حجرہ پر آئے تو دیکھا کہ باپ ذکر الٰہی میں غرق ہیں آپ دبے پاؤں حجرہ میں داخل ہو کر باپ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ میاں سید شریف تشریف اللہؒ فرمانے لگے ہوئے سعد الله می آید ترجمہ سعد اللہ کی بوآ رہی ہے۔ غرض آپ نے قدمبوسی کی وارعرض کیا بندہ حاضر ہے بیٹے نے عرض کیا باوا آپ یہاں کیوں ٹھیر گئے میرے ساتھ چلئے۔ پھر یہ دیکھ کر آپ کا جوتا نہایت درجہ بوسیدہ ہو چکا ہے میاں سعد اللہ بازار جا کر اپنی کٹار بیچ دی اور والد بزرگوار کے لئے جوتا خرید لائے اور باپ کے پیر میں پہنایا اور پھر باپ بیٹے وہاں سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں جب شام ہوئی تو ایک سرائے میں قیام کیا۔ عصر کا وقت ہو چکا تھا بیٹے نے اذاں دی اور باپ نے امامت کی۔ بعد نماز آپ نے قرآن شریف کھولا اور بیان شروع کیا دیکھتے ہی دیکھتے جہاں دور چار ہی لوگ تھے اچھا خاصہ اجتماع ہو گیا۔ مغرب کا وقت ہوا تو نماز مغرب ایک جماعت کثیرہ نے آپ کی امامت میں ادا کی اور بہت سوں نے تصدیق و بیعت سے آخرت کا توشہ سنوار لیا۔ روایت بتاتی ہے کہ بیان قرآن کی سماعت کا جن افراد کو اعزاز حاصل ہوا ان میں ایک امیر بھی تھے اس نے راہ حق کے ان مسافروں کی بے سروسامانی دیکھ کر آپ کے لئے ایک بھیلی (پالکی) کا انتظام کر دیا جس پر آپ فرزند کے ساتھ برہان پور کے لئے روانہ ہوئے۔

صاحب اخبار الاسرار لکھتے ہیں کہ

حضرت تشریف الله از گجرات کوچ کردہ چند گاہ اقامت برهان پور نمودہ واز آنجا احرام بستہ از راہ خشکی زیادہ از دو سال بقصد بیت الله رفتہ بودند

ترجمہ: حضرت تشریف اللہ گجرات سے کوچ کر کے کچھ عرصہ کے لئے برہان پور میں اقامت گزیں ہوئے اور یہیں سے احرام باندھ کر حج بیت اللہ کے لئے نکلے

تاریخ سلیمانی میں لکھا ہے کہ جب آپ برہان پور آئے اور دائرہ قائم کیا تو برہان پور میں فتوح کثیر وصول ہونے لگی جو فتوح وصول ہوتی تھی اس کے چار حصے کئے جاتے تھے ایک حصہ مکان میں دیا جاتا ایک حصہ فقراء میں سویت ہوتا اور باقی نصف میں سے ایک حصہ مہمانوں کو اور ایک حصہ بچوں کے لئے مختص رہتا یہیں سے آپ پاپیادہ حج بیت اللہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ روایت بتاتی ہے کہ پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے آپ جہاز کے کرایہ کے ساتھ برہان پور سے بندرگاہ تک پیادہ سفر کئے اور پھر جدہ سے مکہ معظّمہ بھی پیدل ہی سفر طئے کیا۔ گرمیوں کے دن تھے دھوپ کی تمازت سے زمین خوب تپی ہوئی تھی اس کے باعث پیروں میں چھالے پڑ گئے اور پیٹھ پھٹ گئی ایسے میں والد بزرگوار سے بشارہ ملا اور آپ نے عرض کیا کہ بندہ کی

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

آرزو یہی ہے کہ حضور خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین ﷺ کی اتباع میں بندہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ سوائے پیدل مسافت طئے کرنے کے دوسرا ذریعہ اختیار نہ کیا جائے جولوگ خدا پر بھروسہ کرتے ہیں ان کا خدا ہی نگران ونگہبان ہوتا ہے۔ جب آپ اپنے راستہ پر پیدل چلے جارہے تھے تو ایک قافلہ ملا۔ امیر قافلہ نے آپ کی بے سروسامانی کے عالم میں سفر کی صعوبتوں کو دیکھ کر آپ کو خدا واسطے اپنی سواری پر بٹھالیا اور یوں غیب سے آپ کو سہولت ملی۔

بعد ادائی فریضہ حج آپ ہندوستان واپس لوٹے اور جب برہان پور پہنچے تو وہاں کے امراء جلال خاں اور بایزید خاں جو مصدقین سے تھے بہت کوشش کی کہ آپ برہان پور میں اپنا دائرہ قائم کریں لیکن صاحب مقدمہ سراج الابصار لکھتے ہیں کہ میاں سید شریف تشریف اللہ نے اس بات کو پسند نہیں کیا وہ لکھتے ہیں کہ حضرت تشریف اللہ کو ان امراء کے گھروں میں بطریق مہمان داری جانا پسند نہ تھا اور ان کی فتوح بھی قبول نہیں کی بالآخر جلال خاں نے ایک قیمتی سپر اور ایک تلوار جس پر نقروی بند تھے اپنے وزیر کے ہاتھ میں دے کر قصبہ جلگاؤں تک بھیجا۔ جب میاں تشریف اللہ جل گاؤں پہنچے اور اس جگہ کو پسند کیا اور فرمایا یہ جگہ اچھی ہے۔ اگر کوئی رہنے دے۔ جب میاں کی پسند جلال خاں کے فرستادہ کے علم میں آئی تو اس نے سپر اور تلوار زمیندار کے حوالہ کر کے میاں کا دائرہ کا حصار باندھا۔ مقدمہ سراج الابصار کی عبارت اس جملہ پر ختم ہوتی ہے' بندگی تشریف حق اس مقام پر چندسال مقیم رہے البتہ صاحب تاریخ سلیمانی نے صاف طور پر لکھا ہے کہ جل گاؤں میں آپ کا دائرہ سات یا آٹھ سال رہا۔ یہاں ہمیشہ فقر وفاقہ رہا۔ روایت میں آیا ہے کہ ایک موقع پر سات سو طالبان خدا نے فاقہ سے عدم آباد کی طرف مراجعت کی ان کو آپ نے ایک کھیت میں دفن کروادیا۔ جب کھیت کے مالک کو اطلاع ہوئی تو وہ روتا پلاتا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اب اس کے لئے کھیت میں کوئی جگہ نہیں رہی جہاں کاشت ہو سکے۔ آپ نے اس کو دلاسہ دیا اور فرمایا تم بلاوجہ فکر مند ہو۔ جاؤ قبریں کھود وا ور ایک بھی مردہ ملے تو ہم کو پکڑلو۔ حکم کی تعمیل میں اس نے چند قبریں کھدوائیں تو کسی بھی قبر میں کوئی مردہ نظر نہیں آیا اور حاضر ہو کر سارا ماجرا سنایا۔ تو آپ نے فرمایا ہمارے بھائیوں نے فاقہ کشی کی مصیبت اس لئے نہیں جھیلی کہ یہاں پڑے رہیں۔ بندہ اس ہاتھ دے رہا تھا اور خدا اس ہاتھ لے رہا تھا۔ اس واقعہ سے متاثر ہو کر سارا گاؤں آپ کا مطیع ہو گیا۔

الغرض اس پیکر عزم وہمت نے ۱۱/ رمضان المبارک ۹۸۸ھ م ۲۱/ اکٹوبر ۱۵۷۰ء کو ۶۳ سال کی عمر میں اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ بوقت رحلت آپ کے تین فرزند تھے۔ میاں سید سعد اللہ' میاں سید عبداللطیف اور میاں سید عبدالوہاب۔ اخبار الاسرار کی روایت ہے کہ میاں سید شریف تشریف اللہ کیا قدم ہمیشہ عالیت پر رہا اور عزیمت ورخصت کو کبھی جگہ نہیں دی۔

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حضرت بندگی میاں سید سعد اللہؒ

بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایت کے چھٹے فرزند جن کا اسم گرامی میاں سید شریف المشہو رلقب ''تشریف حق'' ہے آج کی یہ تحریر آپ کے عالی قدر فرزند ار جمند میاں سید سعد اللہ کے واقعات سے ہیں جنہوں نے بیعت حاصل کی ہے میراں سید عبدالحی روشن منور سے اور صحبت رکھتے ہیں اپنے تایا بندگی میاں سید شہاب الدین شہاب الحق اور حضرت سید محمود سیدنجیؓ خاتم المرشدین اور خود والد بزرگوار حضرت میاں سید شریفؓ تشریف اللہ کے فیوض صحبت سے اپنا دامن بھرا ہے۔اخبار الاسرار کی روایت ہے کہ حضرت سیدنجی خاتم المرشدین نے اپنے آخری آیام حیات میں فرمایا ہے۔''سید سعد اللہ مانو یا نہ مانواز بندہ دادہ میشود یعنی باور کند یا نہ کند از بندہ دادہ می شود اور پھر صاحب اخبار الاسرار نے یہیں پر جملہ ختم نہیں کیا بلکہ تذکرۃ المرشدین جو حضرت بڑے میاں صاحب اہل کرنول کی تالیف ہی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بزرگوں سے سنا ہے کہ خاتم المرشدین نے اپنے آخروقت ارشادفرمایا

''سید سعد الله مانو یا نه ما نو از بنده میشود یعنی با ور کند یا نه کند از بند ہ داده میشود''

امر واقعہ یہ ہے کہ بزرگان سلف اس خیال کے حامی تھے کہ کسی صاحب حال بزرگ کے آخروقت کی نظر و پروان سلوک ومعرفت کے لئے ایک نایاب دولت سے کم نہیں۔اسی لیے میاں سید سعد اللہ چچا حضرت سیدنجی کی صحبت میں رہ چکے ہیں اور کئی بشارتوں سے سرفراز ہو چکے ہیں مگر آخروقت چونکہ آپ سیدنجیؓ کے بستر مرگ کے پاس نہیں تھے وہ یہ نہ سمجھیں کہ وقت خاص کی بے پناہ نوازشات سے محروم رہے اسی بنا پر آپ فرماتے ہیں کہ سعد اللہ باور کریں یا نہ کریں بندہ کی بشارتیں بھی ان کے لئے ہیں:۔ تاریخ سلیمانی میں لکھا ہے کہ حق تعالی نے اپنے فضل وکرم سے میاں سید سعد اللہ کو ذہن' فراست اور شجاعت درجہ کمال کی حدتک عطا کی تھی روایت میں آیا ہے دیگررا آن طاقت نبود یعنی دوسروں میں نہ وہ طاقت تھی نہ فراست وشجاعت جو میاں سعد اللہ کو بفضل تعالی حاصل تھی۔

این سعادت بزور بازو نیست
تانه بخشد خدا ے بخشنده

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

روایت بتاتی ہے کہ ایک موقع پر عادل شاہ والی بیجاپور نے اپنے مقربین کے سامنے اس امر کا اظہار کیا کہ ہمارے پاس کوئی ایسا قابل شخص نہیں جو سعد اللہ کو بحث میں زیر کر سکے۔ دربار کے ایک امیر بختر خان نے کہا کہ میں گجرات کا ہوں اور سعد اللہ کی بھی اصل گجرات کی ہے میں ان کو بحث میں زیر کر سکتا ہوں۔اس کے بعد بختر خان پوری شان وشوکت کے ساتھ ہم راہوں کی ایک جماعت لے کر دائرہ میں آیا اور دل میں یہ طے کر لیا کہ جب سید حجرہ سے باہر آئیں تو تعظیم نہ دوں گا۔لیکن خدا کی کرنی دیکھیے میاں جب حجرہ سے باہر تشریف لائے تو دائرہ میں اس وقت موجود سب ہی خورد و کلاں کیا غریب کیا امیر میاں پر نظر پڑتے ہی بے ساختہ طور پر اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کیوں نہ کھڑے ہوتے جب کہ یہ بات انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ جب ہم کسی قوی الجثہ تنومند اور صاحب بردبار شجیع و جوان مرد کو اپنے سامنے دیکھتے ہیں بغیر کسی تحفظ ذہنی کے نشست سے اٹھ جاتے ہیں اور یہی کچھ بختر خان کے ساتھ پیش آیا۔ بقول صاحب اخبار الاسرار'' **گویا تمام محفل را کسے دست گرفته استاده کرد** ''یعنی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے پوری محفل کو ہاتھ پکڑ کر جگہ سے اٹھا کر کھڑا کر دیا ہے۔ بعد ازاں بختر خان نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے عرض کیا کہ دنیا میں کیا خدا کا دیدار ہو سکتا ہے یا نہیں اور جواب میں میاں سید سعد اللہ فرماتے ہیں'' **در دار دنیا دیدار هست** ''ہاں اس دنیا میں دیدار ہو سکتا ہے۔اور بختر خان بلا جھجک کہتا ہے '' **دار دنیا دیداراست** ''چراکہ موسیٰ کلیم اللہ عرض کرد ندرب ارنی خطاب آمد لن ترانی ''یعنی اس دنیا میں دیدار ممکن نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبینا نے عرض کیا اے میرے رب میں تجھ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔حکم ہوا تم نہیں دیکھ سکتے جب موسیٰ کو دیدار نہیں ہوا تو دوسروں کو کیسے ہو سکتا ہے اسی گفتگو کے دوران میاں سید سعد اللہ نے بختر خان سے دریافت فرمایا کہ اس کی اصل کیا ہے اس نے کہا'' میری اصل گجرات کی ہے اور ہم لوگ خدا بین تھے تب میاں سید سعد اللہ اس کے بالکل قریب آ گئے اور فرمایا ہاں تم گجرات کے ہو۔تمہارے اجداد فلاں فلاں جگہ کے باشندے تھے اور ساتھ میں فرمایا کہ وہ کم ذات کے بھی تھے تو جیسے ہی اس نے میاں کی زبان سے اپنی ذات کو آشکارا ہوتا دیکھا تو اپنا سر میاں کے زانوں میں ڈال دیا اور میاں کے سامنے بڑی لجاجت سے عرض کیا'' **حضرت برماستار شوید و به بخشید و پوشید** ''آپ میرے حق ستار ہیں آپ مجھے بخش دیں اور میرے عیب ڈھانپ دیں پوشیدہ رکھیں۔بختر خان کے ساتھ جو دوسرے مقربان شاہ آئے تھے۔انہوں نے جو یہ معاملہ دیکھا تو فوری بادشاہ کو مطلع کیا تو بادشاہ نے فرمایا سعد اللہ پر خدا کی عطا۔کوئی ان سے نہیں جیت سکتا۔

خدا کی عطا کا معاملہ بھی عجیب ہے یہاں بعض ایسے عجیب وغریب واقعات سامنے آئے ہیں کہ انسان حیرت و استعجاب میں پڑ جاتا ہے۔ راہ سلوک کے مسافر جانتے ہیں کہ اس راہ عبادت میں استقامت کے ساتھ ساتھ مرشد کی نظر اور مرشد سے تعلق کا بھی بڑا دخل رہتا ہے اور اس میں آپسی خلوص ومحبت کے ساتھ وفاداری بشرط استواری بھی ضروری ہے جب

انتساب

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

تک سالک مرشد کی خدمت میں جان نہیں لڑا دیتا منزل کا قرب ممکن نہیں ہوتا۔ آ گے ایک واقعہ پیش کر رہا ہوں کہ جس سے معلوم ہوگا کہ مرشد کے حکم کی اطاعت کو کس درجہ پر رکھا جاتا ہے۔

آج نوبت ہمارے پاس عنقا ہے لیکن ایک زمانہ تھا جب ہماری پہچان اسی وصف سے ہوتی تھی۔ میاں شہاب الحق کے دائرہ کا واقعہ رات دیر گئے جب نوبت جاری تھی۔ دائرہ کی باؤلی میں ایک دھما کہ ہوا پانی میں کسی کے گرنے کی آواز پر میاں کی زبان مبارک سے نکلا ہے کوئی جو تحقیق کرے اور بتائے کہ دھما کہ کا سبب کیا تھا'' نوبت میں حاضر سب ہی نے میاں کی آواز سنی لیکن میاں سعداللہ نے میاں کا جملہ پورا ہونے کے دوسرے ہی ثانیہ اپنے اسی لباس سے جو اس وقت آپ کے جسم پر تھا باولی میں کود گئے۔ میاں نے دوسری آواز پر کان کھڑے کئے اور باولی کے کنارے پہنچ گئے ٹوکری اور رسی منگوالی اور ٹوکری کو رسی کی مدد سے پانی میں پھینکا پہلے مرحلہ پر ایک بوڑھیا پانی سے برآمد ہوئی۔ حضرت شہاب الحق نے ٹوکرا پھر دوسری بار باولی میں پھینکوایا۔ اب میاں سید سعداللہ برآمد ہوئے تو حضرت شہاب الحق نے فرمایا باولی میں کودنے کی کیا ضرورت تھی۔ عرض کیا'' آقا کا حکم تھا کہ باولی میں ہونے والے دھما کہ کی تحقیق کی جائے۔ پھر آقا کا حکم خالی کیسے جاتا۔ جب بوڑھیا سے پوچھا گیا کہ باؤلی میں کیسے گری تو بوڑھیا نے جواب دیا تہجد کے لئے اٹھی تھی گھر میں پانی نہیں تھا باولی پر آئی لیکن پیر پھسل گیا اور باولی میں گر گئی۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے اوپر مذکور واقعہ جہاں میاں سید سعداللہ کی اطاعت وفرمان برداری کی جھلک پیش کرتا ہے وہاں ایک اور چیز بھی نظروں سے اوجھل نہ رہے وہ ہے ذکور واناث دونوں کی لقاء رب کی تمنا اور تقرب اللہ کا ذوق وشوق انہیں مجبور کرتا تھا کہ شب تاریک کی تنہائیوں میں حکم الٰہی **و السجدو واقترب** کو حرز جان بنائے ہوئے **ان یبعثک ربک مقاما محمودا** کی بشارت والی منزل تک پہنچ جائیں۔

لیجیے ایک اور واقعہ پر بھی نظر ڈال لیجیے۔ روایت بتاتی ہے کہ ایک دن میاں سید سعداللہ والد بزرگوار میاں سید شریف تشریف اللہ اور چچا حضرت سیدنجی خاتم المرشدین کے ہمراہ راستہ سے گذر رہے تھے کہ ایک مقام پر حضرت تشریف حق نے محسوس کیا کہ فرزند یعنی میاں سید سعداللہ چچا میاں (یعنی خاتم المرشدین) کے بازو باز وچل رہے ہیں باپ نے بیٹے کو خبردار کیا کہ دیکھتے نہیں ہو کس کے برابر برابر چل رہے ہو ہوشیار ہو جاؤ! کہاں وہ ذات قدسی صفات اور کہاں تم۔ میاں سید سعداللہ فوری طور پر پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ سیدنجی ارشاد فرماتے ہیں بھائی سید شریف کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم کو نہیں معلوم کہ میں اور سعداللہ دونوں نے ایک جگہ دامن پسار کر سویت لی ہے۔ یہاں یہ عرض کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ حضرت سیدنجی حضرت شہاب الحق کی صحبت میں ۲۵ تک رہے ہیں اور میاں سعداللہ کو جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے حضرت شہاب الحق کی صحبت میں رہنے کا شرف

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com

حاصل ہے۔

میراں سید شریف تشریف اللہ کے احوال میں بتا چکے ہیں کہ تشریف حق جب جالور سے رخصت ہوکر دکھن کی طرف چلے آ رہے تھے تو میاں عبدالکریم نوری کے دائرہ میں جو دولت آباد میں تھا کچھ عرصہ مقیم رہے۔ ایسے وقت میاں سعد اللہ ہی تھے جنہوں نے والد بزرگوار کو دولت آباد سے جلگاؤں جالور لے آئے تھے۔ جہاں تشریف حق تادم واپسی میں دائرہ باندھے رہے اور آپ کی رحلت کے بعد میاں سید سعد اللہ بیجا پور تشریف لے آئے اور یہیں دائرہ قائم کیا۔ پھر ۱۵/ رمضان ۱۰۲۲ھ میں بیجا پور بنی کے افضل پورہ میں جہاں آپ کا دائرہ تھا واصل بحق ہوئے۔

مولوی سید محمود صاحب یداللہی مولف ''حیات پاک'' نے اپنے ایک مضمون ''بیجا پور'' جو نور حیات کے شمارہ بابت اکٹوبر ۱۹۶۶ء کے صفحات ۱۷ تا ۲۵ پر شائع ہوا ہے۔ لکھا ہے کہ افضل پور کے راستہ پر سڑک سے بجانب مغرب قریب نصف میل کے فاصلہ پر ایک اونچی زمین پر ایک چبوترہ ہے جس پر پہلی قطار میں چار اور دوسری قطار میں تین قبریں ہیں ان ہی میں سے ایک میاں سید سعد اللہ کی ہے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن عالی میں محفوظ رکھئے کہ اُس زمانہ میں بیجا پور آپ کا گڑھ تھا ایک دو کا کیا ذکر ۲۷ حظیرے تھے اور آج مقدور ہو تو خاک بیجا پور سے پوچھیئے کہ اس نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے۔؟ والسلام

☆☆☆☆☆

PDF Created with deskPDF PDF Writer - Trial :: http://www.docudesk.com